

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان عربوں کی نظر میں

جلد دوم

مرتبہ و مترجمہ

ضیاء الدین اصلاحی

دارالصفین، شبلی اکبری، عظیم گڑھ، یوپی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب

عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload)

کی جاتی ہیں۔

دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان عربوں کی نظر میں جلد دوم

یعنی ہندوستان کے متعلق قدیم عربی مصنفین خصوصاً جغرافیہ نویسوں اور سیاحوں
کے بیانات اور ان کا ترجمہ

مرتبہ و مترجمہ

ضیاء الدین اصلاحی

www.KitaboSunnat.com

دارالمصنفین، شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ

جملہ حقوق محفوظ
سلسلہ دارالمصنفین نمبر ۹۰

نام کتاب: ہندوستان عربوں کی نظر میں جلد دوم

مترجم و مرتب: ضیاء الدین اصلاحی

صفحات: ۳۵۸

ایڈیشن: اگست ۱۴۲۰ھ

مطبع: معارف پریس، شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ

ناشر: دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ

قیمت:

باہتمام



عبد المنان ہلالی

فہرست مضامین ہندوستان عربوں کی نظر میں جلد دوم

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	فہرست	۳-۱		(۵) کتاب الذخائر والتحف	۸۳
	نیچاچہ			ہندو راجہ کا تحفہ والی سندھ کو	۸۵
	از شاہ معین الدین احمد ندوی			ہندو راجہ کا تحفہ بارون رشید کو	۸۶
	تائیم دارا مظہر خٹین، اعظم گڑھ			ہندو راجہ کا تحفہ حسن بن سسل کے نام	۸۷
	۴-۵			والی سندھ کا ہندی تحفہ معتمد کے لئے	۹۱
۱	ابن ندیم	۱		برہماراجہ کا خط مامون کے نام	۹۲
	۲۴-۱			مامون کا خط راجہ برہما کے نام	۹۵
۲	(۱) الفہرست	۲		مامون کا ہدیہ	۹۷
	عبد القادر بغدادی			قیقان کے راجہ نے حضرت معاویہ	۹۹
	۲۵-۲۷			کے پاس آئینہ جہاں نما گنجینا	
۳	(۲) الفرق بین الفرق	۶		قدحار میں منار واقع میری	۱۰۰
	قاضی صاعد اندلسی	۲۸		عرب امراء و سلاطین کے پاس	۱۰۱
	۳۸-۳۹			ہندوستان کی قیمتی چیزیں	
۴	(۳) طبقات الامم	۴۰		والی سندھ کے پاس قیمتی ہندوستانی سامان	۱۰۲
	عبد الکرم شہرستانی			محمود غزنوی کے پاس غزنہ میں	۱۰۶
	۴۰-۸۱			ہندوستان کے سدھے ہوئے ہاتھی	
	(۴) الملل والنحل جلد اول	۴۱		شریف الادریسی	
	الملل والنحل جلد ثالث	۴۳		۱۰۸-۱۹۶	
۵	قاضی رشید بن زبیر	۸۲			
	۸۲-۱۰۷				

صفحہ	مضمون	نمبر شمار	صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۱۵۸	قزدار	۱۱۲	(۶) نزہۃ المشتاق فی اختراق الآفاق		
"	کیزکانان	۱۲۵	جاذبہ کے بیان پر تنقید		
۱۵۹	ملتان	۱۴۱	ان مقامات کے جائے وقوع اور		
"	ملتان کا بت		فاصلے کے بارے میں اور لکھی کی رائے		
۱۶۰	بت کی ہیئت	۱۴۳	وہیل کا جائے وقوع		
۱۶۳	جندور	۱۴۳	نیرون		
۱۶۵	بدھ قوم	۱۴۴	منصورہ		
۱۶۶	بدھ کا علاقہ	"	دریائے سندھ کی دو شاخیں		
۱۶۶	بایل	۱۴۷	سندھ کے بعض اور شہروں کے		
۱۶۷	سندھ کے بعض اور شہر		نام یہ ہیں		
"	طوران کے شہر	۱۴۹	اترئی اور بسند		
"	ماسورجان	۱۵۱	منجابری		
۱۶۸	طوران سے منصورہ	۱۵۲	فیروزپور		
"	ہندوستان کا علاقہ	"	کمران کے شہر و قصبہات		
"	ہندوستان کے دوسرے شہر و قصبہات	"	اسکینہ		
۱۶۹	کھنیاہیت	۱۵۳	تیز		
۱۷۰	کولی اور سوپارہ	۱۵۴	ارماہیل		
۱۷۱	چیمور	"	قنبلی		
۱۷۲	لی	"	درک		
۱۷۳	ولہر رائے کی حکومت	۱۵۵	راسک		
۱۷۵	الجزء الثامن من الاقليم الثاني	"	مارکان اور قنہ ان		
"	جزیرے	۱۵۶	مشکی		
۱۷۱	بھروچ	"	کمران کی زبان		
۱۷۶	شہر وارہ	۱۵۷	ان کا فاصلہ		
۱۸۹	مالوہ	"	منصورہ، طوران اور فرج کا فاصلہ		

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	موریدس	۱۸۹	۲۸۶	قلقشندی	۲۸۶
	قندھار	۱۹۰		۲۲۷-۲۸	
	کابل اور ہند	۱۹۱	۲۸۸	(۹) صبح الّا غشی جلد پنجم	
	ایکا	۱۹۳		مضافات	
۷	ابن ابی اصیبعہ	۱۹۶	۳۰۰	غلوں، پھلوں پھولوں اور ترکاریوں	
	۲۱۳-۱۵۶			وغیرہ کا ذکر	
	(۷) غیون الانباء فی طبقات	۱۹۷	۳۰۳	نقود اور سکے	
	الاطباء جلد دوم		۳۰۵	نرخ اور قیمتیں	
۸	ابن بطوطہ	۲۱۶	۳۱۶	اہل سنت کا لباس اور وضع قطع	
	۲۸۵-۲۱۵		۳۱۸	شاہی عمدہ داروں کی تنخواہیں	
	(۸) رحلۃ ابن بطوطہ جلد دوم	۲۱۶	۳۳۱	اشاریہ	
	جامع مسجد دہلی کا ذکر	۲۳۷		۲۵۲-۳۳۱	
	سلطانہ رضیہ	۲۳۸	۳۳۱	اشخاص	
	سلطان ناصر الدین بن سلطان	۲۳۹	۳۳۸	مقامات	
	شمس الدین کا ذکر		۳۴۶	کتب	
	سلطان قطب الدین کا ذکر	۲۵۳	۳۴۹	اقوام و مذہبی فرقے	
	سلطان محمد تغلق شاہ	۲۵۴			
	عید کی نماز کا جلوس	۲۵۸			
	عید کا دربار	۲۶۰			
	بادشاہ کی تواضع اور انصاف	۲۶۵			
	احکام شرعی کی پابندی	۲۶۷			
	انصاف کا دربار	"			
	قیام میں لوگوں کی پرورش	۲۶۹			
	شہنشاہ الدین کا قتل	۲۷۰			
	بادشاہ کا شہر دہلی کا اجاڑنا	۱۷۱			

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دیباچہ

اس کتاب کی پہلی جلد مارچ ۱۹۵۹ء میں شائع ہوئی تھی۔ جو بہت مقبول ہوئی، حکومت ہند نے بھی اس کی قدر افزائی کی اور تاریخ ہند کے سلسلہ میں اس نے ایک سال کے لئے جو امداد منظور کی تھی اس میں ایک سال کی مزید توسیع کر دی، جس سے دوسری جلد کی تکمیل کا موقع ملا۔ اس کے لئے دارالمصنفین عالی جناب ہمایوں کبیر بالقابہ وزیر ثقافتی امور حکومت ہند کا شکر گزار ہے۔

اس جلد میں ابن ندیم، عبد القاهر بغدادی، قاضی صاعد اندلسی، عبدالکریم شہرستانی، قاضی رشید بن زبیر، شریف ادریسی، ابن ابی اصیہ، ابن بطوطہ اور قلعشندی کے بیانات ہیں، اس طرح ان دونوں جلدوں میں تیسری صدی ہجری (نویں صدی عیسوی) سے لے کر نویں صدی ہجری (پندرہویں صدی عیسوی) تک کے عرب مصنفین کے بیانات آگئے ہیں۔ اس دور کی فارسی تاریخیں بہت کم ہیں اور جو ہیں بھی وہ زیادہ تر سیاسی اور جنگی محاربات کے حالات پر مشتمل ہیں، ان میں ہند قدیم کے علمی مذہبی اور تمدنی حالات بہت کم ملتے ہیں، اس لئے یہ کتاب تیسری صدی ہجری سے لے کر نویں صدی ہجری تک چھ سو سال کی ہندوستان اور ہندوؤں کی قدیم تاریخ کا مرجع ہے۔ اس دور کے متعلق اتنے قدیم مستند اور متنوع معلومات خود ہندوستانی زبانوں میں بھی مشکل سے ملیں گے۔

اس لئے یہ کتاب تاریخ کے طلبہ اور مورخین کے لئے ایک اہم ماخذ ہے۔ اس سے یہ بھی اندازہ ہوگا کہ عرب مصنفین نے ہندوؤں کی تاریخ کے ساتھ کتنا اعتنا اور اس کی کتنی بڑی خدمت کی ہے۔

اس حصہ کی تالیف اور اس کا ترجمہ بھی پہلے حصہ کے مترجم مولوی ضیاء الدین صاحب اصلاحی رفیق دارالمصنفین نے کیا ہے اور اس کی اصلاح و ترمیم میں نے کی ہے۔ مترجم نے جا بجا ضروری حواشی اور تشریحات بھی تحریر کر دی ہیں جس سے متن کے اجمال اور بہت سے پرانے اسماء و اعلام کی وضاحت و تشریح ہو جاتی ہے۔ قاضی رشید اور شریف ادریس کے بیانات کا ترجمہ مولوی مجیب اللہ صاحب ندوی نے کیا ہے۔ بعض کتابوں کی فراہمی اور نقل و اقتباس حاصل کرنے میں خاصی محنت اور دشواری اٹھانا پڑی۔ اس کام کے لئے دارالمصنفین کے دور فقہاء ایک سال تک برابر مشغول رہے لیکن الحمد للہ یہ ضروری کام پورا ہو گیا۔

فقیر معین الدین احمد ندوی

ناظم شعبہ علمی و ڈائرکٹر شعبہ تاریخ

دارالمصنفین، اعظم گڑھ

۳ مارچ ۱۹۶۲ء

بسم الله الرحمن الرحيم

ابن ندیم

ابن ندیم کا اصلی نام محمد بن اسحاق بن ابی یعقوب الندیم اور کنیت ابو الفرج یا ابو الفتح ہے لیکن ابن ندیم کے نام سے مشہور ہے، وطن بغداد تھا، یہ کتابوں کی نقل و ترتیب و تصحیح (دراتی) اور فروخت کا کام کرتا تھا، اُس نے اپنی مشہور تصنیف ”الفہرست“ کے ۳۷۰ مطابق ۹۱۷ء میں لکھی، اس میں دنیا کی مختلف قوموں کی زبانوں اور ان کے رسم الخط کا ذکر اور اسلامی علوم و فنون کے جملہ شعبوں کے متعلق تصنیفات اور مصنفین کے مختصر حالات اور ان تمام کتابوں کے بھی نام اور ان کے متعلق معلومات تحریر کئے ہیں، جو اس کے زمانہ تک کسی علم و فن میں عربی میں لکھی یا دوسری زبانوں سے ترجمہ ہوئی تھیں، ہندوستانی علوم و فنون کی کتابوں اور یہاں کے مذاہب کا بھی اس میں تذکرہ ہے، بلکہ یہ ہندوستانی مذاہب کے بارہ میں نہایت قدیم اور مستند ماخذ ہے۔ کیونکہ دوسری صدی ہجری میں سبھی بن خالد برکی نے ہندوستانی مذاہب کی جو روداد تیار کرائی تھی اس کا خلاصہ ابن ندیم نے الفہرست میں شامل کر لیا ہے، اس کتاب کی اہمیت کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ وہ اس زمانہ میں لکھی گئی جب اس طرح کی کوئی کتاب نہ تھی اور اگر ابن ندیم نے الفہرست نہ لکھی ہوتی تو عربی زبان و ادب اور قدیم علوم و فنون کے متعلق بہت سارے معلومات اور حالات جو اب منظر عام پر آچکے ہیں، پردہ خفایں رہتے۔

اس کے کئی ایڈیشن یورپ اور مصر سے اب تک شائع ہو چکے ہیں، ۱۹۲۹ء میں مصر سے اس کا جو ایڈیشن شائع ہوا ہے اس کے شروع میں جانح ازہر کے کسی فاضل پروفیسر نے ابن ندیم کے مختصر حالات بھی لکھے ہیں۔

ابن ندیم کی وفات کا صحیح سنہ معلوم نہ ہو سکا، تاہم ۳۸۵ھ مطابق ۹۹۵ء کے بعد اس کی وفات ہوئی ہے۔

الفہرست

سندھ کے لوگوں کی زبانیں اور مذاہب باہم مختلف اور رسم الخط متعدد ہیں، ان علاقوں میں جانے والے ایک سیاح نے مجھ کو بتایا کہ اُن کے تقریباً دو سو رسم الخط ہیں اور بادشاہ کے محل میں جو سونے کا ست (۱) میں نے دیکھا اور جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ ہاتھ کی شکل کا ایک مجسمہ ہے اور ایک کرسی پر رکھا ہوا ہے، اپنا ایک ہاتھ اس طرح کئے ہوئے ہے کہ معلوم ہوتا ہے ۳۰ تک گنتی گن رہا ہے (۲) اور کرسی پر اس طرح کا ایک کتبہ بھی ہے۔ (۳)

اسی سیاح نے بیان کیا کہ سندھ کے لوگوں میں عموماً ۹ رسم الخط رائج ہیں۔

هؤلاء القوم مختلفي اللغات مختلفي المذاهب و لهم اقلام عدة قال لي بعض من يجول بلادهم ان لهم نحو مائتي قلم والذي رايت صنما صفرأ في دارالسلطان قيل انه صورة اليد و هو شخص على كرسی قد عقد باحدى يديه ثلاثين و على الكرسي كتابة هذا

و ذكر هذا الرجل المقدم ذكره انهم في الاكثر يكتبون بالثسعة الاحرف (ص ۲۷)

(۱) یہ مورتی بغداد میں تھی (۲) انگلیوں سے گنتی کرنے کی ایک خاص شکل کا نام ہے (۳) اس کے بعد مصنف نے کتبہ کی اصل شکل تحریر کی ہے مگر اسے قلم انداز کر دیا گیا۔

سندھیوں کے علاوہ دوسری
سیہ فام قوموں میں مثلاً نوبہ، جہ،
زغاوہ، مراوہ، استان اور بربر اور حبشہ
کی مختلف قومیں بھی قرب و جوار کی
وجہ سے ہندی ہی رسم خط میں لکھتی
ہیں، اس لئے کہ خود ان کا کوئی رسم خط
نہیں ہے۔

مصحہ (۱) ہندی اسحاق بن
سلیمان بن علی ہاشمی کے درباری لوگوں
میں تھا اور سنسکرت سے عربی میں
کتبوں کا ترجمہ کیا کرتا تھا، (۲) ابن
وہب ہندی برامکہ کے شفاخانہ کا
افسر اعلیٰ تھا، یہ بھی ہندی سے عربی
زبان میں کتابوں کا ترجمہ کیا کرتا تھا،

کصحہ (۳) ہندی کی کتابوں کے
نام یہ ہیں، ایک کتاب عمروں کے بیان
میں، دوسری پیدائشیوں کے بھید میں،
تیسری بڑے قرآن یا بڑی لگن کے بیان
میں اور چوتھی چھوٹی لگن کے بیان میں۔
جو در ہندی کی کتابوں میں ایک کتاب
عربی میں کتاب المواید ہے، سنگھل
ہندی کی ایک کتاب سوالوں کے بھید

فاما اجناس السودان مثل
النوبة و البجة و الزغاوة و المراوة و
الاستان و البربر و اصناف الزنج
سوی السند فانهم یکتبون بالہندیة
للسجائرة فلاقلم لهم یعرف
ولا کتابة۔

(ص ۲۸)

منکہ الہندی، وکان فی جملة
اسحق بن سلیمان بن عمی
الہاشمی، ینقل من اللغة الہندیة
الی العربیة، ابن دہبن الہندی،
وکان الیہ بیمارستان البرامکہ نقل
الی العربی من اللسان الہندی

(ص ۳۴۲)

کنکہ الہندی و لہ من
الکتب کتاب النمودار فی الاعمار،
کتاب اسرار المواید، کتاب
القرانات الکبیر، کتاب القرانات
الصغیر جودر الہندی۔ و لہ من
الکتب کتاب المواید عربی
صنجل الہندی، و لہ من الکتب
کتاب اسرار المسائل،

(۱) یہ ایک وید کا نام ہے جو طب اور علاج میں بڑی مہارت رکھتا تھا، (۲) یہ بھی ایک وید کا نام ہے

(۳) یہ ایک جو تہی پڑت تھا، ابن ابی اصیہ کا بیان ہے کہ وہ مشہور اور نامی طبیب گذرا ہے۔

میں ہے، نہک (۱) (یا نیک) ہندی کی کتابوں میں ایک پیلریشن کی بڑی کتاب ہے۔ بعض علمائے ہند جن کی فن طب اور نجوم سے متعلق کتابیں ہمارے یہاں پہنچی ہیں، ان کے نام یہ ہیں، باکھر، راجہ، صمہ، داہر، انکو، زنکل، اریکل، جہر، اندی اور جہاری وغیرہ۔ فن طب کے متعلق ہندوستان کی وہ کتابیں جو عربی میں ترجمہ ہو چکی ہیں یہ ہیں :- شرت کی کتاب دس بابوں میں ہے، سخی بن خالد برکی نے محہ ہندی پنڈت کو اپنے شفاخانہ میں اُس کے ترجمہ کرنے کا حکم دیا تھا، یہ طبی دستور العمل کی قائم مقام ہے، استانگر کی کتاب کا این دھن نے ترجمہ کیا ہے، چرک کی کتاب پہلے سنسکرت سے فارسی میں اور پھر عبداللہ بن علی نے اس کو فارسی سے عربی میں منتقل کیا، کتاب سند ستاق (۲) کے معنی خلاصہ کامیابی ہے، شفاخانہ کے افسر علی بن دھن نے اس کا ترجمہ کیا

نہق الہندی۔ ونہ من الکتب، کتاب الموالید الکبیر۔

و من علماء الہند ممن وصل الینا کتبہ فی النجوم والطب: باکھر، راجہ، صمہ، داہر، آنکو، زنکل، اریکل، جہر، اندی، جہاری، (ص ۳۷۸)

اسماء کتب الہند فی الطب الموجودة بلغة العرب کتاب سسر دعشر مقالات امر یحی بن خالد بتفسیرہ لمنکھ الہندی فی البیمارستان و یجری مجری الکناش، کتاب استانکر الجامع تفسیر ابن دھن، کتاب سیرک فسرہ عبداللہ بن علی من الفارسی الی العربی، لانه اولاً نقل من الہندی الی الفارسی، کتاب سند ستاق معناه کتاب صفوة النجح تفسیر ابن دھن صاحب البیمارستان کتاب مختصر للہند فی العقاقیر کتاب

(۱) جو در۔ تنگل، نہک، سب نام ہیں۔

(۲) تاریخ یعقوبی میں اس کا نام سندھشان اود سندھستان ہے، اُس کا اصل سنسکرت نام شاید سندھستان یا سندلسن ہو،

ہے، ہندوستان کی ایک مختصر کتاب جزی
یوٹیوں کے حال میں ہے۔ اور ایک
کتاب حاملہ عورتوں کے علاج کے
متعلق ہے، نوکشتل (۱) کی کتاب میں
ایک سو بیماریوں اور ایک سو دواؤں کا
بیان ہے، ہندوستانی خاتون رو سا (۲)
کی کتاب میں عورتوں کی بیماریوں کے
علاج درج ہیں اور نشہ کے بیان میں
ہندوستان کی ایک کتاب ہے، ہندوستان
کی جزی یوٹیوں کے ناموں کے متعلق
ایک کتاب کا مجھ پنڈت بنے اسحاق بن
سلیمان کے لئے عربی میں ترجمہ کیا تھا۔
رائے نام کے ایک ہندوستانی کی کتاب
میں سانپوں کی قسموں اور ان کے
زہروں کا بیان ہے، توکشتل وید کی ایک
کتاب امراض اور بیماریوں کے وہم اور
اسباب کے بیان میں ہے،

کتاب کلیلہ و دمنہ کے متعلق اختلاف
ہے، کہا جاتا ہے کہ وہ اہل ہند کی تصنیف
ہے اور اس کا ذکر دیباچہ کتاب میں بھی
ہے، لیکن دوسرا قول یہ ہے کہ وہ اسکائی
بادشاہوں کی تصنیف ہے اور

علاجات الحبالی للہند انت
توقشتل، فیہ مائۃ داء و مائۃ دواء،
کتاب روسا الہندیۃ فی علاجات
النساء، کتاب السکر للہند، کتب
اسماء عقاقیر الہند فسرہ مسکد
لاسحاق بن سلیمان، کتاب رأی
الہندی فی اجناس الحیات و
سمو منہا، کتاب التوہم فی
الامراض والعلل لتوقشتل الہندی،
(ص ۴۲۱)

فاما کتاب کلیلہ و دمنۃ فقد اختلف
فی امرہ فقیل عملتہ الہند و خبر
ذالک فی صدر الکتاب و قیل عملتہ
ملک الاسکانیۃ و نحلته الہند و قال
قوم ان الذی عملہ بزر جمہر

(۱) یہ ایک وید کا نام تھا، (۲) یہ ہندوستان کی ایک پنڈت عورت کا نام ہے۔

الحکیم اجزاء و اللہ اعلم بذالک،
کتاب سند باد الحکیم و هو
نسختان کبیرة و صغیرة و الخلف
فیه ابضاً مثل الخلف فی کدیلہ و
دمنة و الغالب و الاقرب الی
الحق ان یکون الهند صنفته -

(ص ۴۲۳-۴۲۴)

اہل ہند نے اسے اپنی طرف منسوب کر لیا
ہے، ایک روایت کے مطابق وہ اہل فارس
کی تصنیف ہے اور ہندوستان والوں نے
اسے اپنی طرف منسوب کر لیا ہے، ایک
جماعت کا خیال ہے کہ حکیم بزرگمہر نے
اسے کئی بابوں میں تقسیم کیا تھا اور اللہ تعالیٰ
ہی بہتر جانتا ہے صحیح کیا ہے سند باد حکیم کی
کتاب کے دو نسخے ہیں ایک بڑا اور دوسرا
چھوٹا۔ اس کے بارے میں بھی کدیلہ و دمنة
کی طرح اختلاف ہے لیکن زیادہ صحیح اور
قرین قیاس بات یہ ہے کہ وہ اہل ہند کی
تصنیف ہے۔

افسانوں اور قصوں کے متعلق
ہندوستانی کتابوں کے نام یہ ہیں، کتاب
کلیدہ و دمنة جو ۱ اور ۱۸ بابوں میں ہے، عبد اللہ بن
مقفع نے اس کا ترجمہ کیا ہے، یہ کتاب
نظم بھی کی گئی ہے، ناظم کا نام ابان بن
عبد الحمید بن لاحق بن عقیمر رقاشی
ہے، علی بن داؤد اور بشر بن معتمد نے
بھی اس کا نظم میں ترجمہ کیا ہے، لیکن
بشر نے اس کے کچھ حصے حذف کر دیئے
ہیں، اور میں نے ایک نسخہ میں دو باب
زیادہ پائے ہیں، نجی شعراء نے اس
کتاب کو نظم میں اور فارسی سے عربی
میں منتقل کیا ہے، اس کتاب کے
انتخابات مرتب کرنیوالوں کی بڑی تعداد
ہے، جن میں ابن مقفع، سہل بن ہارون،

اسماء کتب الهند فی
الخرافات و الاسمار و الاحادیث
کتاب کلیدہ و دمنة، و هو سبعة
عشر باباً و قیل ثمانية عشر باباً
فسره عبد اللہ بن المقفع و غیرہ و
قد نقل هذا الكتاب الی الشعر نقله
ابان بن عبد الحمید بن لاحق بن
عقیمر الرقاشی، و نقله علی بن داؤد
الی الشعر و نقله بشر بن المعتمد،
والذی خرج بعضه، و رایت انا فی
نسخة زیادة بابین و قد عملت
شعراء العجم هذا الكتاب شعراً و
نقل الی اللغة الفارسیة بالعربیة و
لهذا الكتاب جوامع و انتزاعات
عملها جماعة منهم ابن المقفع و
سہل بن ہارون و سلم صاحب

دار الحکمة (۱) کے افسر اعلیٰ سلم اور مرید اسود وغیرہ مشہور ہیں، مرید اسود کو امیر المومنین متوکل نے اپنے زمانہ خلافت میں فارس سے بغداد بلایا تھا، قصہ اور کہانی کے موضوع پر ہندوستانیوں کی کتابوں میں سندباد حکیم (پنڈت) کی ایک بڑی کتاب اور ایک چھوٹی کتاب ہے، یوزاسف دبلوہر کی کتاب اور یوزاسف کی کتاب الگ ہے، ایک کتاب ہندوستان اور چین کے ادب پر ہے، ہابل کی کتاب حکمت میں ہے، ایک ہندی کتاب حضرت آدمؑ کے ہبوط کی کہانی سے متعلق ہے، ایک طرق کی کتاب ہے، دیپک ہندی کی کتاب عورت اور مرد پر ہے، ہندوستان کی منطق کے حدود کے متعلق ایک کتاب ہے، سادہرم (۲) کی کتاب، ایک ہندوستانی راجہ کی کتاب جنگ اور تیراکی پر ہے، شاناق کی کتاب معالجہ پر ہے، اطر (۳) کی کتاب مشروبات پر ہے اور ہدیہ پاک کی کتاب میں حکمت کا بیان ہے۔

بيت الحكمة و المرید الاسود
الذی استدعاه المتوکل فی ایامه
من فارس و من کتبہ کتاب
سندباد الکبیر کتاب السندباد
الصغیر کتاب الید کتاب بوماسف
و بلوہر، کتاب بوماسف مفرد،
کتاب ادب الہند و الصين، کتاب
ہابل فی الحکمة، کتاب الہند فی
قصۃ ہبوط آدم علیہ السلام کتاب
طرق، کتاب دہک الہندی فی
الرجل والمرأة، کتاب حدود
منطق الہند، کتاب سادیرم،
کتاب ملک الہند القتال و السباح،
کتاب شاناق فی التدبیر، کتاب
اطر فی الاشربة کتاب بیدہا فی
الحکمة۔

(ص ۴۲۴ و ۴۲۵)

(۱) یعنی بغداد کا دار الحکمة (۲) ممکن ہے اس کی اصل سیتا ورمن ہو

(۳) یہ ممکن ہے، ”اتری“ نام کسی دید کی طرف منسوب ہو۔

اہل ہند کا جادو و منتر پر بڑا اعتقاد ہے اور اس میں ان کے عجیب و غریب کربت ہیں، اور علم توہم میں وہ خاص طور سے بڑا کمال رکھتے ہیں اور اس فن میں ان کی کئی کتابیں ہیں، جن میں سے بعض کا عربی میں بھی ترجمہ ہوا ہے۔

سلسلہ ہندی قدمات میں ہے، اس کا مسلک نیرنگ و نظر ہندی میں ہندوستان کا مسلک ہے، اس نے اپنی ایک کتاب میں توہم والوں (مسمرانز رس) کا طریقہ اختیار کیا ہے۔

اہل ہند کی ایک کتاب ہندی فال پر ہے، ایک اور کتاب بتھیلی کی لکیروں اور باتھوں کو دیکھ کر (حال بیان کرنے کے) متعلق ہے، یا جھر ہندی کی کتاب تلواروں کی پہچان، ان کی خوبیوں اور ان کے علامات کے بیان میں ہے، شائق ہندی کی کتاب میں جنگی تدابیر، بادشاہوں کو کس قسم کے آدمی منتخب کرنے چاہئیں اور سواروں کی ترتیب اور کھانوں اور زہر کا ذکر ہے۔

ہندوستانیوں کی ایک کتاب میں بخیل اور فیاض کے مناظرہ اور پھر ان کے

و. للہند اعتماد فی ذالک و افعاب
عجیبة و للہند خاصة
علم التوہم فی ذالک کتب، قد نقل
بعضہا الی العربیہ
(ص ۴۳۹)

سلسلہ الہندی من القدمات و
مذہبہ فی النیرنجات مذہب الہند
و. لہ کتاب سلتک فیہ مسلک
اصحاب التوہم (ص ۴۳۴)

کتاب زجر الہند کتاب
خطوط الکف والنظر فی الید للہند
(ص ۴۳۶)

کتاب باجھر الہندی ، فی
فراسات السیوف و نعتھا و صفاتھا
و رسومھا و علاماتھا کتاب شاناق
الہندی فی امر تدبیر الحرب، و ما
ینبغی للملک ان یتخذ من الرجال، و
فی امر الاساور و الطعام و السم۔
(ص ۴۳۷)

کتاب الہندیین الجواد و البخیل
و الاحتجاج بینہما و قضاء ملک

در میان بادشاہ کے فیصلہ کا ذکر ہے۔
 شائق ہندی کی کتاب آداب و اخلاق سے
 متعلق پانچ بابوں میں ہے۔
 زہروں کے متعلق ہندوستانیوں کی
 ایک کتاب ہے، ناقل ہندی کی
 کتاب میں سانپوں کی مختلف قسموں کا
 ذکر ہے۔

میں نے ایک خراسانی کے ہاتھ
 کی تحریر پڑھی، جس میں خراسان کے
 پرانے اور موجودہ حالات کا ذکر ہے، یہ
 رسالہ دستور کی طرح تھا، اس میں لکھا
 تھا کہ سمنیہ کے پیغمبر کا نام بو ذاسف ہے،
 اسلام سے پہلے اور قدیم زمانہ میں ماوراء
 النہر کے اکثر باشندے، اسی مذہب کے
 پیرو تھے اور لفظ سمنیہ سمنی کی طرف
 منسوب ہے، یہ لوگ سب سے زیادہ سختی
 ہوتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ اُن کے
 پیغمبر بو ذاسف نے انہیں تعلیم دی ہے
 کہ سب سے بڑا گناہ جو کسی حال میں بھی
 جائز نہیں اور جس کا انسان کو کبھی اعتقاد
 نہیں رکھنا چاہئے اور نہ اس پر عمل کرنا
 چاہئے، وہ ”نہیں“ کہنا ہے وہ لوگ قولاً و
 عملاً اسی ہدایت کو مانتے ہیں، اور ”نہیں“

الہند فی ذالک (ص ۴۳۹)
 کتاب شائق الہندی فی الآداب
 خمسة ابواب (ص ۴۳۹)
 کتاب السمومات للہند
 کتاب الجناس الحیات
 لناقل الہندی
 (ص ۴۴۰)

قرأت بخط رجل من اهل
 خراسان قد الف اخبار خراسان في
 القديم، و ما آلت اليه في الحديث
 وكان هذا الجزء يشبه الدستور قال
 بنى السمنية بو ذلسف و على هذا
 المذهب كان اكثر اهل ماوراء
 النهر قبل الاسلام و في القديم و
 معنى السمنية منسوب الى سمنى و
 هم اسخى اهل الارض والاديان و
 ذالک ان نبیہم بو ذاسف اعلمہم ان
 اعظم الامور التي لا تحل ولا یسع
 الانسان ان یعتقدھا و لا یفعلھا
 قول : لا فی الامور کلھا فہم علی
 ذالک قولاً و فعلاً و قول لا عندهم
 من فعل الشیطان و مذہبہم دفع
 الشیطان - (۴۸۴)

کہنا ان کے نزدیک شیطان کا کام ہے، اور ان کا مذہب شیطان کو دور کرتا ہے۔

میں نے ایک تحریر میں پڑھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ”ایک کتاب میں ہندوستان کے مذاہب اور ادیان کا ذکر ہے، میں نے اسے ایک کتاب سے نقل کیا ہے، جو بروز جمعہ ۳۰ محرم الحرام ۱۲۴۹ھ کو لکھی گئی تھی اور مجھے خبر نہیں کہ اس کتاب کی حکایت بیان کرنے والا کون شخص ہے، البتہ اس کا حرف حرف میں نے دیکھا اور وہ یعقوب بن اسحاق کندی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریر تھی، اس میں کاتب کے قلم سے یہ بھی تحریر تھا، کہ بعض متکلمین بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن خالد برمکی نے ایک شخص کو ہندوستان اس غرض سے بھیجا کہ وہ وہاں کی جڑی بوٹیوں اور دوائیوں اور مذہبوں کا حال لکھ کر لائے، اس فرمایش کی تعمیل میں اُس نے یہ کتاب لکھی، محمد بن اسحاق کہتا ہے کہ عرب حکومتوں میں یحییٰ بن خالد اور برمکہ نے ہندوستان کے امور و معاملات پر خاص توجہ دی اور وہاں کے طبیبوں اور

قرأت فی جزء ترجمتہ ما ہذہ حکایتہ کتاب فیہ مثل الہند و ادیانہا نسخت ہذا الکتاب من کتاب کتب یوم الجمعة ثلاث خلون من المحرم سنة تسع و اربعین و مائتین، لا ادری الحکایۃ الشی فی ہذا الکتاب لمن ہی، الا انی سرائیتہ بخط یعقوب ابن اسحق الکندی حرفاً حرفاً و کان تحت ہذہ الترجمة ما ہذہ حکایتہ بلفظ کاتبہ حکى بعض المتکلمین بان یحی بن خالد البرمکی بعث برجل الی الہند لیاتیہ بعفا قیر موجودة فی بلادہم و ان یکتب لہ ادیانہم فکتب لہ ہذا الکتاب ، قال محمد بن اسحق الذی عنی بامر الہند فی دولة العرب یحی بن خالد و جماعة البرامکة و اہتمامہا بامر الہند و احضارہا علماء طبہا و حکمائہا۔

حکیموں (پنڈتوں) کو اپنے دربار میں بلایا۔

ہندوستان کی عبادت گاہوں کے نام،

مندروں اور بتوں کے حالات کا بیان۔

سب سے بڑا تختہ مہانگر میں ۳ میل

لمبا ہے اور مہانگر راجہ ولہب رائے کا

دارالسلطنت اور ۲۰ فرسخ لمبا شہر ہے،

ساگوان، ہید اور دوسری قسم کی لکڑیوں کی

عمارتیں ہیں، بیان کیا جاتا ہے کہ یہاں

عام لوگوں کے پاس باربرداری کے لئے

لاکھوں ہاتھی ہوتے ہیں، شاہی اصطبل

میں ۶۰ ہزار ہاتھی ہیں اور دھوہید کے

پاس ایک لاکھ ۲۰ ہاتھی ہیں۔

اس مندر میں ۲۰ ہزار بدھ کی

مورتیاں ہیں، جو سونے، چاندی،

لوہے، تانبے، پیتل، ہاتھی دانت

اور قسم قسم کے بیش قیمت پتھروں

اور جواہرات سے بنائی گئی ہیں،

راجہ ہر سال (میلہ کے موقع پر)

ایک مرتبہ پیادہ یا یہاں آتا ہے اور

سوار ہو کر واپس جاتا ہے، اس میں

سونے کا ایک بت ۱۲ ہاتھ اونچا ہے،

جو سونے کے ایک تخت پر بیٹھا ہے۔

اسماء مواضع العبادات ببلاد

الہند و صفة البيوت و حالة البددة۔

اکبر البيوت بيت بما نکير يکون

طولہ فرسخ و ما نکير هذه هي

المدينة التي بها البلهرا و طولها

اربعون فرسخاً، من الساج و القنا،

و انواع الخشب و يقال ان بها للناس

العامة الف الف فيل ينقل الامتعة و

على مربوط الملك ستون الف فيل و

للقصارين بها عشرون و مائة الف

فيل،

و في هذا البيت من البددة نحو

عشرين الف بدمن انواع الجواهر

مثل الذهب و الفضة و الحديد و

النحاس و الصفر والعاج و انواع

الحجارة المعجونة مرصع بالجواهر

السنية و الملك يركب في كل سنة

الى هذا البيت بل يمشي من داره و

يرجع راكباً و فيه صنم من ذهب

ارتفاعه اثنا عشر ذراعاً على سرير

من ذهب و في وسط قبة من ذهب

مرصع ذالك كله بالجواهر الابيض،

الحب، والياقوت الاحمر والاصفر

ہے، یہ تخت ایک سونے کے گنبد نما کمرے میں ہے، یہ کمرہ سپید موتیوں، سُرخ، سبز، زرد اور آسمانی رنگ کے جواہرات سے مرصع ہے، ہر سال ایک خاص دن لوگ اُس کے سامنے قربانی کرتے ہیں اور اپنی جان بھی پیش کر دیتے ہیں۔ ایک اور مندر ملتان میں ہے، کہا جاتا ہے کہ یہ سات مشہور مندروں میں سے ایک ہے، اس مندر میں لوہے کا ایک بُت ہے، جو سات ہاتھ لمبا ہے، یہ قبر کے پچ میں معلق ہے، کیونکہ ہر طرف سے مقتطیس اس کو اپنی کشش میں لئے ہوئے ہیں، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک آفت کی وجہ سے وہ اب ایک طرف جھک گیا ہے، یہ مندر جو گنبد نما ہے ایک پہاڑ کے نیچے ہے اور اُس کی اونچائی ۱۸۰ ہاتھ ہے، عام ہندوستانی خشکی و تری اور دور دراز علاقوں سے اس کی یاترا کے لئے آتے ہیں اور یہاں کا راستہ بلخ سے بہت سیدھا ہے، اس لئے کہ ملتان کے علاقے بلخ کے علاقوں سے قریب ہیں، پہاڑ کی چوٹیوں اور سطح پر پجاریوں کے مکانات ہیں اور وہیں

والازرق والاخضر و یذبھون لہذا الصنم الذبائح و اکثر ما یقربون نفوسہم فی یوم من السنۃ معروضہم و بیت بالمولتان و یقال ان ہذا البیت احد البیوت السبعة و بہ صنم من حدید طولہ سبعة اذرع فی وسط القبة تمسکہ حجارة المغناطیس من جمیع جہاتہ بقوی متفقہ و قیل انہ قد مال الی ناحیة لآفة دخلت علیہ و هذا البیت فی لحف جبل و ہوقبة ارتفاعہا مائۃ و ثمانون ذراعاً تحجہ الہند من اقاصی بلادہم برا و بحرأ و الطريق الیہ من بلخ مستقیم لان سواد المولتان مصاقب لسواد بلخ و علی قبة الجبل و فی سفحہ بیوت للعباد و الزہاد و ثم مواضع للذبائح و انقربین و قیل انہ ما خلا فط ولا ساعة واحدة ممن یحجہ خلق من الناس و لہم صنمان یقال لاحد ہما جنبکت و الآخر زنبکت قد استخرج صورتیہما من طرفی واد عظیم خرطا من حجارة الجبل یکون ارتفاع کل واحد منہما

ثمانین ذراعاً یری من مسافة بعيدة :
 قال : و الهند يحج اليهما و تحمل
 معها القرايين والدخن و البخورات ،
 فاذا وقعت العين عليهما من مسافة
 بعيدة احتاج الرجل ان يطرق اعظاماً
 لهما فان حانت منه التفاتة اوسها
 فنظر اليهما احتاج ان يرجع الى
 الموضع الذي لا يراهما منه ثم
 يطرق و يقصد قصد هما هذا اعظاماً
 لهما و قال لي من شاهد هما: انه
 يسفك عند هما من الدماء امر ليس
 بالقليل في الكثرة وزعم انه ربما
 اتفق ان يقرب بنفسه نحو خمسين
 ألفاً او اكثر، والله اعلم
 (ص ۴۸۵ و ۴۸۶)

قربان گاہیں بھی ہیں، کہا جاتا ہے کہ تھانہ
 کسی وقت بھی یاترا کرنے والوں اور
 زائرین سے خالی نہیں رہتا، یہاں دوست
 ہیں، جن میں ایک کا نام ”جیبت“ اور
 دوسرے کا ”نمکت“ ہے، ان کو ایک
 بڑی وادی کے دونوں کناروں کے پہاڑ
 کے پتھروں کو کاٹ کر بنایا گیا ہے، ان
 میں سے ہر ایک اسی ہاتھ بلند ہے اور دور
 سے نظر آتا ہے، ہندوستانی ان دونوں کا
 حج (یاترا) کرتے ہیں اور اپنے ساتھ
 قربانیاں، خور اور عطر وغیرہ چڑھانے کے
 لئے لاتے ہیں، (اور قاعدہ یہ ہے کہ)
 جب زائرین کی دورہ سے ان پر نظر
 پڑتی ہے تو وہ تعظیماً سر جھکا لیتے ہیں اور
 کبھی غفلت یا غلطی کی وجہ سے اگر کوئی اس
 کے خلاف کر جائے، تو اس کو پھر اس جگہ
 واپس جانا پڑتا ہے، جہاں سے وہ دکھائی
 نہیں دیتے، پھر وہاں سے سر جھکا کر
 واپس آتا ہے، ایسا محض ان کی عظمت و
 بزرگی کے خیال سے کیا جاتا ہے، جن
 لوگوں نے ان کا مشاہدہ کیا، انہوں نے مجھ
 سے بیان کیا کہ یہاں بہت زیادہ جانیں
 قربان ہوتی ہیں، بلکہ بعض کا تو خیال

ہے کہ کبھی کبھی پچاس ہزار یا اس سے زیادہ ہی تعداد ہو جاتی ہے،

ایک ٹخانہ بامیان میں بھی ہے، بامیان اواکل ہند میں بھستان کے قریب واقع ہے، یعقوب ابن لیث جب ہندوستان فتح کر رہا تھا تو اس مقام تک پہنچا تھا اور شہر سلام (۱) میں جو تصویریں بھی گئی تھیں وہ اسی مقام کی تھیں، جو فتح کے وقت حاصل ہوئی تھیں، یہ ٹخانہ جہاں پجاری اور عبادت گزار رہتے ہیں، بہت بڑا ہے اور اس میں سونے سے مرصع اینے پیش قیمت میں جن کی قدرو عظمت توصیف و تعریف سے بالاتر ہے، اہل ہند دور دراز کے خشک و تر علاقوں سے اس کی یا تر آ کر لاتے ہیں۔

فرج بیت الذهب (ماتان) میں ایک ٹخانہ کے متعلق اختلاف ہے، ایک گروہ کا خیال ہے کہ وہ پتھر کا ہے، جس میں گوتم بدھ کی مورتیاں ہیں، اس کا نام بیت الذهب اس لئے پڑا کہ جب حجاج کے زمانہ میں یہ مقام فتح ہوا تو یہاں مسلمانوں

و لہم بیت بالبامیان من اوائل الهند مما یلی سجستان ، والی هذا الموضع بنع یعقوب بن الليث لما قصد لفتح الهند و الصور التي انفذت الى مدينة السلام من ذلك الموضع من البامیان ، حميت عند فتحها ، و هذا بیت عظیم یحده الزهاد والعباد وبه من الاصلنام الذهب المرصعة ما یجاوز القدر ولا یبلغه النعت. والصفة، والهند تحججه من اقاصی بلادها براً و بحرأ۔ (ص ۴۸۶)

و بفرج بیت الذهب بیت و قد اختلف فیہ: فقال قوم انه بیت من حجارة فیہ بدۃ وانما سمي بیت الذهب لان العرب لما فتحت هذا الموضع فی ایام الحجاج اخذوا منه مائة بهار ذهباً و قال لی ابود لف الینبوعی

(۱) یعنی بغداد

کو ایک سو ”بہار“ سونا ملا، ابو دلف
 ینوئی نے جو ایک بڑا سیاح ہے، مجھ سے
 بیان کیا کہ بیت الذهب میں جو مندر
 مشہور ہے، وہ یہ نہیں ہے، بلکہ وہ مندر
 سرزمین ہند کے صحراؤں میں مکران اور
 قندھار کے قریب واقع ہے اور وہاں تک
 صرف ہندوستان کے پجاری اور عبادت
 گزار ہی پہنچتے ہیں، یہ تھانہ سونے کا بنا ہوا
 ہے، اس کی لمبائی سات ہاتھ ہے اور وہ
 ہر قسم کے جواہرات سے آراستہ ہے،
 تھانہ کی مورتیں سرخ یا قوت اور عجیب و
 غریب بیش قیمت پتھروں سے بنائی گئی
 ہیں اور ان میں چڑیا کے انڈوں کے برابر
 بلکہ اس سے بھی بڑے موتی جڑے
 ہوئے ہیں، ینوئی کا خیال ہے کہ اس کو
 کسی معتبر ہندوستانی نے بنایا ہے کہ بارش
 تھانہ کے اوپر اور دائیں بائیں سے اس
 طرح مڑ کر ہوتی ہے، کہ اس پر پانی
 نہیں پڑتا، اسی طرح سیلاب بھی دائیں یا
 بائیں سمت مڑ جاتا ہے، ایک ہندوستانی
 نے تو مجھ سے یہ بھی کہا کہ جو مریض بھی
 اسے دیکھ لے، خواہ اسے کسی قسم کا مرض
 لاحق ہو، اللہ تعالیٰ اسے صحت یاب

و كان جواله ان البيت الذي يعرف
 بيت الذهب ليس هو هذا والبيت في
 براري الهند من ارض مكران
 والقندھار من الهند و انه مبني
 بالذهب يكون طوله سبعة اذرع و
 عرضه مثل ذلك و ارتفاعه اثني عشر
 ذراعاً مرصع بانواع الجواهر وفيه من
 البدوة المعمولة من الياقوت الاحمر
 و غيره من الحجارة الثمينة العجيبة
 المرصعة بالدر الفاخر الذي الدرّة
 منه مثل بيضة الطائر و اكبر ، و زعم
 ان الثقة من اهل الهند اخبره ان هذا
 البيت يتنكب المطر من فوقه و بمنته
 و يسرته فلا يصيبه ، و كذلك السيل
 ينعرج عنه سائلاً يمنة و يسرة و قال
 لي بعض الهند ان من رآه و كان
 مريضاً من اى علة كانت شفاه الله
 جل اسمه و قال لما بحثت عن امره
 اختلف فيه : فزعم لي بعض البراهمة
 انه معلق بين السماء و الارض بلا
 دعامة ولا علاقة۔

(ص ۴۸۶)

کرویتا ہے، جب
میں نے اس مت خانہ کے متعلق تحقیق و
تفتیش کی تو اس کے بارہ میں اختلاف
پایا، بعض برہمنوں نے بتایا کہ وہ آسمان و
زمین کے درمیان بغیر کسی ستون اور
سہارے کے معلق ہے۔

اور ابولف نے مجھ سے کہا کہ
ہندوؤں کا ایک تخانہ قمار میں ہے، جس
کی دیواریں سونے اور چھتیں عود
بندی سے بنی ہوئی ہیں، اور ہر عود
کی لمبائی ۵۰ ہاتھ یا اس سے زائد ہے،
اس کی مورتیاں اور محرابیں مرصع
اور عبادت کی اصل جگہیں عمدہ
مورتیوں اور بیش قیمت یا قوت سے
آراستہ ہیں اور اسی کا کہنا ہے کہ مجھ
سے بعض قابل و ثوق اشخاص نے کہا کہ
ہندوستان کے شرف (چنپہ) میں
اس کے علاوہ ایک تخانہ نہایت قدیم
ہے۔ اس کے اندر کے سارے مت
پجاریوں سے بات چیت کرتے اور ان
کے تمام سوالات کا جواب دیتے ہیں،
ابولف کا بیان ہے کہ جس زمانہ میں
میں ہندوستان میں مقیم تھا، اس وقت
ضف کے راجہ کا نام لاجپن تھا،

وقال لی ابودلف ان للهند بیتاً
بقمار حیطانہ من الذهب و سقوفہ
من اعواد العود الہندی الذی طول
کل عود خمسون ذراعاً و اکثر
قد رصعت بددتہ و محاریبہ و
متوجہات۔ عبادتہ بالدر الفاخر
والیواقیت العظام قال و قال لی بعض من
اثق بہ ان لہم بمدينة الضف بیتا دون
هذا و ان هذا البیت قدیم و ان جمیع
ما فیہ من البددة تکلم العباد و
تجیبہا عن جمیع ماتسلہا عنہ قال
ابودلف، والوقت الذی کنت فیہ ببلد
الہند کان الملك المملک علی
الضف یقال لہ لا جین وقال لی
الراہب النجرانی ان الملك فی
هذا الوقت ملک یعرف بملک لوقین
قصد الضف فاخر بہا و ملک جمیع
اہلہا۔ (ص ۴۸۶-۴۸۷)

مجھ سے نجرانی راہب نے بیان کیا کہ اس زمانہ میں وہاں کے راجہ کا نام لوقین ہے اور اس نے جب ضف کا قصد کیا تو اسے ویران و برباد کر ڈالا اور وہاں کے تمام باشندوں کو محکوم بنالیا۔

”بدھ کا بیان“

یہ بیان کندی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتاب کے علاوہ دوسری کتاب سے ماخوذ ہے، اہل ہند کا بدھ کے متعلق اختلاف ہے، ایک جماعت کا خیال ہے کہ وہ باری تعالیٰ کا پیکر ہے اور دوسری جماعت کا اعتقاد ہے کہ خدا کے رسول کا پیکر ہے، دوسرے نظریہ میں بھی یہ اختلاف ہے کہ ایک جماعت کے عقیدے کے مطابق رسول فرشتہ اور دوسری جماعت کے خیال میں وہ انسان اور تیسری جماعت کے نزدیک جن ہوتا ہے مگر، ایک چوتھی جماعت کا خیال ہے کہ وہ بوذا سف حکیم کا مجسمہ ہے، جو خدا کی طرف سے ان میں مبعوث ہوئے تھے، اور ان تمام جماعتوں کے یہاں بدھ کے پوجا پاٹ اور عظمت بجالانے کا ایک مخصوص قاعدہ ہے، ایک معتبر اور پتے

الکلام علی البد

من غیر الكتاب الذی بخط الکندی: اختلف الهند فی ذالک فرعمت طائفة انه صورة الباری تعالیٰ جدہ، و قالت طائفة صورة رسولہ الیہم، ثم اختلفوا ہا ہنا: فقالت طائفة الرسول مالک من الملائکۃ وقالت طائفة الرسول بشر من الناس وقالت طائفة عفریت من العفاریت، و قالت طائفة: هذه صورة بوذا اسف الحکیم الذی اتاہم من عند اللہ جل اسمہ، و لكل طائفة منهم طريقة فی عبادتہ وتعظیمہ، حکى بعض من یصدق عنہم ان لكل ملة منهم صورة یرجعون الی عبادتہا و یعظمونہا و ان البد اسم للجنس و الاصنام کالأنواع فاما صفة البد الاعظم فانسان جالس علی کرسی، لا شعر بوجہہ مغسوس الذقن فی الققم ما هو مشتمل بکساء کالمتبسم، عاقد

بیدہ اثنین وثلثین، وقال النقیة ان کل منزل فیہ صورته من جمیع اصناف الاشیاء و علی حسب حال الانسان، اما من الذهب المرصع بانواع الجواهر او الفضة او الصفر اوالحجارة او الخشب، یعظمونه کیف استقبلهم بوجهه، اما من المشرق الی المغرب او من المغرب الی المشرق، ولكنهم فی الاکثر یستدبرون به المشرق حتی یستقبلون المشرق و حکى ان لهم هذه الصورة باربعة اوجه، قد عملت بهندسة و دقة صنعة حتی من ای موضع استقبلوها رأوا الوجه کاملاً و صفحته صحیحة لا یغیب عنهم منها شیئ بته، و قیل ان الصنم الذی بالمولتان هذه صورته..... من خط الکندی۔

(۴۸۷)

شخص کا ان کے متعلق بیان ہے کہ ان میں سے ہر فرقہ کا الگ الگ مجسمہ اور تصویر ہے، جس کی وہ عبادت کرتا اور تعظیم جلاتا ہے اور ”بد“ اسم جنس اور اصنام اسم نوع ہے، بدھ اعظم کا مجسمہ انسان کی طرح ہے، جو ایک کرسی پر بیٹھا ہے، اس کے چہرہ پر بال نہیں، ٹھڈی جھکی ہوئی چادر میں لپٹا ہوا مسکرا رہا ہے اور اپنی انگلیوں سے گویا بتیس کی گنتی گن رہا ہے، معتبر لوگوں کا بیان ہے کہ عمارت کی ہر منزل میں جس میں اس کی مورت ہے؟ انسان کی ضروریات کی ہر قسم کی چیزیں موجود ہیں، یہ مورتیں انواع و اقسام کے جواہرات سے مرصع سونے کی بھی ہیں، چاندی کی بھی، تانبے کی بھی، پتھر کی بھی اور لکڑی کی بھی، لوگ مشرق یا مغرب کی جانب ان مورتوں کی طرف اپنا رخ کر کے اس کی تعظیم کرتے ہیں، لیکن اکثر لوگ مشرق کی جانب ان مورتوں کی پشت کرتے ہیں، تاکہ مشرق کے رخ سے اس کی تعظیم کر سکیں، یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ان مورتوں کے چار چہرے

اس حساب اور ایسی صنعت سے بنائے گئے ہیں، کہ جس رخ سے بھی اس کا سامنا کریں تو اس کا پورا چہرہ نظر آئے اور اس کا کوئی حصہ نظر سے چھپا نہ رہے، کہا جاتا ہے کہ ملتان میں جو مورت ہے وہ اسی شکل کی ہے، یہ کنڈی کی تحریر ہے۔

”المہا کالیہ“

اس فرقہ (مہاکلیہ) کا ایک مُت ہے، جس کو مہاکال کہتے ہیں، اس کے چار ہاتھ ہیں، رنگ آسمانی ہے، سر پر گھنے بال، دانت نکلے ہوئے، پیٹ کھلا ہوا، پیٹھ پر ہاتھی کی کھال پڑی ہوئی، جس سے خون کے قطرے ٹپکتے رہتے ہیں، ہاتھی کی اگلی ٹانگوں کی کھال مت کے دونوں ہاتھوں کے درمیان بندھی ہوئی ہے، اس کے ایک ہاتھ میں ایک بڑا اژدھا منھ کھولے ہوئے دوسرے میں ڈنڈا اور تیسرے میں آدمی کا سر ہے اور چوتھا اوپر اٹھا ہوا ہے، دونوں کانوں میں بالیوں کی طرح دوسانپ اور بدن سے دو اژدھے لپٹے ہوئے ہیں، سر پر کھوپڑی کا تاج اور گلے میں اسی کی مالا ہے، اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ مہاکالی ایک بہت

لہم صنم یقال لہ: مہاکال، ولہ اربع اید، ولونہ اسمانجونی، کثیر شعر الرأس سبطہ، کاشر الاسنان کاشف البطن، علی ظہرہ جلد فیل یقطر منہ الدم، قد عقد بجلد یدی الفیل بین یدیہ و باحدی یدیہ ثعبان عظیم فاغرفاہ وبالاخری عصاء وبالثالثہ رأس انسان، و الید الرابعہ، قد رفعها و فی اذنیہ حیتان کالقرطین و علی جسده ثعبانان عظیمان قد التفاعلیہ، و علی رأسہ اکلیل من عظام القحف، و علیہ من ذالک قلابہ، و یزعمون انہ عفریت من الشیاطین، یتحق العبادۃ لعظیم قدرہ و استحقاقہ الخصال المحمودۃ المحبوبۃ و المذمومۃ

بڑا زور آور شیطان ہے، جو اپنی قوت و جبروت اچھی اور پسندیدہ اور بری اور ناپسندیدہ عادتوں مثلاً دینے روکنے، احسان و سلوک اور بُرائی کرنے کی قدرت کی بنا پر عبادت کا مستحق ہے اور مصیبتوں میں جائے پناہ ہے۔

دوسرے فرقہ کا نام دیہیتی ہے، وہ سورج (ادت) کا پجاری ہے، انہوں نے ایک گاڑی پر جس کے چاروں پایوں کی جگہ چار گھوڑے ہیں، سورج کی ایک مورت بنائی ہے، جس کے ہاتھ میں آگ کے رنگ کا ایک جوہر ہے، اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ سورج ملائکہ (فرشتوں) کا بادشاہ ہے اس لئے اس کی عبادت کرنی چاہئے، اور اس کا سجدہ جالانا چاہئے، اس عقیدہ کی بنا پر وہ اس بُت کا سجدہ کرتے ہیں، اس کا طواف کر کے بخور جلاتے اور باجہ جاتے ہیں، اس پر بہت سی جائیدادیں اور زمینیں وقف ہیں، اس کے بہت سے پجاری اور منتظم ہیں، جو اس بُت خانہ اور جائیداد کا انتظام اور دیکھ بھال کرتے ہیں، اس کی پوجا دن میں تین بار کی جاتی ہے، جس میں وہ طرح طرح کی باتیں

المکروہۃ من العطیۃ والمنع والاحسان و الاساءۃ و انه المفزع لهم فی الشدائد۔

(ص ۴۸۸)

و منهم اهل ملة الدينيكيتية: وهم عباد الشمس ، قد اتخذوا لها صنما عنى عجل، وقواشم العجلة اربعة افراس ، بيد الصنم جوهر عنى لون النار ، و يزعمون ان الشمس مثل الملائكة يستحق العبادة والسجود ، فهم يسجدون لهذا الصنم ، و يطوفون حوله بالدخن و المزاهر و المعازف ، و لهذا الصنم ضياع و غلات وله سدنة وقوام يقومون بمصلحته و مصلحة ضياعه و عبادته فى النهار ثلاث دفعات ، لهم فيها ضروب من الاقاويل ، و ياتيه اصحاب الاسقام و الجذام والبرص و الزمانة و غير ذلك من الامراض الفظيعة ، يقيمون عنده و يبيتون الديالى و

کرتے ہیں، بیمار، جذامی، مبروص اور اکڑمہ وغیرہ بری بیماریوں کے مریض اس کے پاس آکر رات بسر کرتے، سجدہ کرتے اور روتے گڑگڑاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ بھگوان ہمیں شفا دے دے اور اس درمیان میں کچھ کھاتے پیتے نہیں بلکہ روزہ رکھتے ہیں اور مریض اس وقت تک برابر اسی حال میں رہتا ہے جب تک وہ یہ خواب نہ دیکھ لے کہ کوئی شخص اس سے کہہ رہا ہے کہ تجھے شفا ہوگئی اور تو نے اپنی مراد پائی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بت اس سے خواب میں گفتگو کرتا ہے اس وہ مصیبت اب اوندھ دست ہوتا ہے تیسرا جنر بھتتیہ، (۱) یعنی

چاند کا پجاری ہے، ان کا عقیدہ ہے کہ چاند فرشتوں میں سے ہے، اس لئے لائق عظمت اور قابلِ ہدٰی ہے، اُن کا طریقہ یہ ہے کہ ان کے پجاریوں نے چاند کا ایک مت ایک گاڑی پر بنایا ہے، جسے چار زبط کھینچتے ہیں، اس مت کے ہاتھ میں ایک جوہر ہوتا ہے، جسے چندرگپت کہتے ہیں، ان کا مذہب یہ ہے کہ وہ چاند کی ہدٰی و عبادت کرتے ہیں، اور ہر مہینہ کے وسط میں برت رکھتے ہیں اور (دوسرے دن)

یسجدون و يتضرعون ، و یسئلونہ ان یرئہم و لا یاکلون و لایشربون و یصومون لہ فلا یزال المریض کذا لک حتی یری فی منامہ کان قائلاً یقول لہ: قد برئت وبلغت المراد ، ویقال ان الصنم یکلمہ فی منامہ فیبراً و یرجع الی حال الصحۃ۔

(ص ۴۸۸)

منہم اهل ملة الجند ربہکتیہ: و ہم عباد القمر، یقولون ان القمر من الملائکۃ ، یتحقق التعظیم والعبادۃ و من سنتہم ان یتخذوا لہ صنماً علی عجل یجر العجل اربعۃ بطوط، و بید ذالک الصنم جوہر یقال لہ ، جند رکیت، من دینہم ان یسجدوا لہ، و یعبودہ، و ان یصوموا النصف من کل شہر و لا یفطروا حتی یطعن القمر ثم یاتون صنمہ بالطعام والشراب واللبن، و یرغبون الیہ

(۱) یعنی چندر بھکتیہ، چندر بمعنی چاند اور بھکتی بمعنی پجاری یعنی چاند پوجنے والا، (ض)

چاند کے طلوع ہونے کے بعد برت ختم کر کے مت کے پاس کھانا، پانی اور دودھ لاتے ہیں، اور اس کی طرف متوجہ ہو کر اور اُس کی جانب نگاہ کر کے اس سے اپنی مرادیں مانگتے ہیں، مہینہ کے شروع میں جب چاند نکلنے کا وقت ہوتا ہے، تو یہ لوگ چھتوں پر چڑھ کر اسے دیکھتے اور ٹور جلاتے ہیں، دیکھنے کے بعد چھتوں سے اتر کر کھانے، پینے سیر و تفریح اور عیش و شادمانی میں مشغول ہو جاتے ہیں اور یہ ساری تقریبات نہایت دھوم دھام سے مناتے ہیں، اور مہینہ کے وسط میں جب برت ختم کر چکے ہیں، تو چاند اور اس کے مجسمہ کے آگے رقص و سرود، لہو و لعب اور گانے جانے میں لگ جاتے ہیں۔

ایک اور فرقہ انشینی نامی ہے، جو کھانے پینے سے باز رہتا ہے، ایک فرقہ بحر تینیہ کے نام کا ہے، جو اپنے کو زنجیروں میں جکڑے رہتا ہے، ان کا قاعدہ یہ ہے کہ وہ اپنے سر اور داڑھی کے بال منڈا دیتے اور شرمگاہ پر صرف ایک لنگوٹی باندھتے ہیں، باقی پورا جسم ننگا

و ينظرون الى القمر، و يستلونه حوائجهم فاذا كان رأس الشهر و هل الهلال، صعدوا على السطوح و نظروا الى الهلال و اوقدوا الدخن و دعوه عند رؤيته، و رغبوا اليه ثم نزلوا عن السطوح الى الطعام والشراب والفرح و السرور، و لم ينظروا اليه الا على الوجوه الحسنه، و فى نصف الشهر اذا فرغوا من الافطار اخذوا فى الرقص واللعب و المعازف بين يدي القمر و الصنم۔

(ص ۴۸۸ و ۴۸۹)

و منهم اهل ملة الانشينية يعنى الممتنع من الطعام و الشراب : منهم اهل ملة يقال لهم البكر تينية، يعنى المصفدين انفسهم بالحديد و سنتهم انهم يحلقون رؤسهم و لحاهم و يعرفون اجسادهم ما خلا العورة، و ليس من سنتهم ان يعلموا احدا

رکھتے ہیں، یہ کسی کو کچھ سکھاتے اور بتلاتے نہیں اور نہ اپنے فرقہ کے لوگوں کے علاوہ کسی سے بولتے ہیں، جب کوئی شخص ان کے فرقہ میں داخل ہوتا ہے تو اسے حصول تواضع کے لئے کچھ دان کرنے کی تلقین کرتے ہیں، اور جو لوگ ان کا دھرم اختیار کر لیتے ہیں وہ جب تک مرتبہ کمال تک نہ پہنچ جائیں، اپنے کو زنجیروں میں نہیں جکڑ سکتے، کمال حاصل کرنے کے بعد اس کا حق حاصل ہوتا ہے، یہ لوگ اس لیے کمر سے سینہ تک اپنے کو زنجیروں میں جکڑے رہتے ہیں، کہ ان کے خیال میں اگر وہ ایسا نہ کریں تو علم کی کثرت اور فکر کے غلبہ سے ان کا پیٹ پھٹ جائے۔ ایک فرقہ گنگا یا ترا (گنگا جاتری) (۱) ہے، اس کے ماننے والے پورے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں، ان کا عقیدہ ہے کہ اگر کسی شخص سے کوئی بڑا گناہ سرزد ہو جائے تو وہ گنگا میں اشان کر لے، اس طرح وہ گناہ سے پاک و صاف ہو جائے گا۔

ولا يكلموه دون ان يدخل في دينهم و يامرون من يدخل في دينهم بالصدقة للتواضع بها، و من دخل في دينهم لم يصفد بالحديد حتى يبلغ المرتبة التي يستحق بها ذالك و تصفد هم انفسهم من اوساطهم الى صدورهم لئلا ينشق بطونهم زعموا، من كثرة العلم و غلبة الفكر۔

(ص ۴۸۹)

و منهم اهل ملة : يقال لها الكنكاياتره، و اهل هذه المقالة متفرقون في جميع بلاد الهند، و من سنتهم ان الانسان اذا اذنب ذنبا عظيما ان يشخص من بعد او قرب حتى يغتسل في نهر الكيف (۲) فيطهر بذالك (ص ۴۸۹)

(۱) یعنی گنگا جاتری، یعنی گنگا کی زیارت کرنے والے، (۲) کذا فی الاصل والصواب فيما اظنه الكنت

ایک فرقہ کوراحمیریہ (راجپوتیہ) کہتے ہیں، یہ لوگ بادشاہوں کے مددگار ہوتے ہیں، اور راجاؤں کی مدد کرنا ان کے دھرم میں داخل ہے، ان کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ (ایشور) نے راجاؤں کو حکومت و سلطنت عطا کی ہے، اس لئے اگر ہم ان کی اطاعت کی راہ میں مار ڈالے جائیں گے، تو جنت میں داخل ہو گئے۔

ایک اور فرقہ ہے، جس کا قاعدہ اپنے اپنے بالوں کو بڑھانا اور ان کی جٹا بنا کر چہرے پر اس طرح لٹکانا کہ سر کے سب کنارے ڈھانکے اور ہر طرف بال یکساں بکھرے رہیں، یہ لوگ شراب نہیں پیتے اور حور عن نام ایک پہاڑ پر یا ترا کے لئے جاتے ہیں اور یا ترا کرنے کے بعد آبادیوں میں نہیں داخل ہوتے اور عورتوں کو دیکھ کر بھاگتے ہیں، اس پہاڑ پر جس کی یا ترا کے لئے وہ جاتے ہیں ایک بہت بڑا مندر ہے، جس میں ایک مورتی ہے۔

و منهم اهل ملة: يقال لها ائراحمريه، و هم شيعة الملوك و من سنتهم في دينهم معونة الملوك، قالو: الله الخالق تبارك و تعالى ملكهم، و ان قتلنا في ضاعتهم مضينا الى الجنة۔ (ص ۴۸۹، ۴۹۰)

و منهم اهل ملة: من سنتهم ان يطولوا شعورهم و يفتلونها على وجوههم، و جميع جوانب رؤسهم مغشوء، والشعر على نواحي الراس بالسواء و من سنتهم ان لا يشربوا الخمر ولهم جبل يقال له حور عن يحجون اليه، فاذا انصرفوا من حجهم لم يدخلوا العمران في طريقهم اذا انصرفوا، و ان رأوا امرأة هربوا منها ولهم في هذا الجبل الذي يحجون اليه بيت عظيم فيه صورة۔

(ص ۴۹۰)

عبد القاہر بغدادی

المتوفی ۴۲۹ھ مطابق ۱۰۳۷ء

نام عبد القاہر، کنیت ابو منصور، باپ کا نام طاہر اور وطن بغداد تھا، مختلف علوم و فنون خصوصاً حساب و فرائض میں پوری مہارت تھی، تصنیف و تالیف کی طرح درس و تدریس میں بھی منہمک رہتے، حافظ ابن کثیر کا بیان ہے کہ ۱۷ علوم و فنون میں انہوں نے تدریسی اور تصنیفی خدمات انجام دی ہیں، فقہ کے مذاہب اربعہ میں امام شافعیؒ کے مسلک کے پابند تھے، عبد القاہر مالدار اور ذی ثروت بھی تھے، لیکن سارا مال و دولت علم اور علماء کے لئے وقف رہتا، اسلامی فرقوں کی تاریخ کے متعلق ان کی ایک کتاب ”الفرق بین الفرق“ موجود ہے، اس میں اسلام کے ایک عقل پرست فرقہ معتزلہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ضمناً چند سطریں ہندوستان کے سببی فرقہ کے متعلق بھی تحریر کی گئی ہیں۔

عبد القاہر نے ۴۲۹ھ مطابق ۱۰۳۷ء میں وفات پائی۔

الفرق بین الفرق

تناخ (آواگون) کو ماننے والوں کی
کئی قسمیں ہیں، ایک قسم فلسفیوں کی
ہے اور دوسری سنیوں کی اور یہ دونوں
قسمیں اسلامی سلطنت سے قبل پائی
جاتی تھیں۔

تناخ کے قائل سنی عالم کو قدیم
مانتے اور غور و استدلال کو باطل سمجھتے
ہیں، ان کا خیال ہے کہ معلومات
حاصل کرنے کا ذریعہ صرف حواس
خمسہ ہیں، ان میں سے اکثر لوگ
دوبارہ زندہ کئے جانے اور مرنے کے
بعد اٹھائے جانے کے منکر ہیں، ان کا
ایک فرقہ اس بات کا قائل ہے کہ
روحیں مختلف شکلوں میں منتقل ہوتی
رہتی ہیں، ان کے نزدیک یہ ممکن ہے
کہ انسانی روح کتے کی اور کتے کی روح

القائلون بالتناسخ اصناف صنف
من الفلاسفة، وصنف من السمنية و
هذا ان الصنفان كانا قبل دولة
الإسلام

فما جعلنا لتناخ من السمنية قالوا بقدم
العام و قالوا فيضاً بابطال النظر
والاستدلال، وزعموا انه لا معلوم
الامن جهة الحواس الخمس وانكر
اكثرهم المعاد والبعث بعد الموت،
وقال فريق منهم بتناسخ الارواح
في الصور المختلفة و اجازوا
ان ينقل روح الانسان الى كلب
و روح الكلب الى انسان و
قد حكى اقلو طرخس مثل
هذا القول عن بعض الفلاسفة
وزعموا ان من اذنب في

قال ناله العقاب على ذلك
الذنب في قلب آخر، وكذلك
القول في الثواب عندهم، و من
اعجب الاشياء دعوى السمنية في
التناسخ الذي لا يعلم بالحواس مع
قولهم، انه لا معلوم الا من جهة
الحواس

(ص ۲۵۳، ۲۵۴)

انسان کی روح میں منتقل ہو جائے۔ اسی
طرح کی بات اقلو طرحس نے بعض
فلسفیوں سے بھی بیان کیا ہے، سمنیہ
فرقہ کا یہ خیال بھی ہے کہ اگر ایک آدمی
کسی جہنم میں گناہ کرتا ہے، تو اسے اس
کی سزا دوسرے جہنم میں ملے گی، اسی
طرح ایک جہنم کی نیکی کی جزا بھی
دوسرے جہنم میں ملے گی، سب سے
زیادہ تعجب نیز (۱) بات یہ ہے کہ سمنیہ
ایک طرف تو اس بات کے قائل ہیں
کہ معلومات اور ادراک و علم کے
ذرائع صرف حواس خمسہ ہیں اور
دوسری طرف وہ تناسخ (آواگون) کا
بھی دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ اس کا علم
حواس سے نہیں حاصل ہوتا ہے۔

(۱) مصنف نے آواگون کے نظریہ پر شک وارد کیا ہے۔ (ض)

قاضی صاعد اندلسی

المتوفی ۷۶۲ھ مطابق ۱۳۵۷ء

نام و نسب | صاعد بن احمد بن عبد الرحمن بن محمد بن صاعد، کنیت ابو القاسم، عربی النسل تھے، قرطبہ (اسپین) کا مردم خیز شہر ان کا وطن تھا۔ صاعد اپنے زمانہ کے فاضل اور علوم متداولہ مثلاً حدیث، فقہ، ادب، تاریخ، فلسفہ، طب، ریاضیات، ہیئت اور نجوم میں مہارت اور پوری دستگاہ رکھتے تھے، علم کی طرح اصحابِ علم سے بھی بڑی دلچسپی تھی، انہوں نے کئی کتابیں لکھیں مگر ”العرفیف لطیقات الامم“ کے سوا سب بآوارہ حواشی کی نذر ہو گئیں اور تنہا یہی کتاب مصنف کے علم و تجربہ، وسعتِ نظر اور مذاقِ تحقیق کی پختگی اور بلندی کا ثبوت ہے، اس میں تمام دنیا کی متہدِن قوموں کے ان علوم و فنون کی مختصر مگر جامع تاریخ بیان کی گئی ہے، جو عربی کے ذریعہ مصنف کو معلوم ہو سکے ہیں، اس طرح یہ کتاب دراصل قرونِ وسطیٰ کی علمی تاریخ ہے اور چند صدیوں تک مورخین اور اصحابِ علم کا مستند ماخذ رہ چکی ہے۔ ایک باب میں ہندوستان کے علوم و فنون خصوصاً ہیئت و نجوم پر مفید اور فاضلانہ بحث ہے، جس سے ہندوستانی علوم و فنون کے متعلق مصنف کے معلومات کا اندازہ اور ان کے وسیع مطالعہ کا ثبوت ملتا ہے۔ اس کے کئی ایڈیشن عربی ممالک اور یورپ وغیرہ سے شائع ہو چکے ہیں۔

قاضی صاعد کو اللہ تعالیٰ نے علم کی طرح دنیوی اعزاز و اکرام بھی بخشا تھا، چنانچہ والی طلیطلہ مامون محی بن ظافر کے زمانہ میں وہاں کے عہدہ قضاء پر وہ فائز تھے۔ اور طلیطلہ ہی میں اسی منصب پر ۳۶۲ھ مطابق ۱۰۷۰ء میں وفات پائی، طلیطلہ کے ایک عالم محی بن سعید الحدیدی نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔



طبقات الامم

تحصیل علم اور اکتساب فن کی
طرف توجہ کرنے والے طبقہ (۱)
میں یہ آٹھ قومیں ہیں، اہل ہند،
اہل ایران، کلدانی، عبرانی، رومی،
مصری اور اہل عرب

پہلی قوم یعنی اہل ہند بڑی تعداد
اور وسیع حکومت و شوکت والی ہے،
گذشتہ زمانہ کے تمام بادشاہوں اور
قوموں کو اس کی حکمت و دانش اور علم
و فن میں مہارت اور یکتائی کا اعتراف
رہا ہے۔

چین کے بادشاہ کہا کرتے تھے کہ
دنیا کے بڑے سلاطین دراصل پانچ
ہیں، بقیہ سب انکے پیرو اور ماتحت

فاما الطبقة التي عنيت بالعلوم
فثمانية امم الهند والفرس و
كلدانيون والعبرانيون و اليونانيون
والروم واهل مصر و العرب
(ص ۹)

ام الامة الاولى و هي (الهند)
فامة كثيرة القدر عظيمة العدد
فخمة الممالك قد اعترف لها
بالحكمة و اقر لها بالتبرز في فنون
المعارف جميع الملوك السالفة
والقرون الماضية۔

وكان ملوك الصين يقولون ان
ملوك الدنيا خمسة و سائر الناس
اتباع فيذكرون ملك (الصين)

(۱) مصنف نے اس مقام پر اقوام عالم کی دو قسمیں بیان کی ہیں، ایک تو یہی جس کو علم و فن سے اشتغال
رہا اور دوسری قسم میں وہ قومیں شامل ہیں، جو علم و فن سے بالکل نا آشنا اور بے بہرہ تھیں، ان کا ذکر
اختصار کے خیال سے قلم انداز کر دیا گیا ہے۔ (ض)

ہیں، (اور اس سلسلہ میں) فغفور چین، ہندوستانی راجہ، خاقان ترک، شاہ ایران اور قیصر روم کا ذکر کرتے تھے،

اور ہندوستانی راجہ کو وہ حکمت و تدبیر کا بادشاہ کہتے تھے، اس لیے کہ علم کی طرف اس کی غیر معمولی توجہ تھی اور وہ جملہ علوم و فنون میں سب سے بڑھا ہوا تھا۔

قدیم قوموں کے نزدیک ہر زمانہ میں ہندوستان حکمت و دانش کا گوارہ اور عدل و سیاست کا سرچشمہ رہا ہے، وہاں کے باشندوں کو سب سے زیادہ عقلمند اور صائب الرائے سمجھا جاتا تھا اور وہ ضرب الامثال، عجیب لطائف اور غریب نتائج والے لوگ تھے، اگرچہ ان کا رنگ سیاہی مائل ہے، اس لئے وہ سیہ قام لوگوں میں شمار کئے جاتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں سیہ قاموں کی بدکرداری، بد خوئی اور بے وقوفی سے محفوظ رکھا ہے اور بہت سی سفید قام اور گندم گوں قوموں پر انہیں فضیلت و برتری عطا کی ہے۔

و ملك الهند و ملك الترك، و ملك الفرس و ملك الروم

وكانوا يسمون، ملك الهند (ملك الحكمة) لفرط عنايته بالعلوم و تقدمهم في جميع المعارف '

فكان (الهند) عند جميع الامم على مرالدهور و تقادم الازمان، معدن الحكمة و ينبوع العدل و السياسة و اهل الاحلام الراجحة والآراء الفاضلة و الامثال السائرة و النتائج الغريبة و اللطائف العجيبة و هم و ان كانت الوانهم في اول مراتب السواد فصاروا في ذلك من جملة السودان فقد جنبهم الله تعالى سوء اخلاق السودان و دناءة شيمهم و سفاهة احلامهم و فضلهم على امم كثيرة من السمر و البيض۔

بعض نجومی اور جوتشی اس کے اسباب یہ بتاتے ہیں کہ زحل اور عطارد ہندوستان کی حالت طبعی پر حکمران اور موثر ہیں، اس لئے زحل کے اثرات سے ان کا رنگ کالا، عطارد کے اثر اور زحل کی شرکت کی وجہ سے غور و فکر کی صحت میں ان کی عقلیں روشن اور ذہن لطیف ہیں، وہ اپنی سلامتی طبع، لطافت مزاج اور قوت تمیز کی بنا پر دوسری سیہ فام قوموں مثلاً حبشیوں، زنگیوں اور نویوں سے مختلف واقع ہوئے تھے، اس لئے علم ہندسہ اور حساب کی جانب انہوں نے اعتناء کیا اور علم ہیئت و نجوم اور جملہ علوم ریاضیہ میں ان کو پوری دستگاہ اور ید طولی حاصل ہے۔

ولبعض اهل العلم باحكام النجوم فى هذا تعييل و ذالك انهم زعموا ان (زحل) و (عطارد) يتوليان بالقسمة لطبيعة الهند فلولاية زحل لتدبيرهم اسودت الوانهم ولولاية عطارد كذالك خلصت عقولهم و لطف اذهانهم مع مشاركة زحل فى صحة النظر و بعد الغور فكانوا لهذا حيث هم من صفاء القرائح و سلامة التميز و حائفوا بذالك سائر السودان من الزنج والنوبة و الحبشان و سواهم فلهذا التحقق بعلم العدد والاحكام بصناعة الهندسة و بالوا الحظ الاوفى والقدح المعلى من معرفة حركات النجوم و اسرار الفلك و سائر العلوم الرياضية۔

فن طب میں وہ سب سے زیادہ ماہر دواؤں کی تاثیر اور قوت سے سب سے زیادہ واقف اور موالید ثلاثہ کی طبیعتوں اور موجودات کے خواص کے سب سے زیادہ رمز شناس ہیں، ان کے بادشاہوں کی سیرتیں عمدہ اور ملکات

و بعد هذا فانهم اعلم الناس بصناعة الطب و ابصرهم بقرى الادوية و طبائع المولدات و خواص الموجودات و لملوكهم السيرة الفاضلة و المنكات المحموده و السياسات الكاملة۔ (ص ۱۷)

پسندیدہ ہیں اور وہ بڑے ماہر اور کامل سیاست داں ہیں۔

علم الہی کے بارہ میں وہ سب متفقہ طور سے خدا کی توحید کے قائل اور شرک سے بیزار اور بری ہیں لیکن اس کے اقسام کے بارہ میں وہ مختلف خیال ہیں اور ان کی دو جماعتیں براہمہ اور صابہ مشہور ہیں۔

برہمنوں کا فرقہ گو قلیل التعداد ہے، لیکن اہل ہند کی نظر میں نہایت معزز اور محترم ہے، ان میں سے بعض لوگ حدوثِ عالم اور بعض ازلیتِ عالم کے قائل ہیں، لیکن نبوت و رسالت کے سب منکر اور جانوروں کو ذبح کرنے یا انہیں ایذا پہنچانے کو سب حرام سمجھتے ہیں۔

صابہ اس کے ماننے والے عوام اور اکثر ہندوستانی ہیں جو ازلیتِ عالم کے قائل اور اس کو علۃ العلل یعنی ذاتِ باری تعالیٰ سے معلول سمجھتے ہیں، یہ لوگ ستاروں کی تعظیم کرتے اور ان کے مجسمے اور تصویریں بناتے ہیں اور سیارے پر اس کی خصوصیت کے

اما العلم الالہی فانہم مجمعون منہ علی التوحید للہ عزوجل و التنزیہ لہ ، عن الاشرک بہ ثم ہم مختلفون فی سائر انواعہ فمنہم براہمہ و صابہ۔

فاما (البراہمۃ) و ہی فرقة قليلة العدد فیہم، شریفة النسب عندهم ، فمنہم من یقول بحدوث العالم و منهم من یقول باذله الا انہم مجمعون علی ابطال النبوات و تحريم ذبائح الحيوان والمنع فی ایلامہ

و اما (الصابئة) و ہم جمهور الهند و معظمها فانہا تقول بازل العالم و انه معلول بذات علة العلل التی ہی (الباری) عزوجل و تعظم الکواکب و تصور لها صوراً تمثلها و تقترب اليها بانواع القرابين علی حسب ما عملوا من طبیعة کل

مطابق جو انہیں معلوم ہوتی ہے۔ طرح طرح کی قربانیاں چڑھاتے ہیں تاکہ ان کے ذریعہ ان کی قوتیں جذب کر لیں، اور عالم سفلی میں اپنے اختیار کے مطابق انکی تدبیروں کو نافذ کر دیں، نافذ کریں وہ ان مجسموں کو بت کتے ہیں اور ان بتوں کے زمانوں، سیاروں کے ادوار (۱) و اکوار اور راس حمل میں ان کے اجتماع کے وقت عناصر اربعہ سے مرکب مخلوقات کے تباہ ہو جانے اور ہر دور کو اکب میں مولدات کی نشاۃ ثانیہ کے متعلق اہل ہند کی مختلف رائیں اور جدا جدا مسلک ہیں، جنہیں ہم نے اپنی کتاب ”مقالات اہل الملل و النحل“ میں بیان کیا ہے۔

کوکب منها يستحبوا بذلك قواها، و يصرفوا في العالم السفلي على اختيارهم تدابيرها و يسمون كل صورة من هذه الصور (بد) و لهم في ازمان البدوة و ادوار الكواكب و اكوارها و فساد جميع المولدات من العناصر الاربعة عند كل اجتماع يكون الكواكب في رأس الحمل و في عودة المولدات في كل دور آراء كثيرة و مذاهب متفرقة على حسب ما بينا في كتابنا في (مقالات اهل الملل و النحل)

چونکہ ہندوستان ہمارے ملک سے دور ہے اور ہمارے ملک اور اس کے درمیان کئی دوسرے ممالک حائل ہیں اس لئے ان کی تالیفات و تصنیفات ہمارے یہاں کمیاب ہیں اور ان کے علوم و مذاہب کا بہت قلیل حصہ ہم کو پہنچا ہے اور بہت کم ہندوستانی علماء سے

و لبعد الهند من بلادنا و اعتراض الممالك بيننا و بينهم قلت عندنا تأليفهم فلم يصل اليها الاظرف من علومهم و ولاوردت علينا الا نبذ من مذاهبهم و لا سمعنا الا بالقليل من علمائهم فمن مذاهب الثلاثة المشهورة عنهم و

(۱) ۳۶۰ شمسی سالوں کا ایک دور اور ۱۲۰ قمری سالوں کا ایک کور ہوتا ہے۔ (ض)

ہم نے معلومات سنے ہیں۔ علم نجوم
میں اہل ہند کے تین مشہور مذاہب
ہیں :- مذہب سند ہند، مذہب ازجیر
اور مذہب ارکند (۱)

اور صرف ان کے مذہب سند ہند
کے متعلق ہمیں کچھ معلومات
حاصل ہو سکے ہیں اور اسی مذہب کے
متعلق بعض علماء اسلام مثلاً محمد بن
ابراہیم فزاری، حنشل بن عبد اللہ
بغدادی، محمد بن موسیٰ خوارزمی اور
حسین بن محمد معروف بہ ابن آدمی نے
زیچین تصنیف کیں، اور ابن آدمی کی
حکایت کے مطابق سند ہند کے معنی
زمانہ قدیم ہیں (۲)

هو مذهب السند هند ومذهب
(الازجیر) ومذهب (الارکند)

و لم يصل اليها منهم على
التحصيل المذهب (السند هند)
و هو المذهب الذي تقلده
جماعة من الاسلام والفوا فيه
(الازياج) كمحمد بن ابراهيم
(الفزاری) و (حنشل) بن عبد الله
البغدادی و محمد بن موسى
(الخوارزمی) و الحسين بن محمد
المعروف بابن آدمی و غيرهم
و تفسير السند هند "الدهر
الداهر" كذا لك حكى الحسين بن
آدمی في زيحه۔

سدھانت والوں کا بیان ہے کہ ساتوں
سیارے اور ان کے اوجات (۳) و
جوزہرات (۴) ہر چار ارب بتیس کروڑ

تقول اصحاب (السند هند)
ان الكواكب السبعة (واوجاتها) و
(جوزهراتها) تجتمع كلها في رأس

(۱) یعنی سدھانت اور آریہ بھٹ اور کھنڈکھاڑیکا ان تینوں کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ (ض)

(۲) منکرت میں اس کے معنی "اصول" کے ہیں۔ اس لئے یہ معنی صحیح نہیں ہوگا۔ (ض)

(۳) اوجات، اوج کی جمع ہے، اس کے متعلق اس کتاب کی پہلی جلد میں نوٹ گذر چکا ہے (ض)

(۴) یہ گوزجر (گوزچرہ) یا جوزجر (جوزچرہ) کا معرب ہے، یعنی شکل جوز۔ اور (بقیہ ص ۳۶ پر)

شمسی سال میں خاص طور سے اس حمل میں جمع ہوتے ہیں اور اسی کو وہ لوگ عالم کی مدت کہتے ہیں، اس لئے کہ ان کا خیال ہے کہ سیارے اور ان کے اوجات و جوزہرات جب اس حمل، میں یکجا جمع ہو جاتے ہیں تو عالم کائنات کی تمام موجودات برباد ہو جاتی ہیں اور عالم سفلی زمانہ دراز تک ویران اور غیر آباد پڑا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ سیارے اور ان کے اوجات و جوزہرات بروہ فلک میں منتشر ہو جاتے ہیں، اس وقت از سر نو تکوین عالم شروع ہوتی ہے۔ اور عالم سفلی اپنی اصلی حالت پر لوٹ آتا ہے، اسی طرح ابد الابد تک ہوتا رہتا ہے۔

مدتِ عالم کے متعلق ہندوستان والوں کے یہاں کواکب اور ان کے اوجات و جوزہرات کے ادوار متعین ہیں۔ جن کو ہم اپنی کتاب ”اصلاح حرکات النجوم“ میں بیان کر چکے ہیں۔

الحمل خاصة فى كل اربعة الآف الف سنة و ثلاثمئة الف سنة و عشرين الف سنة شمسية و يسمون هذه المدة مدة العالم لانهم يزعمون ان الكواكب (واوجاتها و جوزهراتها) متى اجتمعت فى رأس الحمل فسد جميع المكونات فى الارض و بقى العالم السفلى خراباً دهرأ طويلاً حتى تتفرق الكواكب والايوجات و الجوزهرات فى السروج فاذا كان ذلك بدأ نكون و عادت حالة العالم السفلى الى الامر الاول هكذا ابدأ الى غير غاية عندهم۔

ولكل واحد من (الكواكب) و (الايوجات و الجوزهرات) ادوار ما فى هذه المدة التى هى عندهم مدة العالم قد ذكرتها فى كتابى المؤلف۔

(اصلاح حرکات النجوم)

(ص ۳۴ کا بقیہ) ان سے کواکب کے وہ نقطے مراد ہیں جو دو برجوں میں بیک وقت گزرتے ہیں۔ سنسکرت میں ان کو راہو اور کیتو کہتے ہیں۔ (ض)

آریہ بھٹ والے سدھانت والوں
سے مدتِ عالم کی تعداد کے سوا ساری
چیزوں میں متفق ہیں، ان کی بیان کردہ
مدتِ عالم یعنی کواکب، ان کے اوجات
اور جوزہرات کے راس الحمل میں جمع
ہونے کی مدت سدھانت والوں کی
مدت کا ایک ہزارواں حصہ ہے،
از جیرکان کے یہاں یہی مطلب ہے۔

کھنڈ کھاڈیکا کو ماننے والے
حرکاتِ کواکب اور مدتِ عالم میں ان
دونوں سابقہ گروہوں سے مختلف
رائے رکھتے ہیں، لیکن ان کے
اختلاف کی کوئی حقیقت مجھے نہیں
معلوم ہو سکی،

ان کے علوم و فنون میں فن
موسیقی کی ایک کتاب ہم تک پہنچی
ہے اس کا ہندی نام ”نافر“ ہے جس کا
مطلب ”نثار الحکمت“ (نثارِ حکمت)
ہے، اس کتاب میں راگوں کے
اصول اور نغموں کی ترکیب کے
قاعدے بیان کئے گئے ہیں۔

علم الاخلاق اور تہذیب نفس کے
موضوع پر ان کی کتاب کلیلہ و دمنہ

و اما اصحاب (الازجیر)
فانہم وافقوا (اصحاب السندھند)
الا عدد مدة العالم فان مدتهم التي
ذكروها ان الكواكب و (اوجاتها)
و (جوزہراتها) تجتمع عندهم في
راس الحمل هي جزء من الف من
مدة (السندھند) و ذلك عند هم
تفسير (الازجیر)

و اما اصحاب (الارکند)
فانہم خالفوا الفرقتين الاوليتين
من حركات الكواكب و في مدة
العالم خلافا لم يبلغني حقيقته۔

و مما وصل الينا من علومهم في
الموسيقى الكتاب المسمى
بالهندي (نافر) و تفسيره
(نثار الحکمة) فيه اصول اللحن
و جوامع تاليف النغم۔

و مما وصل الينا من علومهم
في اصلاح الاخلاق و تہذیب

ہم تک پہنچی ہے جسے حکیم برزویہ، شاہ ایران نوشیروان بن قباد بن فیروز کے لئے ہندوستان سے ایران لایا تھا۔ اور اسی نے سنسکرت سے فارسی میں اس کا ترجمہ کیا تھا، پھر عہد اسلامی میں عبداللہ بن مقفع نے فارسی سے عربی میں اس کا ترجمہ کیا، یہ کتاب نہایت مفید اور عمدہ مطالب پر مشتمل ہے۔

النفوس کتاب (کلیلہ و دمنہ) الذی جلبہ برزویہ الحکیم الفارسی من الهند الی (انوشروان) بن قباد بن فیروز ملک الفرس ترجمہ له من الهندیة الی الفارسیة ثم ترجمہ فی الاسلام (عبدالله بن المقفع) من اللغة الفارسیة الی اللغة العربیة و هو کتاب عظیم الفائدة، شریف الغرض جلیل المنفعة (ص ۲۱)

علم ہندسہ میں حسابِ غیار (۱)، جس کو ابو جعفر محمد بن موسیٰ خوارزمی نے شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا ہے ان ہی سے ہم تک پہنچا ہے، یہ حساب کا نہایت مختصر اور آسان طریقہ ہے، اس کی ترکیب بڑی عجیب ہے اور اس سے سندھ والوں کی جودت و ذہانتِ طبع، حسنِ ایجاد اور قوتِ اختراع کا ثبوت ملتا ہے۔

و مما وصل الینا من علومهم فی العدد حساب (الغیار) الذی بسطہ (ابو جعفر محمد بن موسیٰ الخوارزمی) و ہوا وجز حساب و احضرہ و اقربہ تناولاً و اسہلہ ماخذاً و ابدعہ ترکیباً، یشہد للسند بذکاء الخواطر و حسن التوالید و براعة الاختراع۔

(ص ۲۱)

ہندوستانیوں کے صحیح نتائجِ فکر، عقلِ سلیم کی ایجاد و اختراع۔ عجیب و غریب صنعت اور عمدہ کمال کی بدولت

و مما وصل الینا من نتائج فکرهم الصحیحة و مولدات عقولهم السلیمة و غرائب

(۱) یعنی اسے ۹ تک کی گنتی

ہمیں شطرنج کا کھیل ملا ہے.....

صنائعہم الفاضلة ، (الشطرنج)

..... ولعمرى ان فى ما يظہر

اور میری عمر کی قسم شطرنج کے
مروں کو بہتر ترکیب و ترتیب کے
ساتھ استعمال کرنے سے ایک عظیم
الشان مقصد ظاہر ہوتا ہے، یعنی اس
کے اندر دشمنوں سے بچنے کی صورت
اور آفات و مصائب سے جان بچانے کی
تدبیریں پوشیدہ ہیں۔

عند استعمالها بتصریف قطعها من
حسن التالیف و عجیب الترتیب
لغرضاً جلیلاً و مقصداً فخمالما
فى ذالك من التنبيه على وجه
التحرز من الاعداء والاشارة الى
صورة الجبله فى التخلص من
المكار



www.KitaboSunnat.com

عبدالکریم شہرستانی

متوفی ۵۴۸ھ مطابق ۱۱۵۳ء

اس کا نام محمد، کنیت ابو الفتح اور وطن شہرستان تھا۔ ایران میں شہرستان نام کے تین شہر تھے۔ جن میں سے یہ ایک جو عبدالکریم کا وطن تھا۔ نیشاپور اور خوارزم کے درمیان واقع تھا۔

شہرستانی مشہور متکلم، ماہر فقیہ، بلند پایہ مصنف، مناظر، واعظ اور مذاہب عالم کا بے نظیر محقق گذرا ہے، اس کی متعدد تصنیفات ہیں جن میں ”الملل والنحل“ سب سے زیادہ مشہور ہے اس میں مذاہب عالم کا مبسوط تذکرہ اور ان کے فلسفہ و تاریخ اور اہل مذاہب کے مختلف فرقوں اور ان کے عقائد و نظریات پر فضلاء اور معلومات آفریں بحثیں ہیں اور اسی سلسلہ میں قرون وسطیٰ کے ہندوستانی مذاہب اور ہندوؤں کے مختلف فرقوں اور ان کے افکار و عقائد کا بھی بہت مفصل ذکر اور ان کے متعلق مفید معلومات ہیں، اپنے موضوع کے اعتبار سے یہ نہایت جامع اور مستند کتاب اور مذاہب عالم کے متعلق انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے اور کئی مرتبہ یورپ، مصر اور ممبئی سے شائع ہو چکی ہے، اس کی مقبولیت کا اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ یورپین زبانوں کے علاوہ فارسی اور ترکی میں بھی اس کے ترجمے شائع ہو چکے ہیں، شہرستانی ایک زبردست محقق اور علم و فن کا شیدائی تھا، اپنے شوق و ذوق کی تکمیل اور طلب علم کے لئے اس نے متعدد مقامات کی سیاحت کی اور آخر میں اپنے وطن شہرستان میں ۵۴۸ھ مطابق ۱۱۵۳ء میں وفات پائی۔

الملل والنحل

(ج اول)

بڑی بڑی (۱) قومیں چار ہیں،
عربی، عجمی (ایرانی)، یونانی اور
ہندوستانی۔ پھر ان میں سے ہر قوم کے
ایک دوسرے سے تعلق کا ذکر کرتے
ہوئے لکھا ہے کہ عرب اور ہندوستانی
قریب قریب ایک ہی مذہب پر تھے اور
ان کا میلان زیادہ تر اشیاء کی خصوصیات
بیان کرنے، مایہوں اور حقیقتوں کے
احکام کا فیصلہ کرنے اور روحانی چیزوں
کو استعمال کرنے کی طرف ہے۔

قال كبار الامم اربعة العرب
والعجم والروم والهند ثم زواج بين
امة وامة فذكر ان العرب والهند
يتقاربان على مذهب واحد واكثر
ميلهم الى تقرير خواص الاشياء
والحكم باحكام الماهيات
والحقائق و استعمال الامور
الروحانية

(ص ۳)

دین و شریعت کو ماننے والے
مجوسی، یسودی، عیسائی اور مسلمان
ہیں، فلاسفہ، دہریہ، صابئہ، ستاروں
اور بتوں کو پوجنے والے اور برہمن،

فارباب الديانات مطلقا مثل
المجوس واليهود والنصاري و
المسلمين و اهل الاهواء والآراء
مثل الفلاسفة والدهرية والصابئة و

(۱) مصنف نے یہ ان لوگوں کا بیان نقل کیا ہے جو قوموں اور ملتوں کے اعتبار سے دنیا کی تقسیم
کرتے ہیں، جب کہ بعض لوگ ہفت اقالیم اور بعض چاروں سمتوں کے لحاظ سے بھی اس کی تقسیم
کرتے ہیں۔ (ض)

باطل خواہشات اور غلط قسم کے افکار و آراء کے پابند ہیں۔

و عبدة الكواكب و الاوثان
والبراهمة

(ص ۴)

ان لوگوں یعنی اگلے فلاسفہ، دہریہ، ستارہ پرست، بت پوجنے والوں اور برہمنوں کے پاس کوئی کتاب نہیں اور نہ وہ شرعی احکام و قوانین کے پابند ہیں۔

و ممن ليس له كتاب و لا حدود و احكام شرعية مثل الفلاسفة الاولى والدهرية و عبدة الكواكب والاثوان البراهمة۔

(ص ۴۴)

اپنی ذاتی رائے پر اصرار کرنے والے وہی لوگ ہیں جو نبوت و رسالت کے منکر ہیں، جیسے فلاسفہ، صابئہ اور برہمن وغیرہ۔ یہ لوگ شرائع و احکام الہی کو نہیں مانتے، بلکہ زندگی بسر کرنے کے لئے خود اپنی رائے اور قول سے قاعدے اور قوانین بناتے ہیں۔

فالمستبدون بالرأى مطلقاً هم المنكرون للنبوات مثل الفلاسفة والصابئة والبراهمة و هم لا يقولون بشرائع و احكام امرية بل يصنعون حدودا عقلية حتى يمكنهم التعايش عليها۔

(ص ۴۶)

ہندوستان کے حکماء (پنڈتوں) یعنی برہمنوں کا شمار بھی فلاسفہ میں ہوتا ہے اور وہ نبوت و رسالت کو سرے سے تسلیم نہیں کرتے

فمن الفلاسفة حکماء الهند من البراهمة لا يقولون بالنبوات اصلاً۔

(ص ۱۵۷)

ج ثالث

اس کتاب کے آغاز میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ عرب اور ہندوستان والے مذہباً ایک دوسرے سے قریب تر ہیں اور اسی مقام پر مختصر اس کی وضاحت کر دی تھی کہ ان دونوں قوموں کے درمیان تعلق اور مشابہت و قرمت کا دار و مدار اشیاء کے خواص کا اعتبار کرنے، مایہوں کے احکام بیان کرنے پر ہے اور ان پر فطرت اور طبیعت کا اثر غالب ہے۔

عرب اور ہندو والوں کے سات مشہور بتخانے ہیں جو سات ستاروں کے نام پر مائے گئے ہیں۔ ان میں سے بعض میں مت تھے، مگر انہیں آتشکدوں میں تبدیل کر دیا گیا، اور بعض اپنی حالت پر باقی ہیں آگ اور مت کے ماننے والوں میں بڑی کشمکش اور اختلاف رہتا ہے اور کبھی یہ جماعت اور کبھی وہ غالب ہو جاتی ہے جس جماعت کو غلبہ و اقتدار حاصل ہوتا ہے۔ وہ اپنے دین و مذہب

قد ذکرنا فی صدر هذا الكتاب ان العرب و الهند يتقاربان على مذهب واحد و اجملنا القول فيه حيث كانت المقارنة بين الفريقين والمقاربة بين الامتين مقصورة على اعتبار خواص الاشياء والحكم باحكام الماهيات والغالب عليهم الفطرة والطبع -
(ص ۲۱۵)

فاما بيوت الاصنام التي كانت للعرب والهند فهي البيوت السبعة المعروفة المبنية على السبع الكواكب فمنها ما كانت فيها اصنام فحولت الى النيران و منها ما لم تحول و لقد كان بين اصحاب الاصنام و بين اصحاب النيران مخالقات كثيرة والامر دول فيما بينهم و كان كل من استولى و قهر غير البيت

کے طریقہ اور رواج کے مطابق عبادت خانے میں تغیر کر دیتی ہے۔

ایک تختانہ شہر ملتان واقع ہندوستان میں ہے جس میں کوئی تغیر اور تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ ایک اور تختانہ ہندوستان کے شہر سدوسان میں ہے، اس میں بڑے بڑے اور بہت عجیب عجیب قسم کے مت ہیں۔ ہندو ہر سال ایک مخصوص زمانہ میں ان دونوں مت خانوں کی یاترا کرتے ہیں۔

پہلے ہم بیان کر چکے ہیں کہ ہندوستان ایک بڑی قوم اور عظیم ملت کا نام ہے لیکن یہاں کے باشندوں کے خیالات جدا جدا اور رائیں مختلف ہیں، ان لوگوں میں برہمنوں کی جماعت سرے سے نبوت کی منکر ہے، بعض لوگوں کا رجحان دہریت کی طرف اور بعض شیعیت (۱) کی طرف ہے اور بعض لوگ ملت ابراہیمی میں ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن اکثر لوگ صابئی (۲)

الی مشاعر مذہبہ و دینہ
(ص ۲۱۸)

و منها البيت الذى بمولتان من ارض الهند فيه اصنام لم تغیر و لم تبدل و منها بيت سدوسان من ارض الهند ايضاً و فيه اصنام كبيرة كثيرة العجب والهند ياتون البيتین فی اوقات من السنة حجا و قصداً اليها

(ص ۲۱۸-۲۱۹)

قد ذكرنا ان الهند امة كبيرة و ملة عظيمة ، و آراؤهم مختلفة فمنهم البراهمة و هم المنكرون للنبوات اصلا و منهم من يميل الى الدهر و منهم من يميل الى الثنوية و يقول بملة ابراهيم عليه السلام و اكثرهم على مذهب الصابئة و منهاجها فمن قائل بالروحانيات و من قائل بالهياكل و من قائل بالاصنام الا انهم مختلفون فى

(۱) شیوہ کو اصحاب الاثنین بھی کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ نور و ظلمت کے قائل اور انہیں ازلی قدیم مانتے ہیں۔ (ض)

(۲) صابئہ دین حبشی کے مقابلہ میں دوسرا گروہ ہے، صبوۃ کے لغوی معنی مائل اور کج ہونے کے ہیں چونکہ یہ لوگ انبیاء کے نبج اور طریقہ کار سے منحرف ہو گئے، اس لئے انہیں (بقیہ ص ۲۰ پر)

مذہب اور اس کے اصولوں کو مانتے ہیں۔ کچھ لوگ روحانیت پر یقین رکھتے ہیں اور کچھ ہیکلوں اور کچھ بتوں کے قائل ہیں اور یہ سب گروہ بھی باہم اپنے خود ساختہ مذہبی طریقوں اور اس کی شکلوں میں مختلف ہیں، ان لوگوں میں حکماء کی ایک جماعت ہے جو علمی اور عملی اعتبار سے حکمائے یونان کے طریقہ پر کاربند ہے اور جو لوگ دہریت، ثنویت اور صابی اصول اور طریقے اختیار کئے ہوئے ہیں ان کے مذہب کا پہلے ذکر ہو چکا ہے، اس لئے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

البتہ جو لوگ مستقبل اور بالذات فکر و رائے رکھتے ہیں۔ ان کی پانچ قسمیں ہیں، براہمہ۔ روحانیت والے، ہیکلوں والے، بتوں کے پجاری اور حکماء۔ ہم ان سب کے افکار و مذاہب کا ان کی مشہور کتابوں سے ذکر کریں گے۔

شكل المسالك التي ابتدعوها و
كيفية اشكال و ضعوها و منهم
حكما، على طريق اليونانيين علماً
و عملاً فمن كانت طريقته على
مناهج الدهرية و الثنوية و الصابئة
فقد اغنانا حكاية مذهبة۔

(ص ۲۳۶-۲۳۷)

و من الفرد منهم بمقالة و رأى
فهم خمس فرق البراهمة و
اصحاب الروحانيات و اصحاب
الهياكل و عبدة الاصنام و
الحكماء و نحن نذكر مقالات
هؤلاء كما وجدنا في كتبهم
المشہورة۔

برہمنوں کے متعلق بعض لوگوں کا

البراهمة من الناس من يظن

(ص ۱۹ کا پتہ حاشیہ) صابنہ کہا جاتا ہے۔ لیکن ان لوگوں کا خیال ہے کہ صبو کا مطلب آدمیوں کی قید و بند سے آزاد ہونا ہے۔ یہ مذہب کے کسی ہونے کا بھی دعویٰ کرتے ہیں۔ (ض)

انہم سموا براہمۃ لانتسابہم الی
ابراہیم علیہ السلام و ذالک خطاً
فان هؤلاء القوم ہم المخصوصون
بنفی النبوات اصلاً و رأساً فکیف
یقولون بابراہیم والقوم الذین
اعتقدوا نبوة ابراهیم من اهل الهند
فہم الثنویۃ منہم القائلون بالنور
والظلام علی مذهب اصحاب
الاثنین و قد ذکرنا مذاہبہم الا ان
هؤلاء البراہمۃ انتسبوا الی رجل
منہم یقال لہ برہام قد مہد لہم
نفی النبوات اصلاً و قرر استحالۃ
ذالک فی العقول بوجوہ :-

منہا ان قال ان الذی یاتی بہ
الرسول لم یخل من احد امرین اما
ان یکون معقولا و اما ان لا یکون
معقولا فان کان معقولا فقد کفانا
العقل التام بادراکہ و الوصول الیہ
فاى حاجة لنا الی الرسول و ان لم
یکن معقولا فلا یکون مقبولا اذ
قبول ما لیس معقول خروج عن
حد الانسانیۃ و دخول فی حد
البہیمۃ۔

خیال ہے کہ ان کا نام حضرت ابراہیم
کی نسبت سے براہمہ پڑا ہے۔ لیکن یہ
غلط ہے اس لئے کہ برہمن جب مطلقاً
نبوت و رسالت کا انکار کرتے ہیں تو وہ
کس طرح حضرت ابراہیمؑ کی نبوت کو
تسلیم کر سکتے ہیں۔ البتہ ہندوستان میں
جو جماعت حضرت ابراہیمؑ کی نبوت کو
مانتی ہے۔ اس کا نام شیویہ ہے، یہ لوگ
نور و ظلمت کے قائل ہیں اور ان کے
مذاہب و مسالک کو پہلے بیان کیا جا چکا
ہے۔ برہمنوں کی نسبت اصل میں
”برہام“ نامی ایک شخص کی طرف ہے
جو ان ہی میں پیدا ہوا تھا۔ اسی نے ان کو
انکار نبوت کی راہ دکھائی تھی اور عقلاً
متعدد طریقوں سے اسے محال اور
ناقابل تسلیم قرار دیا تھا۔

مثلاً وہ کہتا تھا کہ رسول کی تعلیم و
دعوت یا تو معقول ہوگی یا غیر معقول،
اگر معقول ہے تو بہاری عقل کامل خود
ہی وہاں تک رسائی حاصل کر سکتی ہے
اور (جب یہ بات ہے تو پھر) رسول کی
ضرورت ہی کیا؟ لیکن اگر معقول نہیں
ہے تو اسے کسی طرح مقبولیت اور

پسندیدگی نہیں حاصل ہو سکتی۔ اس لئے کہ غیر معقول بات ماننے کے معنی دائرہ بھیمیت میں چلے جانا۔

دوسری دلیل وہ یہ دیتا ہے کہ عقل کتنی ہے کہ خدا تعالیٰ حکیم ودانا ہے اور لوگ حکیم ودانا کی پرستش اور عبادت اپنی عقل و بصیرت کی رہنمائی ہی سے کرتے ہیں۔ عقل ہی یہ بتاتی ہے کہ کوئی دنیا کو پیدا کرنے اور بنانے والا ہے اور وہ علم، قدرت اور حکمت وغیرہ صفوں سے متصف ہے اور اس نے اپنے بندوں پر ایسے انعامات کئے ہیں۔ جن کا شکر ادا کرنا ضروری ہے۔ اسی لئے ہم اس کی پیدا کی ہوئی چیزوں اور نشانیوں پر اپنی عقل سے غور کرتے ہیں اور اس کے احسانات و انعامات کا شکر ادا کرتے ہیں جب ہم خدا کی معرفت اور اس کا شکر ادا کریں گے تو اس کے ثواب کے مستحق ہوں گے اور اگر اس کا انکار اور ناشکری کریں گے تو اس کے عذاب اور سزا کے مستحق ہوں گے، ایسی حالت میں ہم کیوں اپنے ہی جیسے کسی انسان کی پیروی کریں کیونکہ اگر وہ ان ہی مذکورہ امور یعنی معرفت الہی

و منها ان قال قد دل العقل على ان الله تعالى حكيم والحكيم لا يتعبد الخلق الا بما يدل عليه عقولهم وقد دلت الدلائل العقلية على ان للعالم صانعاً عالمًا قادراً حكيمًا وانه انعم على عباده نعمًا توجب الشكر فننظر في آيات خلقه بعقولنا ونشكره بآلائه علينا واذا عرفناه وشكرنا له، استوجبنا ثوابه و اذا انكرناه وكفرنا به استوجبنا عقابه فما بالناس يتبع بشراً مثلنا فانه ان كان يا مرنا بما ذكرناه من المعرفة والشكر فقد استغينا عنه بعقولنا و ان كان يامرنا بما يخالف ذلك كان قوله دليلاً ظاهراً على كذبه۔

(ص ۲۳۸)

اور شکرِ خداوندی کی تعلیم دیتا ہے تو اس کے لئے تو ہماری عقل و بصیرت خود کافی ہے اور اگر اس کی تعلیم اس کے برخلاف ہے تو اس کی بات ہی اس کے جھوٹے ہونے کی واضح اور کھلی ہوئی دلیل ہے۔

تیسرا احتمال یہ پیش کرتا ہے کہ عقل کا صریح فیصلہ ہے کہ دنیا کو وجود بخشنے والی ذات حکیم و دانا ہے اور حکیم و دانا خالق کی پرستش کے لئے ایسے طریقے نہیں اختیار کئے جاسکتے جو عقلاً فتنہ اور معیوب معلوم ہوں، لیکن یہ مدعیانِ شریعت عقلی حیثیت سے بعض فتنہ اور معیوب چیزوں کی تلقین کرتے ہیں، مثلاً عبادت میں ایک خاص گھر کی طرف رخ کرنا۔ اس کے گرد طواف اور سعی کرنا، کنکریاں مارنا، احرام باندھنا، لبیک لبیک کہنا، جامد پتھر کو بوسہ دینا، اسی طرح جانور ذبح کرنا، انسان کی خوراک اور غذا بننے کے لائق چیزوں کو حرام ٹھہرا دینا اور ان چیزوں کو جائز کہنا جو اپنی ساخت اور بناوٹ کے اعتبار سے ناقص ہیں وغیرہ

و منها ان قال قد دل العقل على ان للعالم صانعاً حكيماً والحكيم لا يتعبد الخلق بما يقبح في عقولهم و قد وردت اصحاب الشرايع بمستقبحات من حيث العقل من التوجه الى بيت مخصوص في العبادة و الطواف حوله والسعى و رمى الجمار و الاحرام والتلبية و تقبيل الحجر الاصم و كذلك ذبح الحيوان و تحريم ما يمكن ان يكون غذاء للانسان و تحليل ما ينقض من بنينه و غير ذلك كل هذه الأمور مخالفة لقضايا العقول

(۲۳۸-۲۳۹)

یہ سب باتیں دراصل عقل اور فیصلہ کے خلاف ہیں۔

نیز وہ کہتا ہے کہ نبوت و رسالت کے ماننے میں سب سے بڑی اور بنیادی خرابی یہ ہے کہ تم اپنے ہی جیسے شکل و صورت، جسم و جان اور عقل والے انسان کی پیروی کرتے ہو جس کے کھانے پینے کی چیزیں بھی وہی ہیں جو تم خود کھاتے پیتے ہو، (ایسی صورت میں) اس کے مقابلہ میں تمہارا حال جمادات کی طرح ہو جاتا ہے کہ وہ جیسے چاہتا ہے تمہیں اوپر نیچے کرتا ہے۔ یا حیوانات کی طرح تم کو آگے پیچھے ہانکتا ہے۔ یا غلاموں کی طرح تمہیں جس بات کا چاہتا ہے حکم دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے روک دیتا ہے۔ آخر اس امتیاز اور فضیلت کی وجہ کیا ہے کہ وہ تمہیں اپنا خادم مایلینا ہے اور اس کے اس دعویٰ کی سچائی کی دلیل کیا ہے، اگر تمہیں محض اس کی بات سے دھوکہ ہو گیا ہے تو (یاد رکھو کہ) کسی بات کو دوسری بات پر کوئی ترجیح اور برتری نہیں حاصل ہے اور اگر تم اس کے

ومنہا ان قال ان اکبر الکبائر
فی الرسالة اتباع رجل هو مثلك
فی الصورة و النفس و العقل یا کل
مما تاکل و یشرّب مما تشرّب
حتى تكون بالنسبة الیه كجماد
یتصرف فینت رفعا و وضعاً او
کحیوان یصرفک اماماً و خلفاً او
کعبد یتقدم الیک امرأ و نهیاً فباى
تمیز له علیک و آیه فضیلة او جبت
استخدامک و مادلیله علی صدق
دعواه فان اغتررت لمجرد قوله فلا
تمیز لقول علی قول و ان
انحسرت بحجته و معجزته فعندنا
من خصائص الجواهر و الاجسام
مالا یحصی کثرة

معجزات اور دلائل کی وجہ سے اپنے کو
اس کے مقابلہ میں عاجز و درماندہ تصور
کرتے ہو تو ہمارے پاس بھی جواہرو
اجسام کی ناقابل شمار خصوصیتیں
ہیں۔ (۱)

حالانکہ غیب کی باتیں اور خبریں
بتانے والوں میں بھی سارے لوگوں کی
خبریں یکساں اور برابر نہیں ہوتیں،
اسی لئے انبیاء خود کہتے ہیں کہ ہم بھی
تمہارے جیسے آدمی ہیں، البتہ اللہ تعالیٰ
جس پر چاہتا ہے احسان کرتا ہے، پس
اگر تمہیں اس کا اعتراف ہے کہ دنیا کا
کوئی پیدا کرنے اور مٹانے والا حکیم و دان
ہے تو اس کا بھی اعتراف کرنا چاہئے کہ
وہ حکم دیتا، منع کرتا اور اپنی مخلوقات پر
اپنے فیصلے نافذ کرتا ہے اور ان تمام
باتوں کو جنہیں ہم ترک و اختیار کرتے
اور جانتے اور سمجھتے ہیں، ان کے
متعلق اس کے فیصلے اور احکام موجود
ہیں اور ہر شخص کی عقل کے اندر یہ
استعداد و صلاحیت نہیں ہوتی کہ اس
کا فیصلہ معقول ہو اور نہ ہر ایک کی یہ

و من المخبرین عن مغیبات
الامور من لایساوی خبرہ قالت
لہم رسلہم ان نحن الابرہ مثلکم
ولکن اللہ یمن علی من یشاء من
عبادہ فاذا اعترفتم بان للعالم
صانعاً خالقاً حکیماً فاعترفوا بانہ
آمرناہ حاکم علی خلقہ ولہ فی
جمیع ما ناتی ونذر و نعلم و نفکر
حکم و امر و لیس کل عقل انسانی
علی استعداد ما یعقل عنہ امرہ ولا
کل نفس بشری بمثابہ من یقبل
عنہ حکمہ بل اوجبت مننہ تریباً
فی العقول و النفوس و افتضت
قسمتہ ان یرفع بعضهم فوق بعض
درجات لیتخذ بعضهم بعضاً
سخریا و رحمۃ ربک خیر مما
یجمعون فرحمۃ اللہ الکبریٰ ہی

(۱) یہاں سے مصنف نے اپنا نقطہ نظر پیش کیا ہے اور ”برہام“ کے استحالات کی تردید کی ہے۔ (ض)

النّبوة والرسالة و ذلك خير مما
يجمعون بعقولهم المختالة۔

حیثیت ہوتی ہے کہ اس کا حکم قابلِ قبول سمجھا جائے۔ اسی لئے خدا نے اپنے فضل و احسان سے انسانی عقول و نفوس کے مختلف مرتبے اور درجے قائم کر دیئے اور بعض لوگوں کو بعض پر بلند مرتبہ کیا ہے کہ ایک دوسرے کو اپنا تابع بنا سکے اور خدا کی رحمت اس چیز سے بہت بہتر ہے جسے وہ جمع کرتے ہیں اور خدا کی عظیم رحمت ہی دراصل نبوت و رسالت ہے جو ان تمام چیزوں سے بہت بہتر ہے، جنہیں یہ لوگ اپنی پر فریب عقل سے جمع کرتے ہیں۔

پھر برہمنوں کی کئی قسمیں ہیں جیسے اصحابِ تناخ، اصحابِ بدوہ اور بد سے ان کے یہاں وہ ذات اور وجود مراد ہے جس کا ظہور نہ تو پیدائش سے ہوتا ہے نہ وہ شادی بیاہ رچاتا ہے، نہ کھاتا پیتا ہے نہ بوڑھا ہوتا ہے اور نہ مرتا ہے اور سب سے پہلے جس بد کا اس دنیا میں ظہور ہوا تھا اس کا نام شاکین^(۱) تھا اور اس کے معنی شریف سردار کے ہیں، اس کے زمانہ ظہور اور ہجرت نبوی کے درمیان ۵ ہزار سال کی مدت ہے۔

ثم ان البراهمة تفرقوا صنفاً
فمنهم اصحاب البدوة و منهم
اصحاب الفكرة، و منهم اصحاب
التناسخ۔ اصحاب البدوة و معنى
البد عندهم شخص فى هذا العالم
لم يولد ولا ينكح ولا يطعم
ولا يشرب و لا يهرم ولا يموت
واول بد ظهر فى العالم اسمه
شاكين و تفسيره السيد الشريف و
من وقت ظهوره الى وقت الهجرة
خمسة آلاف سنة (ص ۲۴۰)

(۱) انہیں لئے غالباً اصحابِ بدوہ کو ساکین (Dahya) کہتے ہیں۔ محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قالوا و دون مرتبة البدر مرتبة
 البرد یسعیة ومعناه الانسان
 الطالب سبیل الحق و انما یصل
 الی تلك المرتبة بالصبر والعطية
 بالرغبة فیما یجب ان یرغب فیہ و
 بالامتناع و التخلی عن الدنيا و
 العروض عن شهواتها ولذاتها و
 العفة عن محارمها والرحمة علی
 جمیع الخلق والاجتناب عن
 الذنوب العشرة قتل كل ذی روح
 واستحلال اموال الناس و الزنا
 والكذب والنميمة والبذاء والشتيم و
 شناعة الالقاب و السفه والجحد
 لجزاء الآخرة و باستكمال عشر
 خصال احديها الجود والكرم،
 الثاني: العفو عن المسئی و دفع
 الغضب بالحلم، الثالثة: التعفف عن
 الشهوات الدنیویة، الرابعة: الفكرة
 فی التخلص الی ذالك العالم الدائم
 الوجود من هذا الفانی، الخامسة:
 ریاضة العقل بالعلم والادب
 و كذا... الی عواقب

ان لوگوں کا خیال ہے بد کے بعد
 بردیسعیہ (بودیستو-Bodhistuva)
 کا درجہ ہے۔ بردیسعیہ (۱) سے مراد راہ
 حق کا متلاشی انسان ہے، اس رتبہ و کمال
 تک پہنچنے کے لئے صبر محبوب اور
 پسندیدہ چیزوں کی داد و دہش، دنیا سے
 کنارہ کشی اور اس کی لذتوں اور دلچسپیوں
 سے پرہیز اور علیحدگی، مکروہات و
 ممنوعات سے عفت و پاکدامنی، ساری
 مخلوقات کے ساتھ شفقت و مہربانی،
 دس گناہوں یعنی کسی جاندار کو قتل کرنا،
 لوگوں کا مال حلال سمجھنا، زنا، جھوٹ،
 چغلی، بد گوئی، دشنام طرازی،
 لوگوں کو برے القاب اور نام دینا،
 حماقت و بیوقوفی اور آخرت کی جزاء و سزا
 کے انکار سے بچنا، اور دس خوبیاں اپنے
 اندر پیدا کرنا ضروری ہے، ان میں سے
 پہلی چیز سخاوت و فیاضی، دوسری چیز
 برائی کرنے والے سے درگزر اور غصہ
 کو حلم سے دور کرنا۔ تیسری چیز دنیوی
 خواہشات کو ترک کرنا، چوتھی اس
 دنیائے فانی سے نکل کر ہمیشہ موجود

رہنے والی دنیا میں پہنچ جانے کی فکر و تدبیر کرنا، پانچویں علم و ادب سے عقل کو جلا دینا اور جملہ معاملات میں انجام پر نظر رکھنا، چھٹی چیز نفس کو بلند چیزوں کے حصول پر لگانے کی قوت رکھنا، ساتویں چیز دل کی نرمی اور خوش کلامی، آٹھویں دوستوں اور بھائیوں کے ساتھ حسن معاشرت، ان کی پسند کو اپنی پسند پر ترجیح دینا، نویں عام مخلوقات سے توجہ ہٹا کر خدا کی طرف بالکلیہ مائل ہو جانا اور دسویں چیز یہ ہے کہ روح کو شوق و تمنائے حق میں فناء کر دینا۔

ان لوگوں کا خیال ہے کہ بددہ ہی نے انھیں علوم و فنون عطا کئے ہیں اور وہ مختلف روپوں اور بھیمنوں میں ظاہر ہوتے رہتے ہیں لیکن شاہی خانوادوں کے جوہر شرافت کی وجہ سے ان کا ظہور شاہی خاندانوں ہی میں ہوتا ہے اور ازلیتِ عالم کے متعلق ان کی جانب جو کچھ منسوب ہے اس میں ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں، اور جزا و سزا کے بارہ میں ان کا عقیدہ ہم اوپر بیان کر چکے

الامور السادسة: القوة على تصريف النفس في طلب العليا، السابعة: لين القلب وطيب الكلام مع كل واحد، الثامنة: حسن المعاشرة مع الاخوان بايثار اختيارهم على اختيار نفسه، التاسعة: الاعراض عن الخلق بالكلية و التوجه الى الحق بالكلية، العاشرة: بذل الروح شوقا الى الحق و وصولا الى جناب الحق (ص ۲۴۱)

و زعموا ان البددة اعطوهم العلوم و ظهوروا لهم في اجناس و اشخاص شتى ولم يكونوا يظهرون الا في بيوت الملوك لشرف جواهرهم قالوا ولم يكن بينهم اختلاف فيما ذكر عنهم من ازلية العالم و قولهم في الجزء على ما ذكرنا و انما اختص ظهور البددة بارض الهند لكثرة ما فيها من خصائص البرية و الاقليم و من فيها من اهل الرياضة و

ہیں (۱)، بدھوں کے ظہور کے لئے سر زمین ہند اس لئے مخصوص ہے کہ اس میں اس کی مخصوص صلاحیت ہے، یہاں کے لوگوں میں مجاہدہ و ریاضت ہے اور بدھ کے جو اوصاف وہ لوگ بیان کرتے ہیں اگر وہ صحیح ہیں تو اس کی مشابہت خضر سے ہے جن کے وجود کے مسلمان بھی قائل ہیں۔

اصحاب فکر و خیال ہی علماء کہلاتے ہیں۔ انہی میں نجوم کے علماء اور ماہرین بھی ہیں۔ جن کی طرف اس کے احکام وغیرہ منسوب کئے جاتے ہیں، منجمن ہند کا طریقہ یونانی نجومیوں کے طریقہ سے مختلف ہے، اس لئے کہ یہ لوگ اکثر چیزیں سیاروں کے بجائے ثوابت کے اتصال سے ثابت کرتے ہیں۔ اور کوکب و سیارات کے طبائع کے بجائے ان کے خواص سے احکام و نتائج اخذ کرتے ہیں۔ اور زحل کے مقام کی رفعت اور اس کے جزم کی بڑائی کی وجہ سے اس کو ”سعد اکبر“ سمجھتے اور یہ خیال کرتے ہیں کہ وہی سعادت و نحوست اور

والاجتہاد و لیس یشبہ البد علی ما وصفوه ان صدقوا فی ذالک الابلخضر الذی یثبتہ اهل الاسلام۔
(ص ۲۴۲)

اصحاب الفکرۃ والوہم و ہم العلماء منهم بالفنک و النجوم و احکامها المنسوبة الیہم وللہند طریقة تخالف طریقة منجمی الروم و ذالک انہم یحکمون اکثر الاحکام باتصالات الثوابت دون السیارات و ینشئون الاحکام عن خصائص الکواکب دون طبائعها و یعدون زحل السعد الاکبر لرفعة مکانہ و عظم جرمہ و هو الذی یعطى العطایا الکلیة من السعادة والجزئیة من النحوسة و کذلک سائر الکواکب لہا طبائع و خواص فالروم

(۱) یعنی آواگون (تناخ) کی طرف اشارہ ہے۔ (ض)

اور خوش بختی و بدبختی
عطا کرتا ہے، تمام سیاروں کے مزاج
اور خاصیتیں ہوتی ہیں۔ یونانی، طبائع
کے مطابق اور ہندوستانی، خواص کے
مطابق حکم لگاتے ہیں۔

طب کے بارہ میں بھی ان کا یہی
طریقہ ہے کہ وہ دواؤں کی خاصیتوں کا
اعتبار کرتے ہیں اور یہی لوگ اصحاب
فکر و دانش کہلاتے ہیں۔ اور غور و فکر کو
بڑی اہمیت دیتے اور اس کو محسوس و
معقول کے درمیان واسطہ قرار دیتے
ہیں کیونکہ محسوسات کی صورتوں اور
معقولات کے حقائق کا فکر پر فیضان
ہوتا ہے اور وہی دنیا کے معلموں کا
سرچشمہ ہے اسی لئے وہ پوری کوشش
کرتے ہیں کہ فکر و خیال کو سخت
مجاہدات اور ریاضتوں کے ذریعہ
محسوسات سے ہٹالیں۔ اور جب فکر
اس مادی دنیا سے مجرد ہو جاتی ہے تو
پھر اس پر دوسرے عالم کی تجلیاں ظاہر
ہونے لگتی ہیں، اور وہ کبھی کبھی غیب
کے احوال کی خبریں دینے لگتا ہے۔ اور
بعض اوقات بارش روک دینے کی اس

یحکمون من الطبائع و الہند
یحکمون من الخواص۔

و كذلك طبہم فانہم یعتبرون
خواص الادویۃ دون طبائعہا
والروم یخالفہم فی ذالک و ہولاء
اصحاب الفکرۃ یعظمون امر الفکر
و یقولون ہو المتوسط بین
المحسوس و المعقول فالصور من
المحسوسات ترد علیہ والحقائق
من المعقولات ترد علیہ ایضاً
فہو مورد المعلمین من العالمین
فیجتہدون کل الجہد حتی
یصرفوا الوہم و الفکر عن
المحسوسات بالریاضۃ البلیغۃ
والاجتہادات المجددۃ حتی اذا
تجرد الفکر عن هذا العالم تجلی
لہ، ذالک العالم فرہما یخبر عن
مغیبات الاحوال و رہما یقوی علی
حبس الامطار و رہما یوقع الوہم
علی رجل حی فیقتلہ فی الحال و

میں قدرت ہو جاتی ہے اور بعض مرتبہ کسی زندہ آدمی کو وہم میں ڈال کر ہلاک کر دیتا ہے اور یہ کوئی بعید از قیاس بات نہیں ہے۔ کیوں کہ جسم اور نفس پر وہم کے تصرف کے عجیب و غریب اثرات ہوتے ہیں۔ خواب میں احتلام جس میں وہم کے تصرف کا اور نظر لگ جانا، شخص میں وہم کے تصرف کا نتیجہ ہے یا مثلاً جب ایک آدمی ایک بلند دیوار پر چلتا ہے تو فوراً گر پڑتا ہے، حالانکہ دیوار کے عرض میں وہ اتنے ہی قدم ڈالتا ہے جتنے سطح زمین پر ڈالتا ہے۔ یہ بھی وہم ہی کا کرشمہ ہے (۱) غرض وہم و خیال جب مجرد شکل میں ہوتا ہے تو اس سے عجیب و غریب اعمال ظاہر ہوتے ہیں۔ چنانچہ ہندوستانی کئی کئی دنوں تک اپنی آنکھیں اس لئے بند کئے رہتے ہیں تاکہ فکر وہم محسوسات سے الگ ہو جائیں اور وہم کے تجرد کے وقت اگر کوئی دوسرا وہم اسے مل جاتا ہے تو ان دونوں کا مشترک عمل ظاہر

ولا يستبعد ذلك فان للوهم
اثر اعجيبا في تصريف الاجسام
والتعرف في النفوس اليس
الاحتلام في النوم تصرف الوهم
في الجسم اليس اصابة العين
تصرف الوهم في الشخص اليس
الرجل يمشي على جدار مرتفع
فيسقط في الحال ولا ياخذ من
عرض المسافة في خطواته سوى
ما اخذه على الارض المستوية
والوهم اذا تجرد عمل اعمالا
عجيبا ولهذا كانت الهند تغمض
عينها اياماً لئلا يشتغل الفكر
والوهم بالمحسوسات و مع
التجرد اذا اقترن به و هم آخر
اشتركا في العمل خصوصاً اذا
كانا متفقين غاية الاتفاق و لهذا
كانت عاداتهم اذا دهمهم امر ان
يجتمع اربعون رجلاً من المهندسين
المخلصين المتفقين على رأي
واحد في الاصابة فيتجلى لهم

(۱) یعنی آدمی سطح زمین پر جتنی چوڑائی میں چل سکتا ہے اتنی چوڑائی میں ایک بلند دیوار پر نہیں چل سکتا اور خوف سے گر پڑتا ہے۔ (ض)

ہونے لگتا ہے، بشرطیکہ دونوں میں پوری ہم آہنگی اور اتفاق ہو، اسی لئے جب ان پروہ کیفیتیں طاری ہوتی ہیں تو چالیس شائستہ، مخلص اور ایک رائے و خیال رکھنے والے آدمی جمع ہوتے ہیں، جس کا وجہ سے وہ مصیبت ختم ہو جاتی ہے، جس کا حملہ ان کی کمر توڑ دیتا ہے اور وہ بلا ٹل جاتی ہے جس کا بوجھ ان کو فنا کر دینے والا ہوتا ہے۔

بحر تنزیہ یعنی اپنے کو لوہے میں جکڑنے والے یہ سر اور داڑھی کے بال منڈاتے، شر مگاہ کے علاوہ سارا جسم ننگا رکھتے اور بدن کو کمر سے سینہ تک اس لئے باندھے رہتے ہیں تاکہ علم کی کثرت اور فکر کی زیادتی کے باعث ان کا پیٹ پھٹ نہ جائے، غالباً انہیں لوہے میں اوہام کے مناسب خاصیتیں نظر آتی ہیں۔ ورنہ لوہا کیسے پیٹ کو پھٹنے سے بچا سکتا ہے اور کثرت علم سے کس طرح پیٹ پھٹ سکتا ہے۔

(تناخ کے ماننے والوں) کے مذاہب کا ہم پہلے تذکرہ کر چکے ہیں، کوئی قوم (۱) ایسی نہیں جس میں تناخ کا

المہم الذی یبھضمہم حملہ و یندفع عنہم البلاء الملم الذی یکادہم ثقلہ

البکرتینیۃ یعنی المصفدین بالحديد و سنتھم حلق الرؤس واللحی و تعریۃ الاجساد ماخلا العورة و تصفید البدن من اوساطھم الی صدورھم لثلا تنشق بطونھم من کثرة العلم و شدۃ الوهم وغلبۃ الفکر ولعلھم رأوا فی الحديد خاصیۃ تناسب الاوھام و الافالحديد کیف یمنع انشقاق البطن و کثرة العلم کیف یوجب ذلک۔ (ض ۲۴۴)

(اصحاب التناسخ) قد ذکرنا مذاہب التناسخیۃ و ما من ملۃ من الملل الا و للتناسخ فیہا قدم راسخ

(۱) یعنی ان قوموں میں جو فیضان الہی سے محروم ہیں، (ض)

عقیدہ رچا بسا نہ ہو، البتہ اس کو ثابت کرنے کے طریقے سب کے یہاں جدا جدا ہیں، ہندوستان میں تناخ (اواگون) کے ماننے والے اپنے اس نظریہ میں بہت زیادہ سخت ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک خاص زمانہ میں انہیں ایک چڑیا دکھائی دیتی ہے جو ایک درخت پر بسیر کرتی ہے اور اسی پر انڈے چھ دیتی ہے اور چہ دینے کا وقت جب قریب ہوتا ہے تو وہ اپنی چونچ اور پنجہ سے انڈا رگڑتی ہے جس سے آگ بھڑکنے لگتی ہے اور چڑیا جل جاتی ہے لیکن اس کے خون سے تیل نکلتا ہے اور اس درخت کی جڑ کے گڈھے میں جمع ہو جاتا ہے، پھر جب سال تمام ہو جاتا ہے اور چڑیا کے ظاہر ہونے کا وقت قریب ہو جاتا ہے تو اس تیل سے پھر اسی طرح کی چڑیا پیدا ہوتی ہے اور پھر اسی طرح اس درخت پر بیٹھ جاتی ہے، اسی طریقہ سے برابر ہوتا رہتا ہے۔

اسی بنیاد پر یہ لوگ کہتے ہیں کہ ادوار و اکوار میں دنیا اور دنیا والوں کی

و انما تختلف طرقهم فی تقریر ذالک فاما تناسخية الهند فاشد اعتقاداً فی ذالک لما عاینوا من طیر یظهر فی وقت معلوم فیقع علی شجرة و هو ابدا کذالک فیبيض و یفرح ثم اذا تم نوعه بفراخه حک بمنقاره و مخالفه ففترق منه نار تلتهب فیحترق الطیر و یسبل دمه منه دهن فیجتمع فی اصل الشجرة فی مغارة ثم اذا حال الحلول و حان وقت ظهوره انخلق من هذا الدهن مثله طیر فیطیر و یقع علی الشجرة و هو ابدا کذالک۔

قالوا فما مثل الدنيا و اهلها فی الادوار و الاکوار الا کذلک قالوا

و اذا كانت حركات الافلاك دورية ولا محالة يصل راس الفرجار الى ما بدا وداردورة ثانية على الخط الاول افاد لامحالة ما افاد الدور الاول اذا لم يكن اختلاف بين الدورين حتى يتصور اختلاف بين الامرین (۱) فان المؤثرات عادت كما بدأت و النجوم والافلاك دارت على المركز الاول و ما اختلفت ابعادها و اتصالاتها و مناظراتها و مناسباتها بوجه فيجب ان لا يختلف المتاثرات الباديات منها بوجه و هذا هو تناسخ الادوار الاكوار۔

(۲۴۵)

مثال بھی اسی چڑیا کی طرح ہے اور وہ اس وہم میں مبتلا ہیں کہ چونکہ فلک کی حرکات دوری ہیں اس لئے لامحالہ پرکار کا سرا اس دائرہ تک پہنچ جاتا ہے۔ جہاں سے اس کی ابتدا ہوئی تھی اور دوبارہ پھر وہ پہلے خط پر دور کرتا ہے اور اس میں بھی وہ پہلے دور کی طرح فائدہ دیتا ہے اور جب دو دوروں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں تو دو اثروں کے درمیان کس طرح کوئی اختلاف باور کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے کہ موثرات کا اعادہ اسی طرح ہوتا ہے جس طرح اس کی ابتدا ہوئی تھی۔ اور سیاروں اور فلک کا دور مرکز اول پر ہوتا ہے اور ان کے ابعاد، اتصالات، مناظرات اور مناسبات میں کسی طرح کا کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا اس لئے ضروری ہے کہ اس سے ظاہر ہونے والے اثرات بھی مختلف نہ ہوں۔ یہی ادوار و اکوار کے تنازع کا مطلب ہے۔

دورہ کبریٰ کے متعلق انکا اختلاف ہے کہ وہ کتنے سالوں میں مکمل۔

ولہم اختلاف فی الدورة الکبریٰ کم ہی من السنین

(۱) لعلہ اثریں

ہوتا ہے ، اکثر لوگوں کی رائے ہے کہ ۳۰ ہزار سال میں اور بعض لوگوں کے نزدیک تین لاکھ ساٹھ ہزار برس میں تمام ہوتا ہے۔ اور ادوار کے بارہ میں وہ سیاروں کے بجائے ثوابت کی رفتار کا لحاظ کرتے ہیں اور اکثر ہندوؤں کے نزدیک فلک آگ ، پانی اور ہوا سے مرکب ہے اور سیارے آتش ہوؤں سے بنے ہیں۔ (اس سے ثابت ہوتا ہے کہ) عالم علوی میں بھی سفلی اور ارضی عناصر شامل ہیں۔

(اصحاب روحانیات) ہندوؤں کی ایک جماعت روحانی واسطوں کی قائل ہے اس کا خیال ہے کہ یہ واسطہ انسانی شکل میں خدا کی طرف سے اس کا پیغام بغیر کسی کتاب کے لاتا ہے اور وہ کچھ باتوں سے منع کرتا ہے اور احکام و قوانین مقرر کرتا اور حدود واضح کرتا ہے ، اس شخص کی سچائی کا اندازہ وہ دنیا کی آلیشوں سے اس کی پاکی ، اور کھانے ، پینے اور شادی بیاہ سے بالکل بے نیازی سے لگاتے ہیں۔

واکثرہم علی ثلاثین الف سنة و بعضهم علی ثلاث مائة الف سنة و ستین الف سنة و انما یعتبرون فی تلك الادوار سیر الثوابت لا السیارات و عندالهند اکثرہم ان الفلک مرکب من الماء والنار والریح و ان الکواکب فیہ ناریة ہوائیة فلم یعدم الموجودات العلویة الا العنصر الارضی فقط (۲۴۶)

(اصحاب الروحانیات) ومن اهل الهند جماعة اثبتوا متوسطات روحانیة (۱) یاتونہم بالرسالة من عندالله عزوجل فی صورة البشر من غیر کتاب فیامرہم باشیاء و ینہاہم عن اشیاء و یسن لہم الشرائع و یبین لہم الحدود وانما یعرفون صدقہ بتنزہہ عن حطام الدنیا واستغنائہ عن الاکل والشرب والبعال وغیرہا

(۲۴۶)

(۱) والعبارة لا تخبر عن المسامحة

الباسویۃ) زعموا ان رسولہم
 ملک روحانی نزل من السماء علی
 صورة بشر فامرهم بتعظیم النار و
 ان يتقربوا اليها بالعطر و الطيب
 والادھان و الذبائح و نہامہ عن
 القتل و الذبح الا ماکان للنار و
 سن لهم ان يتوشحوا بخيط
 يعقدونه من مناکبہم الايامن الی
 تحت شمائلہم و نہامہ اعضاء عن
 الکذب و شرب الخمر و ان لا
 یاکلوا من اطعمة غیر ملتہم و لا
 من ذبائحہم و اباح لهم الزنا لثلا
 ینقطع النسل و امرہم ان يتخذوا
 علی مثالہ صنماً يتقربون الیہ و
 یعبدونه و یطوفون حولہ کل يوم
 ثلاث مرات بالمعازف والتبخییر
 والغناء والرقص و امرہم بتعظیم
 البقر والسجود لہا حیث رأوها و
 یفرغوا فی التوبة الی التمسیح بہا
 و امرہم ان لا یجوزوا نہر الکنت

(باسویہ) اس فرقہ کا عقیدہ یہ ہے
 کہ ان کا پیغمبر ایک روحانی فرشتہ تھا جو
 آدمی کے بھیس میں آسمان سے اتر، اس
 نے آگ کی عظمت اور اس کے تقرب
 کے لئے اس پر خوشبو، عطر تیل
 چڑھانے اور جانوروں کی قربانی کرنے
 کی تعلیم دی اور اس قربانی کے علاوہ
 اس نے جانور کو قتل و ذبح کرنے سے
 منع کیا ہے، اسی نے دھاگے کا
 مالا (جینو) کندھے میں پنپنے کی تعلیم
 دی۔ جسے وہ لوگ دائیں طرف کے
 کندھے سے بائیں طرف کے کندھے
 کے نیچے تک باندھتے ہیں، اس کی
 تعلیم میں جھوٹ، شراب، دوسرے
 مذہب والوں کا کھانا اور ذبحہ ممنوع
 ہے۔ لیکن زنا، نسل کو برقرار رکھنے
 کے لئے جائز ہے، اس نے اپنا مجسمہ
 مانے اور اس کی پرستش کرنے، اس
 کے لئے قربانی چڑھانے اور اس کے
 ارد گرد روزانہ تین بار گانے جانے اور
 ناچنے اور محورات کے ساتھ چکر لگانے
 کا حکم دیا، گائے کی عظمت و تقدیس اور
 جہاں بھی وہ دکھائی دے اسے سجدہ
 کرنے کی تلقین کی اور بتایا کہ

توبہ کے لئے اس کے جسم پر ہاتھ پھیریں اور دریائے گنگا سے پار جانے کو حرام قرار دیا۔

باہودیت۔ اس فرقہ کے ماننے والے بھی اپنے پیغمبر کو روحانی فرشتہ سمجھتے ہیں، جو آدمی کی شکل میں آیا تھا۔ اس کا نام باہودیہ تھا یہ پیغمبر ایک ہیل پر سوار، اس کے سر پر مردہ کی کھونپڑی کا تاج اور گلے میں اس کی ہڈیوں کا ایک مالا، ایک ہاتھ میں انسان کی کھونپڑی اور دوسرے میں تین پھلوں کا ایک نیزہ تھا، اس نے خدا کی عبادت کی طرح اپنی عبادت کا بھی حکم دیا کہ لوگ بت ماکر اس کو پوجیں، کسی چیز سے نفرت نہ کریں، کیوں کہ دنیا کی تمام چیزیں درحقیقت ایک ہی دائرہ کی اور خدا کی مائی ہوئی ہیں۔ اسی پیغمبر نے ان کو بھی تلقین کی کہ وہ گلے میں مالا پہنیں اور اپنے سروں پر ان کا تاج رکھیں، جسم اور سر پر خاک بلیں، اور جانوروں کو ذبح کرنا اور مال و دولت جمع کرنا حرام قرار دیا اور دنیا کو ترک کرنے کا حکم دیا اور صرف صدقہ و

(الباہودیۃ) زعموا ان رسولہم ملک روحانی علی صورة بشر و اسمہ باہودیۃ اتاہم و ہو راکب علی ثور علی رأسہ اکیلل مکمل بعظام الموتی من عظام الرؤس و متقلد من ذالک بقلادۃ باحدی یدیہ قحف نسان وبالاخری مزراق ذو ثلاث شعب یا مرہم بعبادۃ الخالق عزوجل و بعبادۃ معہ و ان یتخذوا علی مثالہ صنما یعبودونہ و ان لا یعافوا شیئا و ان تكون الاشیاء کلہا فی الربقۃ واحدۃ لانہا جمیعاً صنع الخالق و ان یتخذوا من عظام الناس قلائد یتقلدونها و اکالیل یضعونها علی رؤسہم و ان یمسحوا اجسادہم و رؤسہم بالرماد و حرم علیہم الذبائح و جمع الاموال و امرہم برفض الدنیا ولا معاش لہم فیہا الامن الصدقۃ (۲۴۸)

خیرات کو ذریعہ معاش قرار دیا۔

(کابلیہ) یہ گروہ بھی اپنے رسول (۱) شب کو روحانی فرشتہ اور بشر کے بھیس میں مبعوث خیال کرتا ہے جو جسم پر بھھوت ملے، سر پر سرخ اون کی تین باہشت لمبی ٹوپی اور جسم میں انسانی کھوپڑیوں کا لمبا مالا، کمر میں اسی کا پٹکا، ہاتھ میں کنگن اور پیر میں پازیب اور اس کا سارا جسم عریاں تھا اسی پیغمبر نے ان کو اپنی وضع قطع اختیار کرنے کا حکم دیا اور ان کے لئے قانون اور ضابطے بھی بنائے۔

(بہادونیہ) یہ لوگ کہتے ہیں کہ بہادوں ایک بہت بڑا فرشتہ تھا جو ہمارے پاس غیر معمولی انسان کے روپ میں آیا۔ اس کے دو بھائی تھے۔ انہوں نے اس کو قتل کر کے اس کے جسم سے زمین، ہڈیوں سے پہاڑ اور خون سے سمندر بنائے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ راز سر بہتہ ہے ورنہ آدمی کی صورت کا اس رتبہ و درجہ تک پہنچ جانا محال اور غیر ممکن ہے، بہادوں

(الکابلیہ) زعموا ان رسولہم منک روحانی یقال له شب اتاہم فی صورة بشر متمسح بالرماد علی رأسہ قنسوة من لبوداحمر طولہا ثلاثة اشبار محیط علیہ صفائح من قحف الناس متقلد قلادة من اعظم ما یكون متمنطق من ذالك بمنطقة متسور منها بسوار متحلل منها بخلخال و هو عریان فامرهم ان یتزینوا بزینتہ و یتزیوا بزینہ و سن لہم شرائع و حدود۔

(البہادونیہ) قالوا ان بہادون کان مکاً عظیماً اتانا فی صورة انسان عظیم و کان له اخوان و قتلاہ و عملاً من جلدتہ الارض و من عظامہ الجبال و من دمہ البحار و قبل هذا رمزوالافحال صورة البشر لا تبلغ الی هذه الدرجة و صورة بہادون راکب عی دابة کثیر الشعر قد اسبلہ علی وجہہ وقد قسم الشعر علی جوانب راسہ قسمة

(۱) شیوایاشیویا شب (-siva) یہ ایک دیوتا کا نام ہے (ض)

کا مجسمہ ایک جانور پر سوار تھا، اس کے سر پر بہت گھنے بال تھے، جو اس کے چہرے پر لٹکتے تھے اور اس کی لٹیں سر کے دونوں جانب برابر تقسیم تھیں اور چہرہ کے آگے پیچھے بھی لٹکے ہوئے تھے۔ اس نے اپنے پیروں کو بھی اسی وضع میں رہنے کا حکم دیا، شراب پینے کی ممانعت کی اور ہدایت کی کہ جب عورتوں کو دیکھیں تو ان سے بھاگیں اور جو رعن نامی پہاڑ کی یا ترا کریں جس پر ایک بہت بڑا تختانہ ہے اس میں بھادوں کا مجسمہ ہے، اسی گھر میں تختانہ کے خادم اور پجاری بھی رہتے ہیں اور ان ہی کے ہاتھوں میں اس کی کنجی رہتی ہے، عام پجاری ان کی اجازت کے بغیر اس میں نہیں داخل ہو سکتے۔ جب دروازہ کھلتا ہے تو لوگ اپنا منہ بند کر لیتے ہیں تاکہ مت کی طرف ان کی سانس نہ پہنچے۔ اس مت کے لئے لوگ جانوروں کو ذبح کرتے ہیں، قربانیاں چڑھاتے ہیں، تحفے اور ہدیے لاتے ہیں اور جب یا ترا کر کے واپس جاتے ہیں تو راستہ کی آبادیوں میں نہیں داخل ہوتے

مستویۃ واسبہا کذلک عسی
نواحی الرأس قفاء ووجہا و امرہم
ان یفعلوا کذلک و سن لہم ان
لا یشریوا الخمر و اذاراوا امرأۃ
ہربوا منها و ان یحجوا الی جبن
یدعی جورعن و علیہ بیت عظیم
فیہ صورۃ بہادون و بذالک البیت
سدنۃ لا یكون المفتاح الا بایدیہم
فلا یدخلون الا باذنہم فاذا فتنحوا
الباب سدوا افواہہم حتی لا تصل
انفاسہم الی الصنم و یدبحون لہ
الذبايح و یقربون لہ القرابین و
یہدون لہ الہدایا و اذا انصرفوا من
حجہم لم یدخلوا العمر ان فی
طریقہم و لم یظنروا الی محرم ولم
یصلوا الی احد بسوء و ضرر من قول
و فعل۔

اور نہ حرام چیزوں کی طرف نظر اٹھاتے ہیں اور نہ کسی کو اپنے قول یا فعل سے کوئی نقصان پہنچاتے ہیں۔

(ستاروں کے پجاری) ہندوستانی کو اکب پرستوں کے سرف دو فرقوں کا حال سنا جاتا ہے۔ یہ دونوں چاند اور سورج کی جانب رخ کرتے ہیں۔ سماوی ہیٹلوں کی جانب رخ کرنے میں ان کا طریقہ صابیوں کی طرح ہے۔

سورج کے پجاریوں کا عقیدہ ہے کہ سورج ایک فرشتہ ہے جس میں نفس و عقل دونوں موجود ہیں، اسی سے ستاروں، تمام موجودات سفلی اور ساری دنیا کو روشنی ملتی ہے، یہ فلک کا بادشاہ ہے، اس لئے عظمت، تقدیس، سجدہ، دعا اور نذر و نیاز کا مستحق ہے۔ ان لوگوں کو دینیکیتیہ یعنی سورج کے پجاری کہا جاتا ہے، ان کا طریقہ یہ ہے کہ انہوں نے سورج کا ایک مجسمہ بنایا ہے جس کے ہاتھ میں آگ کی رنگت کا ایک جوہر ہے، مت کا ایک مخصوص گھر ہے، جو اسی کے نام پر تعمیر کیا گیا ہے،

(عبدة الكواكب) ولم ينقل
للهند مذهب في عبادة الكواكب
الا فرقتان توجهتا الى النيرين
الشمس، والقمر و مذهبهم في
ذلك مذهب الصابئة في توجههم
الى الهياكل السموية
(ص ۲۴۹)

عبدة الشمس زعموا ان
الشمس ملك من الملائكة و لها
نفس و عقل و منها نور الكواكب
و ضياء العالم و تكون الموجودات
الاسفلية و هي ملك الفلك يستحق
التعظيم والسجود والتبخير والدعاء
و هؤلاء يسمون الدينيكيته اي
عباد الشمس و من سنتهم ان
اتخذوا لها صنماً بيده جوهر على
لون النار و له بيت خاص بنوه
باسمه و وقفوا عليه ضياعاً و قرايا
و له سدة وقوام فياتون البيت و
يصلون ثلاث كرات و ياتيه

لوگوں نے اس پر بہت سی جائیدادیں اور گاؤں وقف کئے ہیں، اس کی خدمت و حفاظت کرنے والے بہت سے پجاری ہیں۔ جو تھانہ میں تین بار آکر پوجا کرتے ہیں۔ بیمار اور مریض یہاں آکر روزہ رکھتے ہیں۔ پوجا کرتے ہیں اور شفا و حصول صحت کی دعا کرتے ہیں۔

(چاند کو پوجنے والے) یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ چاند فرشتہ ہے اور عظمت و عبادت کا مستحق ہے۔ اس سفلی عالم کی تدبیر اور اس کے جزئی معاملات کا انتظام اسی کے سپرد ہے، اسی سے چیزیں پکتی، بنتی ہیں، یہ لوگ جندر یجینیہ (چندر بھگتیہ) یعنی چاند کے پجاری کہے جاتے ہیں، ان کا طریقہ یہ ہے کہ انہوں نے چاند کی شکل کا ایک ست بنایا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک

اصحاب العلل والامراض فیصومون له و یصلون و یدعون و یتشفون به

(عبدة القمر) زعموا ان القمر ملك من الملائكة يستحق التعظیم والعبادة والیه تدبیر هذا العالم السفلی والامور الجزئیة فیہ ومنه نضج الاشیاء المتکونة واتصالها الی کمالها و بزیادته و نقصانه (۱) وهؤلاء یسمون الجندر یجینیة ای عباد القمر و من سنتهم ان اتخذوا صنما علی صورة (۲) جوهر و بیدالصنم جوهر و من

(۱) کذابالاص و فی نہایة الارب و ما یأتی بعد۔

”و بزیادته و نقصانه تعرف الازمان والساعات و هو تلوالشمس: و قرینها، و

منہا نور و بالنظر انہا زیادته و نقصانه“ و العبارة واضحة کما تری (ض)

(۲) کذاباً بالمشخة التي نقلتها و ذکر محشی نہایة الارب فی حاشیتها الذی فی الشہرستانی صنما علی

صورة عجل و بید الصنم الخ و فی اصله ”صنما علی عجلة تبحر اربعة و بید جوهر“ (ض)

جوہر ہے، ان کے مذہب میں چاند کو
 سجدہ کرنا، اس کی پوجا کرنا اور ہر مہینہ
 کے وسط (چودھویں) میں برت رکھنا
 داخل ہے اور برت اس وقت ختم
 کرتے ہیں۔ جب چاند طلوع ہو جاتا
 ہے چاند کے طلوع ہو جانے کے بعد
 اس مت کے پاس کھانا، شراب اور
 دودھ لیجاتے ہیں اور چاند کی طرف
 نظریں اٹھا کر اس سے اپنی مرادیں
 مانگتے ہیں، چاند (۲) دیکھنے کے بعد
 چھتوں پر چڑھ کر خور جلاتے، دعائیں
 مانگتے اور شوق و ذوق کا اظہار کرتے
 ہیں، پھر چھتوں سے اتر کر شراب و
 کباب اور عیش و عشرت میں مشغول
 ہو جاتے ہیں۔ اور چاند کی طرف
 نہایت خندہ جبینی سے دیکھتے ہیں
 اور نصف مہینہ میں جب وہ برت سے
 فارغ ہوتے ہیں تو چاند اور مت کے
 سامنے رقص و سرود اور لہو و لعب میں
 لگ جاتے ہیں۔

دينهم ان يسجدوا له و يعبدوه و ان
 يصوموا النصف من كل شهر ولا
 يفطروا حتى يطلع القمر ثم ياتون
 صنمه بالطعام والشراب واللبن ثم
 يرغبون و ينظرون الى القمر
 ويسألونه عن حوائجهم فاذا
 استهل الشهر علوا السطح و
 ايقنوا () . . . حين و دعوا عند رايته
 و رغبوا اليه ثم نزلوا عن السطوح
 الى الطعام و الشراب و الفرح و
 السرور ولم ينظروا اليه الا على
 وجوه حسنة و في نصف الشهر
 اذا فرغوا من الافطار اخذوا في
 الرقص والنعب و المعازف بين
 يدي الصنم و القمر۔

(بتوں کے پجاری) جن گرو ہوں

(عبدة الصنام) اعلم ان الاصناف

(۱) اظنه غلطاً و الصحيح او قدوا كما هو في نهاية الارب انظار (ص ۵۷)۔ جلد ۱:

(۲) ان ندیم کے بیان کے مطابق یہ پہلی اور چودھویں تاریخ کو کرتے ہیں۔

کے مذاہب کا ہم نے ذکر کیا ہے وہ سب کے سب آخر کار مت پرستی ہی پر متستی ہوتے ہیں، اس لئے کہ ان سب کا مشترک طریقہ یہی ہے کہ وہ ایک شخص کو حاضر مان کر اس کی طرف دیکھتے اور اس کے سامنے جھکتے ہیں۔ اسی بنا پر روحانیت اور ستاروں کے ماننے والوں نے ایسے مت بنائے ہیں جن کے متعلق ان کا عقیدہ ہے کہ وہ بالکل ستاروں کی شکل کے ہیں۔

التي ذكرنا مذاهبهم يرجعون
آخر الامر الى عبادة الاصنام اذا
كان لا يستمر لهم طريقة الا
بشخص حاضر ينظرون اليه و
يعكفون عليه ومن هذا اتخذت
اصحاب الروحانيات والكواكب
اصناماً زعموا انها على صورتها
.....

اور چونکہ یہ لوگ بتوں کی جانب متوجہ ہوتے ہیں اور خدا کی اجازت و لیل اور ثبوت کے بغیر ان سے اپنی حاجتیں وابستہ کرتے ہیں، اس لئے بتوں کی طرف ان کی توجہ عبادت اور ان سے حاجتوں کی طلب ان کی الوہیت کا اثبات ہے اور اس کا وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم لوگ تو ان کی پوجا محض تقرب الہی کے خیال سے کرتے ہیں، حالانکہ اگر یہ لوگ صرف بتوں کی صورتوں کے متعلق ربوبیت اور الوہیت کا اعتقاد رکھنے پر اکتفاء کرتے

لكن القوم لما عكفوا على
التوجه اليها وربطوا حوائجهم بها
من غير اذن وحجة و برهان و
سلطان من الله تعالى كان
عكوفهم ذالتي عبادة و طلبهم
الحوائج منها اثبات الهية لها و عن
هذا كانوا يقولون ما نعبدهم الا
ليقربونا الى الله زلفى، فلو كانوا
مقتصرين على صورها في اعتقاد
الربوبية والالهية لما تعدوا عنها
الى رب الارباب

(ص ۲۵۲)

(۱) کہ جس شخص نے اپنی دولت کو خیرات میں خرچ کر لیا، اسے (Vriksha) کہتے ہیں، اور یہ

پنجہ ایک سو تہ (۱) (تختہ سبز)
 کمر فرخ کی اس کمرہ سے تعلق ہے
 کمرہ چھوٹا ہے، اور کمرہ کی اس طرف
 سے دروازہ ہے۔ کمرہ کی اس طرف سے
 دروازہ ہے۔ کمرہ کی اس طرف سے
 دروازہ ہے۔ کمرہ کی اس طرف سے

۱- تہذیب و تمدن
 ۲- تاریخ و جغرافیہ
 ۳- ادب و فنون
 ۴- علوم و فنون
 ۵- معاشیات و تجارت
 ۶- قانون و عدلیہ
 ۷- طب و صحت
 ۸- ہنر و صنعت
 ۹- موسیقی و فنون
 ۱۰- کھیل و ورزش

يُتَفَقَى -
 أيضا حتى الحاحه و يسأله الله
 عنده الايام لا يذوق شيئا يضيق
 اعطاني كذا و منهم من ياتيه و يقيم
 يقول له فيما يسأل و جزي قلاية و
 حاجات الدنيا حتى ان الرجل
 يستجدون له هناك و يطلبون
 هذا المسلم ياتونه من كل موضع و

هذا الصنم ياتونه من كل موضع و يسجدون له هناك و يطلبون حاجات الدنيا حتى ان الرجل يقول له فيما يسئل زوجنى فلانة و اعطنى كذا و منهم من ياتيه و يقيم عنده الايام لا يذوق شيئاً يتضرع اليه و يسئله الحاجة حتى ربما يتفق-

اور ماننے والے روز تین مرتبہ آکر سجدہ اور طواف کرتے ہیں، ان کے ایک استھان کا نام ”اختر“ ہے جس میں اسی طرح کا ایک اور بہت بڑا مت ہے لوگ ہر مقام سے یہاں آکر اس کا سجدہ کرتے ہیں۔ اور اس سے دنیوی مرادیں پوری ہونے کی دعائیں کرتے ہیں یہاں تک کہ لوگ اس سے یہ بھی کہتے ہیں کہ فلاں عورت سے میری شادی کرادے۔ اور فلاں چیز مجھے دے دے، بعض لوگ اس کے پاس آکر کئی دنوں تک قیام کرتے ہیں اور اس مدت میں کچھ کھائے پئے بغیر اس سے الحاح و زاری کرتے ہیں، مرادیں مانگتے ہیں۔ بعض مرادیں پوری بھی ہو جاتی ہیں۔

(البر کسہیکہ) من سنتهم ان يتخذوا لاتفسهم صنما يعبدونه و يقربون له الهدايا و موضع تعبدهم له ان ينظروا الى باسق الشجر و ملتفه مثل الشجر الذی یکون فی

(بر کسہیکہ) (۱) یہ لوگ اپنے لئے ایک مت بنا کر اس کی پوجا کرتے ہیں اور اس کے لئے نذر و نیاز چڑھاتے ہیں، ان کی عبادت گاہ بلند اور گھنے پہاڑی درختوں کے پاس ہوتی ہے۔ چنانچہ

(۱) برکش بھگت یعنی درخت کے پجاری، سنسکرت میں درخت کو وریکشا (Vriksha) کہتے ہیں، فارسی میں ”واو“ کو ”ب“ سے بدل دیا گیا ہے۔ (ض)

تلاش کر کے عبادت گاہ کے لئے ایسی جگہ کا انتخاب کرتے ہیں جہاں پہاڑی درخت ہوتے ہیں اور وہ مت کو لے کر کسی بڑے درخت کے پاس آتے ہیں اور وہاں کوئی ایسی جگہ تلاش کرتے ہیں جہاں سوار ہو کر جاتے ہیں، اور اس درخت کے ارد گرد طواف کرتے اور سجدہ کرتے ہیں۔

(دھکیتیہ) (۱) ان کا طریقہ یہ ہے کہ عورت کی شکل کا ایک مت بنا کر اس کے سر پر تاج رکھتے ہیں اور اس مت کے کئی ہاتھ ہوتے ہیں اور سال میں ایک دن جب رات دن اور سورج اور چاند برابر ہوتے ہیں اور سورج میزان میں داخل ہوتا ہے ان کے توار کا دن ہوتا ہے، اس دن وہ اسی مت کے سامنے ایک لمبی ٹٹی ماتے ہیں اور بھیر اور بھریوں کی قربانیاں کرتے ہیں۔ یہ لوگ جانوروں کو ذبح کرنے کے بجائے ان کی گردنیں تلوار سے کاٹ دیتے ہیں۔ اور اگر آدمیوں کو پا جاتے ہیں تو انہیں بھی دھوکہ سے قربانی کے لئے

الجبال فیلتمسون منها احسنها و اطوالها فيجعلون ذالك الموضع موضع تعبدهم ثم ياخذون ذالك الصنم فياتون شجرة عظيمة من تلك الشجرة فينقبون فيها موضعاً يركبونه فيها فيكون سجدتهم وطوافهم نحو تلك الشجرة۔

(ص ۲۵۳، ۲۵۴)

(الدھکینیۃ) من سنتهم ان ياخذوا صنما على صورة امرأة و فوق رأسه تاج وله ایدی كثيرة ولهم عيد فی يوم من السنة عند استواء الليل و النهار والشمس والقمر ودخول الشمس فی الميزان فيتخذون فی ذالك اليوم عريشا عظيما بين یدی ذالك الصنم و يقربون اليه القرابين من الغنم وغيرها لا يذبحونها ولكن يضربون اعناقها بين یدیہ بالسيوف و يقتلون من اصابوا من الناس قربانا بالفيلة (۲) حتی ينقضی عيدهم وهم مسيئون عند عامة اهل الهند

(۱) غالباً ان ہی کو درگا (Durga) کا پجاری کہا جاتا ہے۔

بِسَبَبِ الْفِيلَةِ (۱)

قتل کر ڈالتے ہیں۔ یہاں تک کہ عید کا دن ختم ہو جاتا ہے، یہ عام ہندوؤں کے نزدیک دھوکہ سے جان مار ڈالنے کی وجہ سے بہت برے سمجھے جاتے ہیں۔

(الجدھمکیہ) ای عباد الماء

(جلہجیہ) یعنی پانی پونے والے ان کا خیال ہے کہ پانی ایک فرشتہ اور ہر چیز کی اصل و بنیاد ہے۔ ہر چیز کی پیدائش، نشوونما، بقاء، پاکیزگی، تعمیر اسی پر موقوف ہے اور دنیا کے ہر کام کے لئے پانی ضروری ہے اور جب ان میں سے کوئی شخص پانی کی پوجا کرنا چاہتا ہے تو وہ بالکل برہنہ ہو جاتا ہے اور صرف شرمگاہ پر ایک لنگوٹ باندھتا ہے اور گلے کے برابر پانی میں گھس کر ایک گھنٹہ یادو گھنٹہ یا اس بھی زیادہ اس میں رہتا ہے اور جتنا ناز و لے جاسکتا ہے لے جا کر اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے پانی میں ڈالتا اور کچھ پڑھتا اور جیتا بھی جاتا ہے اور جب پانی سے باہر آتا

یزعمون ان الماء ملك و معه ملائكة و انه اصل كل شئ و به ولادة كل شئ و نمو و نشو و بقاء و طهارة و عمارة و ما من عمل في الدنيا الا و يحتاج الى الماء فاذا اراد الرجل (۲) عبادته تجرد و ستر عورة ثم دخل الماء حتى وصل الى حلقه (۳) فيقيم ساعة او ساعتين او اكثر و ياخذ ما امكنه من الرياحين فيقطعها صغارا يلقي فيه بعضه بعد بعض و هو يسبح و يقرء فاذا اراد الانصراف حرك الماء بيده ثم اخذ منه فيقطر به (۴) رأسه و وجهه و سائر جسده خارجا

(۱) یہ لفظ غلط معلوم ہوتا ہے صحیح لفظ غیلہ ہوگا۔ (ض)

(۲) وفي نہایت الارب ”فاذا اراد الرجل منعم“

(۳) وفي نہایت الارب ثم دخل الماء حتى يصل الى وسطه

(۴) وفي نہایت الارب فنقط عمی رأسه و وجهه الخ (ض)

ثم سجد انصرف

(ص ۲۵۵)

چاہتا ہے تو اسے ہاتھ سے حرکت دے
کر تھوڑا سے پانی لے کر سر، چہرہ اور
پورے جسم پر چھڑکتا ہے اور سجدہ
کر کے باہر نکل آتا ہے۔

(الکنواطریہ) یعنی آتش پرست،
یہ لوگ آگ کو سب سے بڑے جرم اور
سب سے وسیع خیر والا عنصر، سب سے
زیادہ روشن اور سب سے لطیف جسم
تصور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ
سارے طبائع سے زیادہ اس کی
ضرورت ہوتی ہے اور دنیا میں آگ ہی
کی وجہ سے روشنی، زندگی، نمو اور ہر
چیز کا قیام ہے، ان کی عبادت کا طریقہ
یہ ہے کہ زمین میں ایک چوکور گڈھا
کھود کر اس میں آگ بھڑکاتے ہیں اور
پھر اس سے قرمت اور حصول برکت کی
غرض سے لذیذ ترین کھانے، لطیف
شرابیں، عمدہ کپڑے، بہترین
خوشبوئیں، اور نفیس ترین جواہر اس
میں ڈالتے ہیں، البتہ ہندو زاہدوں کی
ایک جماعت کے برعکس اس آگ میں
آومی کو جلانا حرام سمجھتے ہیں۔

اس مذہب کو اکثر ہندو راجہ اور

(الکنواطریہ) ای عباد النار
زعموا ان النار اعظم العناصر جرماً و
اوسعها خيراً و اعلاها مكاناً و اشرفها
جوہراً و انورها ضياءً و اشراقاً و
الطفها جسماً و كياناً و الاحتياج اليها
اكثر من الاحتياج الى سائر الطبائع و
لا نور في انعام الالبها و لا حياة و لا
نمو و لا انعقاد الا بممازجتها و انما
عبادتهم لها ان يحفروا اخدوداً مربعاً
في الارض واججوا النار فيه ثم لا
يدعون ضعافاً لذیذاً و لا شراباً لطيفاً
و لا ثوباً فاخراً و لا عطراً فائحاً و لا
جوہراً نفيساً الا طرحوها فيه تقرباً
اليها و تبركاً بها و حرموا لقاء
النفوس فيها و احراق الابدان بها
خلافاً لجماعة اخرى من زهاد الهند
(ص ۲۵۵)

و على هذا المذهب اكثر ملوك

اکابر مانتے ہیں، وہ آگ کی انتہائی تعظیم کرتے ہیں، اور اسے تمام موجودات پر ترجیح دیتے ہیں، ان میں سے زائد و عابد لوگ آگ کے ارد گرد دیرت رکھ کر اور اپنا منہ بند کر کے بیٹھ جاتے ہیں تاکہ مجرم کے سینے سے نکلی ہوئی سانس ان کی سانس تک نہ پہنچنے پائے، یہ لوگ دوسروں کو پسندیدہ اخلاق اختیار کرنے کی ترغیب دیتے ہیں اور بری عادتوں، جھوٹ، حسد، کینہ جھگڑا، برائی لالچ سے روکتے ہیں، اور جب آدمی ان بری عادتوں سے کنارہ کش ہو جاتا ہے، تو آگ کے قریب جا کر تقرب حاصل کرتا ہے،

ہندوستان کے حکماء یونانی حکیم فیثاغورس کے ایک شاگرد نے جس کا نام قلائوس تھا، حکمت و فلسفہ کی تحصیل اس سے کی، پھر ہندوستان کے ایک شہر میں آکر فیثاغورس کے خیالات کی اشاعت کی، یہاں ایک شخص برہمن نے جو جوہر طبع، نگاہ تنقید، سلامت فکر و اصابت رائے میں مشہور اور وہ عالم علوی کے ادراک و معرفت کی

الہند و عظمائہا يعظمون النار لجوهرها تعظيما بالغاً يقدمونها على الموجودات كلها و منهم زهاد و عباد يجلسون حول النار صائمين (۱) يسدون منافسهم حتى لا يصل اليها من انفسهم نفس صدر عن صدر محرم و سنتهم الحث على الاخلاق الحسنة و المنع من اضرارها و هي الكذب و الحسد و الحقد و اللجاج و البغى و الحرص و البطر ماذا تجرد الانسان عنها قرب من النار و تقرب اليها،

(حکماء الہند) کان لفیثا غورس الحکیم الیونانی تلمیذ یدعی قلائوس قد تلقی الحکمة منه و تلمذ له ثم صار الی مدینة من مدائن الہند و اشاع فیہا رأی فیثاغورس و کان برحمن و جل جید الذہن ناقد البصر صائب الفکر راغباً فی معرفة العوالہ العلویة قد اخذ من قلائوس الحکیم

(۱) مجرم فی نیت آخری

طرف زیادہ راغب تھا۔ قلائس حکیم سے حکمت حاصل کی اور اس کے علم و فن سے استفادہ کیا اور اس کی وفات کے بعد سارے ہندوستانیوں کا سردار بن گیا، اور عام لوگوں کو لطافت اجسام اور تہذیب نفوس کی طرف مائل کیا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ جو آدمی اپنے نفس کی تہذیب اور اس گندے عالم سے جلد نکل جانے کی کوشش کرے گا۔ اور اپنے بدن کو دنیا کی گندگیوں سے پاک رکھے گا، اس کے لئے ہر چیز آشکارا ہو جائے گی ہر غائب چیز کا مشاہدہ اور ہر دشواری پر وہ قابو حاصل کرے گا اور وہ نہایت خوش و خرم اور لطف و لذت کے ساتھ رہا کرے گا، اسے کبھی گھبراہٹ اور پریشانی نہ ہوگی۔ اور نہ تکان اور کرب محسوس کرے گا، جب اس نے ان لوگوں کے لئے راستہ صاف کر دیا اور اس کی قطعی دلیلیں بیان کر دیں تو انہوں نے سخت مجاہدہ کرنا شروع کیا۔ وہ یہ بھی کہتا تھا کہ اس دنیا کی لذتوں کے ترک ہی سے عالم علوی سے تمہارا

حکمت و استفادہ منہ علمہ و صنعتہ فلما توفی قلائس تراس برحمن علی الہند کلہم فرغب الناس فی تلطیف الابدان و تہذیب الانفس و کان یقول ای امرء ہذب نفسہ و اسرع فی الخروج من هذا العالم الدنس و طہر بدنہ من اوساخہ ظہر لہ کل شئ و عاین کل غائب و قدر علی کل متعذر و کان مجبوراً مسروراً ملتذا عاشقاً لایمل و لایکل و لایمسہ نصب و لا لغوب فلما نہج لہم الطريق و احتج عہدہم بالحجج المقنعة اجتہدوا اجتہاداً شدیداً و کان یقول ایضاً ان ترک لذات هذا العالم هو الذی ینحقکم بذلک العالم حتی تقتصوا بہ و تنخرطوا فی سلکہ و تخلدوا فی لذاتہ و نعیمہ فدرس اہل الہند هذا القول و رسخ فی عقولہم ثم توفی عنہم برحمن و قد تجسم القول فی عقولہم لشدۃ الحرص و الحاق بذلک العالم افترقوا فرقتین ففرقة قالت ان التناسل فی هذا العالم هو الخطأ

رابطہ و تعلق ہو سکتا ہے اور اس کی لڑی میں منسلک اور اس کی لذتوں اور نعمتوں سے دائمی طور پر لذت اندوز ہو سکتے ہو، اسی نے اہل ہند کو یہ تعلیم دی، اور ان کے ذہنوں میں بٹھادی، چنانچہ جب اس کا انتقال ہو گیا تو عالم علوی سے اتصال کے ذوق و شوق کی بنا پر لوگوں کے ذہن میں یہ تعلیم پیوست ہو چکی تھی، پھر ان کے دو گروہ ہو گئے، ایک گروہ کتا تھا کہ توالد و تاسل سے بڑھ کر اس دنیا میں کوئی غلطی نہیں، اس لئے کہ یہ جسمانی لذت کا نتیجہ اور شہوانی نطفہ کا ثمرہ ہے جو حرام ہے اور لذیذ کھانے، عمدہ شرابیں اور وہ تمام چیزیں جو شہوت اور لذت حیوانی کو برائیگیئت اور نفس بھیمکی میں نشاط پیدا کریں حرام ہیں، اس لئے وہ صرف اتنی مختصر غذا پر اکتفا کرتے تھے، جو سدر مق کا کام دے، اور جسم کو قائم و برقرار رکھ سے، ان میں سے بعض لوگ تو تھوڑا کھانا بھی مناسب نہیں سمجھتے، تاکہ عالم علوی سے جلد سے جلد ان کا اتصال ہو جائے اور بعض لوگ

الذی لا خطاً بین منہ اذہو
نتیجۃ اللذۃ الجسمانیۃ و ثمرۃ
النطفۃ الشہوانیۃ فہو حرام و ما
یؤدی الیہ من الطعام اللذیذ
والشراب الصافی و کل ما یھیج
الشہوۃ واللذۃ الحیوانیۃ و ینشط
النفوس البہیمیۃ فحرام ایضاً
فاکتفوا بالقلیل من الغذاء علی
قدر ما یثبت بہ ابدانہم و منہم
من کان لا یری ذلک القلیل ایضاً
لیکون لحاقہ بالعالم الاعلی
اسرع و منہم من اذا رای عمرہ
قد تدنس القی نفسہ فی النار
تزکیۃ لنفسہ و تطہیراً لبدنہ و
تخلیصاً لروحہ منہم من یجمع
ملاذ الدنیا من الطعام و الشراب
و الکسوة فیمثلہا نصب عینیہ
لکی یراہا البصر و یتحرک نفسہ
البہیمیۃ الیہا فیشتا قہا و یشتہیہا
فیمنع نفسہ عنہا بقوة النفس
المنطقیۃ حتی یریل البدن و
تضعف النفس و تفارق لضعف
الرباط الذی کان یربطہا بہ و اما
الفریق الآخر فانہم کانوا

جب دیکھتے ہیں کہ ان کی زندگی کسی نجاست سے ملوث ہو گئی ہے تو اپنے نفس کے ترکیہ، جسم کی تطہیر اور روح کو پاک صاف کرنے کے لئے اپنے کو آگ میں ڈال دیتے ہیں اور بعض لوگ تمام دنیوی لذتوں مثلاً کھانے، پینے اور پہننے کی چیزوں کو جمع کر کے اپنی نظروں کے سامنے رکھتے ہیں، تاکہ جب ان پر نظر پڑے اور نفس بھیگی کو ان کی طلب اور اس کا شوق پیدا ہونے لگے تو نفسِ ناطقہ کی قوت سے اس کو روکیں، یہاں تک کہ اس کوشش میں بدن گھس جائے اور نفس کمزور ہو جائے اور جو بندھن جسم سے اس کا تعلق قائم رکھتے ہیں وہ بھی اتنے کمزور ہو جائیں کہ نفس جسم کا ساتھ چھوڑ دے، لیکن دوسرے آروہ توالد و تواسل، کھانا پینا اور تمام لذتوں سے استفادہ بقدر حق حلال سمجھتا ہے، لیکن بہت تھوڑے لوگ حق سے تجاوز کر کے طلب میں زیادتی کرتے ہیں دونوں فریق میں سے کچھ لوگ علم و حکمت میں فیثاغورس کے مسلک کو مانتے ہیں

یرون التناسل والطعام والشراب و سائر اللذات بقدر الذی ہو طریق الحق حلالاً و قلیل منهم من يتعدى عن الطريق و يطلب الزیادة وکان قوم من الفريقین سنکوا مذهب فیثاغورس من الحکم والعلم فتلطفوا حتی صاروا یظهرون علی ما فی انفس اصحابهم من الخیر و الشر ویخبرون بذلك فیزیدهم بذلك حرصاً علی ریاضة الفکر و قهر النفس الامارة بالسوء واللحوق بما لحق به اصحابهم و مذهبهم فی الباری تعالیٰ انه نور محض الا انه لا یس جسداً ما یستتر لئلا یراه الا من استأهل رؤیته و استحقها کأنذی ینس فی هذا العالم جسد حیوان فاذا خعه نظر الیه من وقع بصره علیه و اذا لم ینسہ لم یقدر احد من النظر الیه۔

اور ایسی تلطیف (وریاضت) کرتے ہیں۔ کہ اپنے ، تہیوں کے برے تھے خیالات پر مطلع ہو جاتے ہیں اور ان کو بتا دیتے ہیں اس سے ان کو نعرہ ریاضت اور انفس امارہ کو مقہور کرنے اور اس چیز سے بچنے کی حرص بڑھ جاتی ہے جس سے ان کے سنا تھی جاتے ہیں ، اللہ تعالیٰ کے متعلق ان کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ ایک نور اور ایسے لباس میں مستور ہے کہ اس کو صرف اس کی رویت کے اہل اور مستحق ہی دیکھ سکیں گے ، مثلاً اس دنیا میں ایک شخص کسی دیوان کی کمال پہن لیتا ہے۔ ان کو پہننے کی حالت میں جس شخص کی نظر اس پر پڑتی ہے وہ اس کو دیکھ سکتا ہے ، لیکن جب وہ کھال نہ پہنے ہو تو کسی کو تاب نظر نہیں ہوتی۔

یہ لوگ دنیا میں اپنے کو قیدی سمجھتے ہیں اور جو شخص انفس شہوانی سے جنگ کر کے اس کو لڑا نڈ دنیا سے روک دیتا ہے ، وہی عالم سفلی کی پستیوں اور داناتوں سے پاک اور نجات پاتا ہے اور جو نہیں روکتا ہے وہ دنیا

و یزعمون انہم کالسبا یافی
هذا العالم فان من حارب النفس
الشہویۃ حتی منعها عن ملاذھا
فہو الناجی من دنیات العالم
السفلی و من لم یمنعھا بقی اسیرا
فی یدھا و الذی تحارب هذا اجمع

کے ہاتھ میں قید رہتا ہے اور جو شخص ان سب چیزوں سے جنگ کر لیتا ہے، تو اس کو جبر، غرور، حرص و شہوت کو روک دینے اور ان مفسد و رذائل کی راہوں سے دور ہو کر جنگ کی قدرت حاصل کرتا ہے، جب سکندر اس ملک میں آیا اور ان سے جنگ کرنی چاہی تو اسے ان دونوں میں سے اس فریق کے شہر کو فتح کرنے میں سخت دشواری پیش آئی۔ جو اس دنیا کی لذتوں کا اعتدال سے استعمال کرتے ہیں جس سے جسم میں فساد نہ پیدا ہو، سکندر نے بڑی جدوجہد کے بعد اس شہر کو فتح کیا، اور ان میں سے اہل حکمت کی ایک جماعت کو قتل کر ڈالا۔ ان کی لاشیں اس طرح پڑی معلوم ہوتی تھیں، جس طرح عمدہ قسم کی مری ہوئی مچھلی صاف پانی میں نظر آتی ہے، یہ کیفیت دیکھ کر انہیں اپنے فعل پر ندامت ہوئی۔ اور باقی لوگوں کو قتل کرنے سے باز رہے، دوسرے گروہ کو جو از دواج اور توالد و تناسل اور جسمانی خواہشات کو برا سمجھتا تھا، اس نے سکندر

فانما يقدر على محاربتها بنفى التحيز والعجب و تسكين الشهوة، والحرص والبعد عما يدل عليها و يوصل اليها ولما وصل الاسكندر الى تلك الديار و اراد محاربتهم صعب عليه افتتاح مدينة احد الفريقين و هم الذين كانوا يرون استعمال اللذات فى هذا العالم بقدر القصد الذى لا يخرج الى فساد البدن فجهد حتى افتتحها و قتل منهم جماعة من اهل الحكمة فكانوا يرون جثث قتلاهم مطروحة كانها جثث المسك الخسافى النقية التى فى الماء الصافى فلما رأوا ذلك ندموا على فعلهم وامسكوا عن الباقيين و اما الفريق الثانى الذين زعموا ان لا حير فى اتخاذ النساء والرغبة فى النسل ولا فى شئ من الشهوات الجسدانية كتبوا الى الاسكندر كتابا مدحوه فيه على حب الحكمة وملاسة العلم و تعظيم اهل الراى والعقل والتمسوا منه حكيماً يناظرهم فنفذ اليهم واحداً

کو ایک خط لکھا جس میں سکندر کی حکمت پسندی، علمی قدردانی اور اہل عقل و رائے کی تعظیم و تعریف کی اور اس سے ایک حکیم کی خواہش کی، جو ان سے مناظرہ کرے، سکندر نے ایک حکیم ان کے پاس بھیجا، جس سے وہ لوگ علم و نظر اور عمل میں برتر و افضل ثابت ہوئے اس لئے سکندر نے ان کے شہر سے کوئی تعرض نہیں کیا، اور لوٹ گیا اور ان کو بڑے بڑے ہدیے اور عمدہ تحفے بھیجے، ان لوگوں کا کہنا ہے کہ جب حکمت و تدبیر کا اس دنیا میں بادشاہوں پر یہ اثر پڑتا ہے تو اس کے اثر کا اس وقت کیا حال ہوگا، جب وہ پوری توجہ اور شوق سے حاصل کی جائے، ان کے مناظرے ارسطو کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

من الحكماء فضلوہ بالنظر و فضلوہ بالعمل فانصرف الاسكندر عنهم و وجہہم جزائل سبۃ و ہدایا کریمۃ فقالوا اذا كانت الحکمة تفعل بالملوک هذا الفعل فی هذا العالم فكيف اذا البسناھا علی ما یجب لباسھا واتصلت بنا غایۃ الاتصال ومناظرۃھم مذکورۃ فی کتب ارسطو طالیس۔

ان کا قاعدہ ہے کہ جب وہ آفتاب کو روشن اور چمکتا ہوا دیکھتے ہیں تو اس کے سامنے سجدہ کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ تیری روشنی کتنی عمدہ، ولفریب اور دلکش ہے، نگاہوں کو مشاہدہ سے لذت اندوزی کی قدرت

و من ستھم اذا انظروا للشمس قد اشرقت سجدا والھا وقالوا ما احسنک من نور وما ابھاک و ما انورک لا تقدر الابصار ان تلتذ بالنظر الیک فان کنت انت النور الاول الذی لا نور فوقک فلك

الحمد والتسبيح وایاک نطلب و
 ایث نسعی لندرك المسكنی بقریب
 و ننظر الی ابداعت الاعلی و ان
 کان فوقك اعنی منك نوراً آخر
 انت معنور له فلهذا التسبیح و هذا
 الحمد له و انما سعینا و ترکنا
 جمیع لذات هذا العالم لتصیر
 مثلك و عالمك و نتصل
 بمساكنك اذا كان المغلول بهذا بیها
 و الجلال فكیف بالعنة یكون بهاؤها
 و جلالها و مجدھا و كمالھا فحق
 لكل طائفة ان یهجر جمیع اللذات
 فیظفر بالجوار بقربه و یدخل فی
 غمار جنده و حزبه۔

(ص ۲۶۴)

نہیں اگر تو ہی وہ نور اول ہے جس کے
 اوپر کوئی نور نہیں تو تو حمد و تسبیح کا
 سزاوار ہے، ہم تجھی سے سوال کرتے
 ہیں، تیری ہی طرف دوڑتے ہیں،
 تاکہ تیرا قرب حاصل ہو سکے، تیری
 اعلیٰ ایجادات کو دیکھ سکیں، اور اگر تجھ
 سے اوپر بھی کوئی تجھ سے بلند و برتر
 دوسرا نور ہے جس کا تو معلول ہے، تو
 وہ حمد و تسبیح کا مستحق ہے اور ہماری
 کوشش اور ترک لذات کا مقصد یہ ہے
 کہ ہم تیری طرح ہو جائیں، اور
 تیرے عالم اور تیرے مسکن سے مل
 جائیں اور جب معلول کی جلال و
 عظمت اور شان کا یہ حال ہے تو علت
 کے جلال و شان، عظمت اور مجد
 کمال کا کیا حال ہوگا۔ اس لئے ہر
 طالب کا حق یہ ہے کہ وہ تمام لذتوں
 سے کنارہ کش ہو جائے تاکہ اسے اس
 کی بارگاہ میں قرمت اور اس کی فوج اور
 جماعت میں داخل ہونے کا شرف
 حاصل ہو جائے۔

قاضی رشید بن زبیر

۱۲۶۲ھ

قاضی رشید بن زبیر پانچویں صدی کے ممتاز عالم اور کئی اہم کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان کی تصانیف میں ایک کتاب کتاب الذی یزوالہم بھی ہے، جسے حال ہی میں ڈاکٹر حمید اللہ اور ڈاکٹر صلاح الدین المنجد نے ایڈٹ کر کے شائع کیا ہے، اشاعت کا خرچ حکومت کویت نے برداشت کیا ہے۔

قاضی رشید ایک مدت تک سلطنت آل ہویہ کے معروف حکمران ابو کالیجار کے دربار سے وابستہ رہے، اس کے انتقال کے بعد فاطمین مصر کے پاس چلے گئے اور وہیں پوری زندگی ختم کر دی اور وہیں انہوں نے مذکورہ کتاب لکھی جس میں مسلمان حکمرانوں اور دوسرے ممالک کے حکمرانوں کے تعلقات وغیرہ پر روشنی ڈالی ہے۔ چونکہ ان کا تعلق مختلف مسلمان حکمرانوں سے رہا ہے اس لئے مسلمان حکمرانوں اور دوسرے غیر مسلم ممالک مثلاً ہندوستان اور چین وغیرہ کے حکمرانوں کے تعلقات اور ان کے ہدایا و تحائف کے تبادلہ کی بعض ایسی تفصیلات اس میں موجود ہیں جو دوسری کتابوں میں نہیں ملتیں، جو حصہ ہندوستان سے متعلق ہے وہ یہاں درج کیا جاتا ہے۔

رشید کی تاریخ ولادت اور وفات باوجود تلاش و جستجو کے نہ مل سکی لیکن کتاب کے بعض مندرجات اور قرائن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کتاب ۱۲۶۲ھ کے لگ بھگ لکھی گئی ہے۔

کتاب الذخائر والتحف

ہندوستان کے کسی راجہ نے
کسری انوشیرواں کو حسب ذیل چیزیں
ہدیہ بھیجیں: (۱) ایک ہزار سیر عمدہ
عود ہندی جو آگ دکھانے پر موسم کی
طرح پکھل جاتی تھی، (یعنی نرمی کی
وجہ سے اس میں دھواں نہیں ہوتا تھا)
اگر اس پر مہر لگائی جاتی تو حروف
نمایاں ہو جاتے تھے، (۲) سرخ یا قوت
کا ایک پیالہ جس کا قطر ایک بالشت تھا
اور وہ موتیوں سے لبریز تھا (۳) دس
سیر کافور کی ڈالیاں جو پستے کے بقدر اور
اس سے بڑی تھیں (۴) ایک
خوبصورت لونڈی جس کا قد سات
ذراع سے زیادہ تھا۔ اس کی پلکیں
رخساروں کو چھوتی تھیں، اس کی

هدية مذت الہند ایضاً (الی کسری
نو شیروان) و اهدی الیہ الف منا
من لعود الذی یدوب فی النار
کالشمع و یختم علیہ فتبین
الکتابة و جام یاقوت احمر فتحہ
شبر فی شبر مملوءاً دراً و عشرة
امنان کافور کالفستق و اکبر و
جارية طولها سبعة اذرع تضرب
اسفار عینہا خدیہا و کان یتبین
لمعان البرق من بیاض مبہما
مقرونة الحواجب لہا ظفائر شعر
تجررہا و فرشامن جلود الحیات
الی من الحریر و احسن من
الوشی و کتہ بہ کان بالدر والذهب
فی احاء شجر الکاذی (۱)

(۱) مسعودی نے کاڈی کے جائے کافور کا لفظ لکھا ہے، پھر لکھا ہے،

یہ عجیب و غریب خوش رنگ، خوبصورت اور
خوشبو دار پودا ہے جس کو اہل چین خط و
کتابت کے لئے استعمال کرتے تھے۔

وہ نوع من السات عجیب ذولون
حسن و ریح طيبة تنکاتب فیہ الصين

آنکھوں کی سفیدی میں تخیل کی چمک
تھی، ابرو ملے ہوئے اور پیوستہ تھے،
اس کی چوٹیاں زمین پر لگتی تھیں،
(۵) سانپ کی کھال کا ایک فرش جو
ریشم سے بھی زیادہ نرم اور نرمہ
چھینٹوں سے بھی زیادہ خوش رنگ تھا،
ان ہدایا کے ساتھ اس نے جو خط لکھا
تھا۔ وہ کاڈی کے درخت کی چھال پر
موتی اور سونے کے پانی سے کھنسا
تھا۔

(ص ۳-۴)

وقد كان منك التبت (۱) ايضاً
كتب اليه و اهدى له من
معسكره و كان منك التبت منازل
لعدونه۔ منة بتسية مدهنة و الفمنا
ميسكا (۲)
خاقان تبت نے بھی کہہ ی کی
خدمت میں اپنے لشکر گاہ سے یعنی دب
کہ وہ کسی دشمن کے مقابلہ میں تھا۔ یہ
چیزیں ہدیہ بھیجیں (۱) سوعود سمری
تبتی زر ہیں۔ (۲) ایک ہزار سیر مشک

(۱) ابن حوقل، بخاری اور یعقوبی وغیرہ کے بیان کے مطابق تبت جغرافیائی حیثیت سے ہندوستان کا
جزء تھا۔ اس لئے یہاں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۲) مسعودی نے مروج الذهب میں اور بیرونی نے تہماہر میں اس کی مزید تفصیل کی ہے۔

واهدى له من عجائب ما يحصل من
ارض تبت منها ماء جوشن تبتية و
مائة قصعة تحافيف و مائة ترس تبتية
مذهبة و اربعة آلاف منا من المسك
اس نے تبت کے بہت سے عجائب اس کے پاس
ہدیہ کیجئے، ان ہی سوعود تبتی زر ہیں، تحافیت کے
سو ٹکڑے سو سمری ڈھالیں چار ہزار من شری
مشک جو ابھی نافہ سے نکالی بھی نہیں گئی تھی۔

الخزائنی فی نوافج غزلانہ (مروج الذهب ج ۲ ص ۲۰۲، ۲۰۳) (تہماہر ص ۷۱)

ہندو راجہ کا تحفہ والی سندھ کو

و ذکر المداغنی ان ملک الهند
 اهدی الی الجنید بن عبدالرحمن
 ابام ولایة السند فی خلافة هشام
 بن عبدالملک ناقة مرصعة
 بالجوهر قد منئت اخلافها لؤلؤا
 ونجرها لافوتا احمر علی عجل من
 فصم اذا ترک علی الارض
 نحرکت العجل فمشت الناقة
 فعت بها الجنید الی هشام
 فاستحسنها ثم ان الذی جاء بها
 بزل اخلافها فانتشر اللؤلؤ فی عمبة
 ذهب کانت معه وفن عنقها
 فسل الباقوت منه کانه الدم
 فاعجب بها هشام و جمیع من
 کان فی مجلسه و لم تزل فی
 خزائن بنی امیة حتی صارت الی
 بنی عباس۔

(ص ۱۴-۱۵)

مدائن کا بیان ہے کہ ہندوستان
 کے راجہ نے ہشام بن عبدالملک کے
 زمانہ خلافت میں والی سندھ جنید بن
 عبدالرحمن کے پاس ہمیروں سے
 مرصع ایک اونٹنی بھیجی جس کے تھن
 میں موتی اور گردن میں سرخ یاقوت
 بھرے ہوئے تھے، یہ اونٹنی چاندی کی
 ایک گاڑی پر رکھی گئی تھی، جب وہ
 زمین پر رکھ دی جاتی تھی، تو حرکت
 کرنے لگتی اور اونٹنی بھی چلنے لگتی تھی،
 جنید نے یہ قیمتی تحفہ ہشام کے پاس بھیج
 دیا۔ جسے اس نے بھد پسند کیا جو آدمی
 اس کو لے کر گیا تھا اس نے اس میں
 راس کر دیا تو اس کے اندر جس قدر
 موتی تھے وہ ایک سونے کے ڈبے میں
 گر گئے، یہ طلائی ڈبہ وہ آدمی اپنے ساتھ
 لایا تھا، یہ تماشا دیکھ کر ہشام اور
 حاضرین دربار بہت متعجب ہوئے، یہ
 اونٹنی بنی امیہ کے خزانہ شاہی میں
 رکھ دی گئی، اور جب حکومت بنو عباس
 کو ملی تو یہ ان کے پاس پہنچی

ہندو راجہ کا تحفہ ہارون رشید کو

ہندوستان کے ایک راجہ نے ہارون رشید کے پاس بہت سے بیش قیمت تحفے بھیجے جن میں ایک زمرہ کی چھڑی بھی تھی جو ایک ہاتھ سے زیادہ لمبی تھی، اس کی مونڈھ کے اوپر یا قوت سرخ کی ایک چڑیا بنی ہوئی تھی، جس کی نفاست و لطافت کا اندازہ کرنا مشکل ہے، ہارون رشید نے یہ چھڑی اپنی بیوی زبیدہ بنت جعفر کو دے دی جو وراثت میں منتقل ہو کر امین کے پاس آئی پھر اس کے (غالباً قتل کے بعد) بھائی مامون کو ملی اور دونوں کے بعد معتصم کے قبضہ میں آئی، ایک دن کا واقعہ ہے کہ معتصم سر مستی کی حالت میں مجلس میں اپنے خاص ندیموں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک ہاتھ سے زیادہ لمبی زمرہ کی ایک چھڑی تھی اس نے اس چھڑی کو حاضرین کے سامنے ڈالتے ہوئے پوچھا، تم میں سے کوئی اس چھڑی کو پہچانتا ہے۔ ہر شخص نے لا علمی ظاہر کی، جب عبداللہ بن

و اھدی بعض ملوک الہند الی الرشید بالہ ہدایا جبیلۃ فی جملتها قضیب زمرہ اطول من الذراع و عنی راسہ تمثال طائر من یاقوت احمر لا قدر لہ من النفاسۃ فوہبہ لام جعفر زبیدۃ بنت جعفر زوجتہ و انتقل منها الی الامین بالہ ثم الی اخیه المامون ثم صار الی المعتصم بالہ ثم الی جعفر و جعفر الی المعتصم بالمدینۃ فشرب و عندئذ فصرح انہم قضیب زمرہ کان فی یدہ ضوہ اکثر من ذراع و قال هل فیکم من یعرف هذا القضیب ؟ فکل نظر الیہ و قال لا اعرفہ حتی صار الی عبداللہ بن محمد المسحوع فقال نعم یا امیر المؤمنین۔ هذا قضیب اھلہ الامک الہند الی الرشید فجملۃ ہدایا انفذھا الیہ فوہبہ الرشید الی زبیدۃ و ہتہ زبیدۃ لابی و ہو صبی فکان یععب بہ و کان علی راسہ طائر یاقوت احمر فیستہ ماء الف دینار و نلت اراہ فامر المعتصم

بطلبه و تواعد الخزان بالقتل ان لم
يحضره من ساعته فطلب وركب
عنى القضيب من ساعته وجاؤا به
اليه (ص ۲۰-۲۱)

محمد مخلوع کی باری آئی تو اس نے کہا ہاں
امیر المؤمنین میں اسے پہچانتا ہوں،
اس چھٹری کو ہندوستان کے راجہ نے
بہت سے تحائف کے ساتھ ہارون
رشید کے پاس بھیجا تھا، رشید نے اسے
زبیدہ کو دیا، اور زبیدہ نے میرے والد
کو اس وقت دیا تھا، جب وہ بچے تھے وہ
اس سے کھیل کرتے تھے، اس کی موٹھ
پر سرخ یا قوت کی ایک چڑیا بنی ہوئی
تھی، جس کی قیمت ایک لاکھ دینار
(۱۵ لاکھ روپے) تھی، وہ مجھے نظر
نہیں آرہی ہے، یہ سن کر معتمد نے
اس کو تلاش کرنے کا حکم دیا اور خزانہ
کے محافظوں کو دھمکی دی کہ اگر
انہوں نے اسے فوراً لا کر پیش نہ کر دیا
تو قتل کر دیا جائے گا، چنانچہ اسی وقت
وہ چڑیا تلاش کی گئی اور پھر اس چھٹری
پر جڑ کر اصلی صورت میں لائی گئی۔

ہندو راجہ کا تحفہ حسن بن سہل کے نام

قال عنى بن المنجم :- كذا
ليمة بين يدي المتوكل على الله و
معنا عبد الله بن الحسن بن سهل و
كان ادبياً ظرباً قد عاشر الناس و

علی بن منجم کا بیان ہے کہ ایک
رات ہم لوگ متوکل کے پاس موجود
تھے، ہمارے ساتھ (ہارون کے وزیر)
حسن بن سہل کا لڑکا عبید اللہ بھی بیٹھا

و شاهد سرواتهم و كان المتوكل قد احتج في ذلك اليوم فانه ضعف فاشار عليه الاطباء ان يتبحر بعود ذي جيد ففعل ذلك فحلف كل من كان حاضراً في المجلس انه ماشم مثل ذلك العود قط فقال عبيد الله بن الحسن بن سهل هذا من العود الذي اهداه ملك (۱) الهند الى الزفاف اختى بوران على المامون فكذبه المتوكل و دعا بالسفط الذي اخرجت القطعة منه فوجدت من ذلك العود اقل من اوقية واحدة ورقعة فيها مكتوب "هذا العود هدية ملك الهند الى الحسن بن سهل لزفاف بوران الى المامون"

(ص ۳۲-۳۳)

تھا، یہ بڑا ظریف اور انشاء پر داز تھا، وہ بہت سی علمی و ادبی مجلسیں دیکھ چکا اور صحبتیں اٹھا چکا تھا، اس دن متوکل نے بچھنا لگوا دیا تھا۔ جس کی وجہ سے تصعف ہو گیا تھا اور اطباء نے اس عمدہ قسم کی عود سے دھونی لینے کا مشورہ دیا تھا، جب دھونی دی جانے لگی تو حاضرین مجلس میں سے ہر شخص نے کہا کہ واللہ ہم نے آج تک ایسی خوشبو نہیں سونگھی تھی، یہ سن کر عبید اللہ نے کہا کہ یہ وہی عود ہے جو ہندوستان کے راجہ نے میرے والد حسن بن سہل کے پاس میری بہن بوران کے جشن زفاف کے موقع پر بھیجی تھی، متوکل نے اس کو ایجاد بندہ سمجھ کر یقین نہیں کیا اور اس نے وہ ٹوکری منگوائی، جس سے عود کا یہ ٹکڑا نکالا گیا تھا، تو اس میں یہ عود ایک اوقیہ سے بھی کم مقدار میں رہ گئی تھی۔ اس ٹوکری میں ایک رقعہ ملا جس میں لکھا ہوا تھا کہ

”یہ عود ہندوستان کے راجہ کی طرف سے حسن بن سہل کو اس کی لڑکی

(۱) یہ واقعہ ۲۱۰ھ کا ہے جیسا کہ دوسری جگہ مصنف نے اس کی تصریح کر دی ہے۔

بوران کے مامون کے ساتھ شادی کے موقع کے لئے بدیہ بھیجا جاتا ہے۔“

(اس رقعہ کے مل جانے سے)

متوکل بہت شرمندہ ہوا اور اس نے

(اس کی تلافی میں) عبید اللہ کے لئے

انعام و اکرام کا حکم دیا۔ اور اپنے وزیر

عبد اللہ بن یحییٰ بن خاقان کو بلا کر حکم دیا

کہ اپنے جانے والوں میں کسی معتبر

آدمی کو ایک ہزار دینار سفر خرچ دو اور

دس ہزار دینار کے ایسے تحائف اس

کے ساتھ کر دو جو ہندوستان میں نہیں

ملتے، وہ انہیں لے جا کر ہندوستان کے

راجہ کے سامنے پیش کرے اور اس

کے عوض وہ عود مانگے، جو اس کے

یہاں محفوظ ہے، چنانچہ عبید اللہ نے

ایک قاصد ہندوستان روانہ کیا مگر

ہندوستان وہ اس رات کو سرمن رائی

پہنچا جس رات میں خلیفہ متوکل کا قتل

ہوا، اس لئے ہندوستان سے لائی ہوئی

عود قاصد نے اپنے پاس محفوظ رکھی،

جب معتمد علی اللہ تخت نشین ہوا، اور

عبید اللہ بن یحییٰ کی وزارت برقرار

رکھی، تو قاصد ایک دن عبید اللہ کے پاس گیا عبید اللہ

فاستحیی المتوکل من تکذیبہ

و امر له بصلۃ و دعا عبید اللہ بن

یحییٰ بن خاقان وزیرہ و قال اضرب

الساعۃ رجلاً من اصحاب ثقتہ

و ادفع الیہ الف دینار لنفقتہ و

احمل معہ ما لا یوجد ببلاد الہند

من الہدایا بقیمۃ عشرۃ آلاف

دینار و قل لرسول یعلم مدت

الہند اننا لا نرید منہ مکافاة الا

بما کان عندہ من ہذا العود

فنفذ الرسول لذلک و رجع الی

سرمن رائی فی اللیلۃ الی قتل فیہا

المتوکل علی اللہ فشدیدہ علی

ما جاء بہ من العود الی ان جلس

المعتمد علی اللہ و امر برد

عبید اللہ بن یحییٰ الی وزارتہ

قال الرجل فلما عاد الی الوزارة

دخلت الیہ فلما نظر الی قال

انت رسولنا الی ملک الہند ؟

قلت نعم مضیت من سرمن رائی

لما امرتنی بہ فدخلت الی بغداد

نے دیکھتے ہی پوچھا تم ہی قاصد بن کر
ہندوستان کے راجہ کے پاس گئے تھے،
اس نے کہا ہاں، مجھ ہی کو آپ نے بھیجا
تھا، اس کے بعد اس نے اپنی روداد سفر
سنائی، اس نے کہا کہ میں نے راجہ کی
خدمت میں حاضر ہو کر پہلے وہ ہدیہ
اس کے سامنے پیش کیا، جس سے وہ
بہت خوش ہوا جب میں نے اس سے
عود کی فرمائش کا ذکر کیا تو اس نے کہا
میرے باپ سے بھی اس کی فرمائش کی
گئی تھی، واللہ اب میرے خزانہ میں
مطلوبہ عود محض ایک سو سیر رہ گئی
ہے، اس میں سے نصف تم لے لو، اور
نصف میرے لئے رہے دو، میں اسے
بڑی نرمی سے آمادہ کرتا رہا، یہاں تک
کہ وہ ۷۵ سیر عود دینے پر راضی
ہو گیا، اسی دوران میں ایک دن راجہ
نے مجھے کھانے پر بلایا، کھانے کے بعد
ناریل کی تازی لائی گئی، جن کے پینے
سے میں نے انکار کیا اور میں نے اپنی
قطرہلی شراب نکالی جو میں اپنے ساتھ
لے گیا تھا، راجہ نے پوچھا یہ کیا ہے،
میں نے کہا اگور کا افشروہ ہے، اس نے

فدخلت الى الملك و سلمت
الهدية اليه فسر بها و عرفته ماجئت
فيه من امر العود فقال ذالك شئى
بعث به ابى ولا والله ما فى خزائنى
منه الا مائة منا فخذ نصفها و دع
نصفها فلم ازل ارفق به حتى سمح
لى بمائة و خمسين رطلا و
احضرنى يوما طعامه فلما اكلنا
جاءوا بنبيد النارجيل فقلت له انا لا
اشرب هذا و احضرت من
القطر بى الذى كنت حملته فلما
راہ و شمه و ذاقه قال اى شئى هو
هذا قلت ماء العنب قال اتموتون
اذا شربتموه ؟ قلت نعم قال لانكم
تقلون مزجه و تسهرون عييه قال
فدفعته اليه مائة خماسية فامر لى
بمائة الف درهم و ثياب و طيب و
غير ذالك بمثلها و انصرف من
عنده ، فشربت انذى بقى معى
فى الطريق و وافيت سر من راى
وقد كان من امر المتوكل ما كان و
هو ذا العود عندى متحفظ به فقال

لہ عید اللہ کل ما اخذتہ فمبارک
لک فیہ الاعود فاحملہ بھیئتہ
ففعول واخذہ عید اللہ باسره فکان
الناس يتواصفون طیب رائحتہ
وانما كانت ذالك العود الذی کان
یتبخربه ولا یستعمل غیرہ
(ص ۳۲-۳۵)

نے کہا کہ کیا اس سے بھی نشہ ہو جاتا ہے، میں نے کہا..... اس کے بعد میں نے اس کو ایک سو خماسی قطر ملی اس کو پیش کی، جس کے صلہ میں اس نے مجھے ایک لاکھ درہم، کچھ کپڑے اور خوشبو دینے کا حکم دیا اور میں یہ سب چیزیں لے کر وہاں سے رخصت ہوا اور سر من رائی اس رات پہنچا، جس رات میں متوکل کا حادثہ قتل پیش آیا جو عود میں اپنے ساتھ لایا تھا وہ سب میرے پاس محفوظ ہے، عید اللہ نے کہا کہ جو تحفے تمہیں وہاں ملے تھے ان میں سے سارا عود تو میرے حوالے کر دو، بقیہ چیزیں تمہیں مبارک ہوں، چنانچہ قاصد نے کل عود اس کے حوالہ کر دیا، عید اللہ ہمیشہ یہی عود استعمال کرتا تھا، اور دوسری کوئی خوشبو وہ استعمال نہیں کرتا تھا، چنانچہ وہ اپنے کپڑوں کی عطریں ہی میں مشغور ہو گیا تھا۔

والی سند کا ہندی تحفہ معتمد کے لئے

سندھ کے والی موسیٰ بن حسن

واحدی موسیٰ بن عبد بن

عبد العزیز نے اسے ۲۰۰ میں خلیفہ ۲۰۰

عبد العزیز ہجری صاحب السلا

علی اللہ کی خدمت میں حسب ذیل چیزیں ہدیہ بھیجی (۱) ایک عظیم الجثہ ہاتھی، ایسا ہاتھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ (۲) چند خوبصورت اونٹ (۳) چاندی کی تین مورتیاں (۴) مشک (۵) عنبر (۶) ریشمی کپڑے (۷) ہرن جو دیکھنے میں گائے معلوم ہوتے تھے۔ اور جن کا رنگ سیاہی مائل تھا۔ (۸) عود کا ایک تخت اور ان کے علاوہ بہت سی دوسری چیزیں تھیں۔

الى المعتمد على الله في سنة
احدى و سبعين و مائتين هدية
كان في حمستها فيل عظيم الخلقه
و حمال مواضع واصنام ثلاثة من
فضة و مسك و عنبر و حرير و ظباء
كانت كمثل البقر الواهيا الى
السود و سرير عود و اشياء سوى
ذات

(ص ۳۷)

برہما کے راجہ کا خط مامون کے نام

برہما کے راجہ نے مامون کے نام مع ہدیہ یہ خط لکھا، یہاں پورا خط مع ترجمہ کے نقل کیا جاتا ہے۔
ہواد عزیز ہم سے غفی نہیں کر اس سے پہلے ہم نے اپنے مجدد و شرف کا جو ذکر کیا تھا وہ لاطنل اور ناپائندار ہے اور گو ہمارے لئے زیادہ مناسب تھا کہ ہم اللہ کے ذکر سے خط شروع کرتے، مگر دعا، اور عبادت کے علاوہ کسی اور موقع پر اس کے ذکر سے کوئی کام شروع کرنا ہمارے خیال میں غیر معمولی

و کتب همی ملک الهند الى
عبدالله المامون بالله مع هدية
اهداهاليه
اما بعد، فانه لم يذهب علينا
ان ما تقدم من ذكرنا ايها الاح
فيما انتسبنا اليه من الشرف و علو
الحال غير طائل لزواله و انه كان
الاولى بنا ان نبندی بذكر الله
تعالى جل اسمه غير ان احللناه
عن ان نبندی بذكره الا في
مواضع المناجاة له عابدين، و
اخبارك ترد علينا بفضيلة لك في

(۱) گوانٹ عرب ملک کی پیداوار ہیں، مگر عربی اونٹوں اور ہندوستانی اونٹوں کے اختلاط سے جو پت پیدا ہوتے ہیں، وہ حد درجہ خوبصورت اور توان ہوتے تھے، ان کا ذکر اداریسی کے بیان میں آئے گا اور پس جلد میں جا جا اس کا ذکر ہے

جسارت ہے، آپ کے علمی فضل و کمال کے واقعات اور خبریں ہمیں معلوم ہوتی رہتی ہیں، اور آپ جیسے کسی حکمران کے اندر یہ خصوصیات ہمیں نہیں نظر آتیں، ہم دوستی اور محبت میں آپ کے ساتھ ہیں، اور ہم نے خط و کتابت اور حصول فائدہ کا دروازہ ایک کتاب کے ترجمہ ”صفوة الاذهان“ کو ہدیہ روانہ کر کے کھولا ہے، اس کو غور سے دیکھنے کے بعد آپ کو خود اندازہ ہو گا کہ کتاب کا یہ نام ٹھیک ہے، اس کے علاوہ ہم نے اپنی سمجھ سے دوسرے عمدہ ہدیے اور تحفے آپ کو بھیجے ہیں، جو اگرچہ آپ کے عالی مرتبہ و مقام سے بہت فروتر ہیں، مگر ہماری درخواست ہے کہ انہیں قبول کر لیجئے، اور ہماری تقصیر معاف فرمائیے۔

اس خط کے ساتھ برہما کے راجہ نے جو ہدیہ بھیجے تھے وہ یہ تھے (۱) یاقوت سرخ کا ایک پیالہ جو لمبائی میں ایک باشت اور ایک انگل دبیز اور موتیوں سے نہرا ہوا تھا، ہر موتی کا وزن ایک مثقال تھا اور اس میں کل سو موتی تھے (۲) ایک فرش اس سانپ کی کھال کا یا ہوا تھا جو جاوا سماترا کے

العلم لم نجدھا لغيرك من اشكالك ونحن شرکائك (۲۶) فی الرغبة والمحببة - وقد افتتحنا باب المکاتبة وطلب الفائدة بان اهدينا اليك کتابا ترجمته ”صفوة الاذهان“ والتصفح له يشهد على صواب التسمية وبعثنا اليك لطفنا بقدر ما وقع منا موقع الاستحسان له، وان كان دون قدرك ونحن نسئلك ايها الاخ ان توسع اخاك عذرا في التقصير، ان شاء الله -

(ص ۲۱-۲۳)

وکتبت المهدية جام ياقوت احمر فحده شبر في غلط الاصبع مسلوأ درا وزن كل درة مثقال والعدة مائة درة وفرش في جلد حية تكون في وادی المهرج تبلى القيل و رشي جيدها دارات سود على قدر الدرهم وفي وسطها نقط بيض مغروزة بالدر لا يتخوف

من جلس علیہا السل و من کان بہ
السل و جلس علیہا سبعة ایام
ذهب عنه و مصیبات ثلاثة
بوسائدھا من ریش طائر یقال له
السمندل اذا طرحت فی النار لم
تحترق و فراوزھا درو یا قوت
احمر و وزن مائة الف مثقال عوداً
رطباً اذا ختم علیہ قبل الصورة و
ثلاثة و ثلاثین مثلاً کافوراً محبباً
کل حبة منه مثل انفسقة و اکبر
من اللوزة مع جاریة سندیة طولھا
سبعة اذرع تسحب شعرھا حسنة
البشرة لها اربع ضفائر تعقد
ضفیرتین علما راسھا ناجا و
صغیرتان تبلغان الارض من خلفھا
و طول کل شفر من اشعار عینھا
اصبع ینبع اذا اطرفت الی نصف
خدها و کأن بین شفیتھا لمعان
البرق من بیاض استنھا

علاقہ میں پایا جاتا تھا وہ اتنا بڑا تھا کہ
باتھی کو نگل جاتا تھا۔ اس فرش کی
خاصیت یہ تھی کہ اس پر جو بیٹھ جاتا وہ
سل کی بیماری سے محفوظ رہتا تھا اور
سل کا مریض اگر اس پر سات روز بیٹھ
جائے تو اس کا مرض جاتا رہے (۳)
بڑے دار کپڑے جن میں بہترین چھینٹ
وہ ہوتی تھی، جس میں ایک درہم کے
برابر گول بوٹیاں ہوتی تھیں، اور ان کے
پچ میں سفید زردوزی کا کام تھا جس میں
موتی لٹکے ہوتے تھے (۴) تین مصلے جن
کے ساتھ گاؤ تیکے بھی تھے، یہ گاؤ تیکے
سمندل نامی چڑیا کے پر سے بنے ہوئے
تھے اس کے پروں کی خصوصیت یہ تھی
کہ آگ میں ڈال دینے سے بھی نہیں جلتے
(۵) تازہ عود ایک لاکھ مثقال جو اس
قدر نرم تھی کہ جب اس پر مہر لگائی جاتی
تھی تو مہر کے حروف نمایاں ہو جاتے تھے،
(تینتیس سیر کافور کی ڈلیاں، ہر ڈلی
پستہ کی وضع کی تھی اور بادام سے بڑی
تھی (۷) ایک سندی باندی جس کا قد
سات ذراع تھا، وہ جب چلتی تھی تو
سر کے بال زمین پر گھسٹتے

تھے، بڑی حسین و جمیل تھی اس کے چار
چونیاں تھیں، دوسرے اوپر تاج کی
طرح تھیں اور دو پیچھے کی جانب زمین
تک لٹکتی تھیں بھریں ایک ایک انگل
لمبی تھیں، جب وہ جھپکتی تھیں تو
رخساروں کو چھو لیتی تھیں، دانتوں کی
سفیدی سے گویا چمکتی تھی۔

یہ خط کاذی نامی درخت کی چھال پر
لکھا گیا تھا جو ہندوستان میں آتا ہے، اس
کی چھال کاغذ اور قرطاس سے بہتر ہوتی
ہے، اس کا رنگ زردی مائل ہوتا ہے،
خط لا جو ردی رنگ کی روشنائی سے لکھا
گیا۔ اور سونے کے پانی سے مزین تھا۔

وكان الكتاب فى لحاء شجرة
تثبت بالهند يقال لها الكاذى
احسن من الكاغذ والقرطاس لونه
الى الصفرة وخط لازوردى مفتح
بالذهب۔

(ص ۲۴-۲۵)

مامون کا خط راجہ برہما کے نام

مامون نے اس خط کا یہ جواب دیا،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا کے بندے مامون باندہ امیر
المومنین کی طرف سے جس کو اور جس
کے آباء و اجداد کو اللہ تعالیٰ نے اپنے چچا
زاد بھائی یعنی رسول اللہ ﷺ پر ایمان
لانے اور کتاب اللہ کی تصدیق کرنے

فاجابہ عبد اللہ المامون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من عبد اللہ المامون باللہ امیر
المومنین الذی وہب اللہ لہ ولآبائہ
الشرف بابن عمہ النبی المرسل ﷺ
وعلى آله و التصديق بالكتاب المنزل
الى (۱) دھمی ملک انھند و عظیم

(۱) یہ لفظ دھمی کے بجائے رہمی ہے، تمام سیاحوں اور جغرافیہ نویسوں نے رہمی ہی لکھا ہے، حضرت
الاستاذ سید سلیمان ندوی کی تحقیق کے مطابق یہ برہما ہے۔

من تحت یدہ من اراکنة الهند
وارکان الشرق،

سلام علیہ فانی احمد اللہ
الیہ اللہ الذی لا الہ الا هو واسالہ
ان یصلی علی محمد عبده ورسول
ہیۃ یوصل کتابک فسررت لن
بالنعمۃ الہی ذکرک ووقع اتحافک
ایانا الموقع الذی املت من قبول
ذالک وکنت علی ما ابتدئ بہ من
البر محموداً موجبا ذالک لی الشکر
علیہ و حسن الذکر لہ ولولا ان
السنة جاریة بترك تقدیم من لہ
یکن لنا علی الشریعة مواہبا و بہا
آخذاً ما ترکنا ما یحسن من میراث
بالتقدیم والاعتذار بما ذکرناہ احد
التقدیمین وانت لہ منا اہل، وقد
اهدینا الیک مودتنا نک، وہی
اوفر حظ المتواصلین و اھدینا الیک
کتاباً ترجمتہ ”دیوان الانباب

وہستان نوادر العقول“ ومطالعنت
نرجمتہ تحقق عندک فضیلة النعمة
و مشاہدتک لہ، تحقق عندک

کی توفیق دی۔ ہندوستان کے راجہ
وہمی کے نام جو ہندوستان اور یورپ
کے ماتحت راجاؤں میں بڑا راجہ ہے،
تم پر سلام ہو اور میں اللہ تعالیٰ کی
تہنیتیں بیان کرتا ہوں جو وحدۃ الہیہ
ہے اور اللہ سے التجا کرتا ہوں کہ وہ اپنے
بندے اور اپنے رسول محمد ﷺ پر
رحمت نازل فرمائے، تمہارا خط ملا جن
نعمتوں کا تم نے ذکر کیا ہے ان سے میں
بہت خوش ہوا اور ہمیں تم نے جس
نیت سے ہدیہ و تحفہ بھیجا تھا ویسے ہی ہم
نے اسے قبول کیا۔ اچھی بات کی ابتداء
کرنے کی وجہ سے تم قابلِ تعریف ہو،
اس کا شکر ادا کرنا اور اسے یاد رکھنا
ہمارے لئے ضروری ہے، ہمارا طریقہ
یہ ہے کہ جو ہماری شریعت کو نہیں
قبول کرتا ہے اور اس سے اس کو تعلق
نہیں ہوتا ہے، ہم اس کی تعظیم و تقدیم
کے لئے شرعی الفاظ و محاورات استعمال
نہیں کرتے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو ہم
تمہاری تعظیم و تکریم میں کمی نہ کرتے
اور یہ عذر کرنا بھی ہماری طرف سے
تعظیم ہی ہے، اور تم اس کے اہل ہو

ماہا سینیادہ و جعسا نذالک عنوانا
 من الہدیۃ و هو یطوف
 استقللنا قدرها لک ولو کانت
 الملوک تنہادی علی اقدارہا لما
 اتسعت نذالک خزائنہا وانما
 یجری ذالک بینہا علی قدر ما یدل
 علی حسن النیۃ و جمیل الطویۃ
 وہی فیہ توفیق۔

(ص ۲۶)

ہم نے تمہارے پاس اپنی محبت کا ہدیہ
 بھیجا ہے جو دو دوستوں کے درمیان
 سب سے بڑا تحفہ ہے، تمہارے پاس
 ایک کتاب عربی سے ترجمہ کر کے
 بھیجی ہے جس کا نام ”دیوان الالباب
 و برتان نو اور العقول“ ہے، اس ترجمہ
 کے مطالعہ سے اس اہم نعمت کی قدر تم
 کو معلوم ہوگی، اور یہ بھی معلوم
 ہو جائے گا کہ اس کتاب کا نام بالکل
 درست ہے اور ہم نے اس محبت و تعلق
 کا سرنامہ عمدہ عمدہ چیزوں کا ہدیہ بنایا ہے۔
 جو ہمارے نزدیک تمہاری اس شان
 سے کم درجہ کا ہے اور واقعہ بھی یہ ہے
 کہ اگر سلاطین اپنی اپنی حیثیت کے
 مطابق تحفہ و ہدیہ کا باہمی معاملہ کریں تو
 اس کے لئے ان کے خزانے بھی کافی
 نہ ہوں گے، اس لئے یہ چیز صرف اسی
 قدر ہوتی ہے۔ جس سے باہمی تعلق اور
 جانیں کا حسن نیت ظاہر ہو جائے
 اور اللہ ہی سے توفیق ہے،

مامون کا ہدیہ

مامون نے اس خط کے ساتھ جو

و کانت الہدیۃ فارساً بفرسہ

چیزیں ہدیہ بھی تھی ان کی تفصیل یہ ہے (۱) ایک گھوڑا مع شمسوار اور تمام سامان شہرہ سواری جو عقیق کا بنا ہوا تھا، اور ایک روایت کے مطابق گھوڑا غبر اشہب شحری کا تھا (۲) سیاہ و سفید مونگے کی بنی ہوئی ایک کمان کی چوکی، جس کی زمین سپید تھی اور اس میں سیاہ سرخ اور سبز رنگ کی دھاریاں تھیں، خوان تین بالشت لمبا چوڑا اور دو انگل موٹا تھا۔ اس کے پائے سونے کے تھے یہ خوان ان نوادرات میں تھا، جو ابو عباس کو مروان بن محمد الجعدی کے خزانہ سے ملے تھے۔ کپڑوں کی پانچ قسمیں تھیں اور ہر قسم میں سو سو کپڑے تھے، مصر کے سفید کپڑے، سوس کے ریشمی کپڑے، یمن اور اسکندریہ کی چھینٹیں، خراسانی لہجہ اور دیباچ قرمزی، طبری اور سحرری فرش حیرہ کے ایک سو ریشمی گدے مع تکیوں کے (۴) فرعونی شیشے کا ایک جام جو ایک انگل دبیر تھا، اور جس کی گولائی ڈیڑھ بالشت تھی، اس کے پچ میں دانت نکالے ہوئے ایک شیر کی تصویر بنی تھی، جس کے سامنے ایک

وجہیہ الالہ من عقیق وقیل
بن فارسا بفرسہ من عنبر شحری
اشہب ومائدة جزع ارضها بیضاء
وفیہا خطوط سود و حمر خضر
سعتها ثلاثة اشبار و غظظها
اصبعان وارجلها ذهب بما اخذ من
خزانة مروان بن محمد الجعدی
وخمسة اصناف من الکسوة من
کل صنف مائة ثوب من بیاض
مصر و خز السوس و وشى الیمن
والاسکندریة وملحم خراسان و
دیباچ خراسانی وفرش قرمز و
فرش طبری وفرش سوسنجردی
ومائة طنفسة حیریة بوسائدھا کل
ذالک خز و فرش خز سوسی وجام
زجاج فرعونی غلظہ اصبع وفتحہ
شبر و نصف فی وسطہ صورة
اسد نابت واما مه رجل قد برك
علی ركبتيه وقد اعرق السهم فی
القوس نحو الاسد والجام والمائدة
مما اخذ من خزانته مروان بن
محمد والکتاب فی طومارذی
وجہین وغبط الخط اصبع۔
(ص ۲۷-۲۸)

آوی گھنٹوں کے بل بیٹھا ہوا تیر کمان سے
جوڑے شیر کی طرف نشانہ لگائے ہوا
تھا، یہ جام بھی خوان کی طرح مروان بن
محمد کے خزانہ سے ملا تھا۔ (۵) یہ خط ایک
لمبے صحیفے میں دونوں جانب لکھا ہوا تھا اور
خط کی تحریر ایک انگل ابھری ہوئی تھی۔

قیقان کے راجہ نے حضرت معاویہؓ کے پاس آئینہ جہل نما بھیجا

واقدی نے اپنی کتاب اخبار فتوح
البلدان میں ذکر کیا ہے کہ سندھ میں
حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان کے سندھ
کے والی عبداللہ بن سوار عبدی نے
قیقان (قلات) پر چڑھائی کی اور قتیاب
ہونے کے بعد وہاں سے بہت سامان
غنیمت پایا اور قیقان کے راجہ نے جزیہ
ادا کرنے کے لئے عبداللہ بن سوار کے پاس
سندھ اور ہندوستان کے بہت سے
ایسے نادر سامان ہدیہ میں بھیجے جو دیکھنے
میں نہیں آئے تھے، انہیں میں اس آئینہ
کا ایک ٹکڑا بھی تھا، جس کے بارے میں
اہل علم کی رائے ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ
نے آدم کے اوپر اس وقت اتارا تھا
جب ان کی اولاد کثرت سے زمین کے
مختلف خطوں میں پھیل گئی تھی، اس کی
خاصیت یہ تھی کہ جس شخص کی
بری یا بھلی زندگی کا وہ جائزہ لینا

ذکر الواقعی فی اخبار فتوح
ان عبد اللہ (۱) بن سوار عبدی
کان عاملاً لمعاویہ بن ابی سفیان
عفی السند و انه غزا بلاد القیقان
فاصاب مہ غنائم و ان ملک
القیقان تفادی منه بقاء الجزیة
وحمل الیہ من الهدایا وطرائف
ما فی بلد السند والہند مالہ یرملہ
وکان فی الہدیة قطعة من مرأة
یذکر اهل العلم ان اللہ عزوجل
انزلہا علی آدم لما کثر ولده و
انتشروا فی الارض وکان ینظر فیہا
فیری من یریدہ منهم علی الحال
اشی ہر علیہا من خیر و شر فانفذہا
عبد اللہ بن سوار المعویة فلم تزل عنده
مدۃ حیاتہ ثم رت الی ملوک بنی
امیہ
..... وکانت فی

(۱) ۴۴ھ کے بعد یہ یہاں گورنر مقرر ہوئے تھے

حزائئہم الی ایام بنی عباس فاخذوها
فیما اخذوا من اموالہم (۱)

(ص ۱۶۶)

چاہتے تھے، تو اس آئینہ کو دیکھ لیتے تھے،
اس کی پوری زندگی ان کے سامنے
آجاتی تھی، آئینہ جہاں نما کے اس
ٹکڑے کو عبداللہ نے حضرت معاویہ
کی خدمت میں بھیج دیا، چنانچہ وہ پوری
زندگی ان کے خزانہ میں رہا۔ پھر اس
کے بعد دوسرے خلفائے ہوامیہ میں
یکے بعد دیگرے منتقل ہوتا رہا، ان سے
جب ہوا عباس حکومت نے لی تو ہوامیہ
کے دوسرے متروکات کے ساتھ یہ
بھی ان کے ہاتھ آیا۔

قندھار میں مینارہ تبع حمیری

ولما فتح ہشام بن عمر التغلبی
الہند حاز بالمسد فی مسہ احدی و
حمیرہ فی خلافة المنصور
بائتہ حس افتتح قندھار وجد فیہا
ساریۃ حدید غیضة طولہا مائة ذراع
فسأل عنہا اهل قندھار فقالوا ہدہ
سیوف ابنہ فارس ایام ابنوا (۲)
مع تبع الحمیری فافتتحوا البلاد
فلما فتحوا القندھار جمعوا

خليفة منصور عباسی کے عہد ۱۵۱ھ
میں ہشام بن عمرو التغلبی نے
ہندوستان پر حملہ کیا اور سندھ کو عبور
کر کے قندھار (گندھارا ضلع بھر وچ
واقع گجرات) پر حملہ کیا تو یہاں اس
نے لوہے کا ایک موٹا سا ستون پایا جو
ایک سو ہاتھ لمبا تھا، ہشام نے مقامی
لوگوں سے اس بارے میں دریافت کیا
انہوں نے بتایا کہ یہ اہل فارس کی اس

(۱) قاضی رشید نے لکھا ہے کہ اس آئینہ کے بارے میں عمر بن شیبہ النمیری کا بھی قریب قریب یہی
بیان ہے، البتہ اس میں یہ بھی ہے کہ اس جالوت نے مروان بن ی کو یہ آئینہ دیا تھا۔

(۲) یہ ابولونا ہے، اس قصہ کے بارے میں بیرونی نے جہاں میں ہی لکھا ہے :- (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

سیوفہم فریوہا جمیعاً و ہی ہذہ
 الساریۃ فالیمن تزعم ان تبعاً قال۔
 زمانہ کی تلواریں ہیں جب انہوں نے
 تبع حمیری کے ساتھ حملہ کر کے ہمارا
 ملک فتح کیا تھا، قندھار کے فتح کرنے
 کے بعد انہوں نے اپنی تلواریں اکٹھا
 کر کے توڑ ڈالیں، انہی نوٹی ہوئی
 تلواروں سے یہ ستون بنایا گیا ہے،
 اہل یمن کا خیال ہے کہ تبع نے اسی
 موقع پر یہ شعر کہا تھا

ولو بعرت بقندھار نعرۃ
 خرت صوامعہا و کل عمود
 اگر میں قندھار میں ایک نعرہ
 لگا دوں تو اس کے سارے گرجے اور
 لائین سرنگوں ہو جائیں۔
 (ص ۱۷۶)

عرب امراء و سلاطین کے پاس ہندوستان کی قیمتی چیزیں

و اھدی یعقوب بن النیث
 الصفار الی المعتمد علی اللہ فی
 بعض السنین ہدیۃ من جملتھا مائۃ
 مناً عوداً ہندیۃ۔
 یعقوب بن لیث صفار نے ایک
 سال خلیفہ معتمد کی خدمت میں بہت
 سے ہدایا اور تحائف بھیجنے جن میں دیگر
 عجائب و نفائس کے ساتھ ایک سو سیر
 عود ہندی بھی تھی۔
 (ص ۳۹)

ووجد فی ثقل یعقوب بن النیث
 الصفار عند ہزیمتہ من المعتمد و
 احبہ الموفق فی سۃ اثنتین من
 جب یعقوب صفار نے خلیفہ معتمد
 اور اس کے بھائی موفق سے شکست
 کھائی اور طوج جاذر (عراق) میں جا کر

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) بنون القصہ بما یشہ البحر فہ یہ قصہ بالکل خرافات ہے۔ ستون ملنے کے
 واقعہ کی سخت میں تو شبہ نہیں ہے البتہ اہل فارس کا تبع حمیری کی معیت میں لڑنا اور اپنی تلواریں
 توڑ ڈالنا خرافات ہو سکتا ہے۔

پناہ لی تو اس کے خزانہ سے خلیفہ کو دیگر اشیاء کے ساتھ چینی زینیں اور سندھ و فرغانہ کے عمدہ عمدہ سامان عود ہندی، تبتی مشک اور نقد دولت کے بے شمار صندوق ملے جو سامان ہند تھا، ان کی نفاست و لطافت تعریف سے باہر تھی۔

طسوج جاذر من اعمال العراق فی
خزائنه و ذخائره سروج صينية
..... و من طرائف السند والهند
و الصين و فرغانة من العود الهندی
المسک التبتی و صناديق المال مالا
یوقف علی قدره جلالة و نفاسة

(ص ۱۷۶)

والی سندھ کے پاس قیمتی ہندوستانی سامان

خلیفہ واثق باللہ کے زمانہ یعنی ذوالحجہ ۲۲ھ میں عمران بن موسیٰ بن یحییٰ بن خالد بن برمک والی سندھ کو سندھ میں قتل کر دیا گیا، جب اس کی خبر واثق کو ملی تو اس نے عمران کی دولت پر قبضہ کرنے کے لئے بغداد، بصرہ اور سیراف آدمی روانہ کئے، انہوں نے عمران کے لڑکے محمد اور اس کی بہن کو گرفتار کر لیا، اور دو برس گرفتار رہنے کے بعد ان کو رہائی ملی۔ عمران کے کارپردازوں کو گرفتار کر کے سرمن لئے لایا گیا۔ انہوں نے عمران کی وہ تمام دولت جو ان کے پاس تھی، واثق کے حوالہ کر دی جس کی مبنوعی قیمت پانچ کروڑ تھی، اس کے

ولما قتل عمران بن موسی بن
یحیی بن خالد بن برمک بالسند فی
ذی الحجة سنة سبع و عشرين و
مأتین فی خلافة الواثق بالله و اتی
خبر قضائه الیه وجه فی قبض امواله
بمدينة السلام والبصرة وسیراف
فاخذ بذالک ابنه محمد بن عمران
واخت له کانت تقوم بعیاله
وباموره ببغداد فحبسا عند ابراهیم
بن مصعب نحواً من سنتین و
قبض علی وکلائه فحملو الی
سرمن رآی فادوا الی السلطان
ماکان فی ایدیهم من امواله فوصل
الیه من ذالک ما قیمته خمسة
آلاف الف و نحو من الفی سفت

عود و مالاً یوقف علیہ من الآلة
والامتنعة وکان اکثر ما ادوا النقر
الذهب و اتخذ الواثق من ذالک
الذهب المائدة التي اتخذها و
صحافها وجميع آلاتها من ذهب و
کان عمران قد وجه الى الواثق بالله
و من الهدايا و امتعة السند و طرفها
فارالمست و العنبر و العود الهندی و
آنية الذهب و الفضة و السيوف
الهندية و الاسرة و الكرسي من
العود الهندی و التيجان المكسدة
بالجوهر و الذهب و النقرة الفضة
بقيمة الفی الف و اکثر من ذالک و
وجه اليه ببغوثه و بیور و غيره ذالک
من الوحش و الطير المستظرفة التي
لا تكون الا هناك و وجد لعمران بن
مسي لما قتل سبع مائة نصل هندی
عتيق مقبر عيها و الدروع السابرية
و الصرحونية المرتفعة و الجواشن
التبئية و الحديدية التبتية الى السواعد
و السوق و الخود و تحافيف الخيل
و ما شاکل ذالک مالا حد له ۔

(ص ۱۸۵-۱۸۶)

علاوہ دو ہزار عود ہندی کی ٹوکریاں تھیں
جو سامان لاپتہ ہو گیا، اس کا کوئی شمار
نہیں، جو سامان اس کو ملا تھا، اس میں
زیادہ تر خالص سونا تھا، واثق نے اسی
سونے سے وہ دسترخوان بولایا تھا جس کی
پلیٹیں اور دسترخوان کا سارا سامان سونے کا
تھا۔ عمران نے اپنی زندگی میں واثق کے
پاس سندھ کی مصنوعات اور اس کی
پیداوار اور نادر چیزوں کے جو گزراں قدر
ہدیے اور تحفے بھیجے تھے، ان میں سندھ کی
مصنوعات، مشک، عنبر، عود ہندی،
سونے چاندی کے برتن، ہندی تلواریں،
عود ہندی کے تخت اور کرسیاں، اور
جواہرات اور سونے کے بنے ہوئے تاج
شاہی اور خالص چاندی اتنی مقدار میں
بھیجی تھی کہ اس کی مجموعی قیمت دو کروڑ
سے زیادہ تھی، اس کے علاوہ اس نے
بہت سے چھوٹے چھوٹے پرندے،
شیر بھر اور دوسرے بہت سے وحشی جانور
اور دلچسپ پرندے بھیجے تھے جو عرب ملکوں
میں نہیں پائے جاتے تھے، واثق ان
تحفوں کو پا کر بہت خوش ہوا، اس کے قتل
کے بعد جو سامان دارالحکومت میں آیا
تھا ان میں جنگی اسلحہ جات کی بھی

بڑی مقدار تھی، مثلاً (۱) سات پرانے
ہندی نیزے جن پر روغن پھرا ہوا
تھا (۲) ساہی زرہیں (۳) بلند
طرخونہ (۴) تبتی زرہیں (۵) تبتی
لوہے (۶) آہنی بازوبند (۷) آہنی پیچ
کی پی (۸) خود (۹) گھوڑوں کے آہنی
جھول اور اسی طرح کے دوسرے جنگی
سامان اور اسلحے اتنی تعداد میں تھے کہ
ان کا شمار مشکل ہے۔

یعن کے حکمران اسحاق بن زیاد
نے ۳۵۹ھ میں عزالدولہ ابو منصور کو
جو ہدیہ دیا تھا۔ اس میں اور سامانوں کے
ساتھ عود قماری کا بیٹا ہدربادبان کا لٹھا
بھی تھا، جس کی لمبائی دس ہاتھ اور اس
کا وزن تیس سیر تھا۔

سلطان مغرب معز بن بادیس بن
منصور نے فاطمی خلیفہ الظاہر الاعزاز
دین اللہ کے پاس بہت سے تحفے بھیجے،
اس کے جواب میں الظاہر نے معز کے
پاس جو چیزیں ہدیہ بھیجی ان میں
ہندوستان چین اور خراسان کی
خوشبویات اور جواہرات کی تمام
قسمیں بھی تھیں۔

واہدی اسحاق بن زیاد
صاحب الیمن الی عزالدولہ ابی
منصور فی سنة تسع و خمسين و ثلاثة
مأة هدية من جملتها دقل
من عود قماری طولہ بالکبیر عشرة
اذرع و وزنه ثلاثون منا (ص ۶۶)

واہدی المعز بن بادیس بن
المصور بن بلکین بن زیری بن
مناد احب الغرب الی الظاہر
لاعزاز دین اللہ فی سنة عشرين و
اربع مأة هدايا جلیلة
انفذا الیہ الظاہر لاعزاز دین اللہ
هدیة جلیلة المقدار فیہا من
غرائب طرف بلاد الهند والصین

وبلاد خراسان من سائر انواع
الضیّب والجواهر و غیر ذلک ما
لا یحد۔ (ص ۷۰)

و اهدی الامیر ناصر الدولہ ابو علی
حسن بن حمدان فی سنۃ ثلاث و
ستین واربۃ مائة الی ارمانوس متمت
الزوم المعروف بالدیوجانس ہدیۃ
جلیبۃ المقدار تساوی نحو من اربعین
الف دینار من جملتها دقلان من عود
ہندی احد ہما طولہ اثنا عشر شبراً فی
فتح ثلاثة اشبار و وزنه ثمانون مناً
والآخر طولہ سبعة اشبار فی عرض
ثلاثة اشبار وزنه اربعون مناً۔ (ص ۸۵)

واما المخرج من خزائن قصر
امیر المومنین المستنصر بالله فی
سنۃ ستین و احدى و ستین واربۃ
مائة حین تغلب المارقون علی
دولتہ و استباح المنافقون ما وجد
فی بیت مالہ و حوزتہ (ص ۲۴۹)
وجد صنادیق مملوۃ اقلاماً مبریۃ
محشہ و غیر ہا من الفلفل و سائر

امیر ناصر الدولہ ابو علی حسن بن
حمدان نے ۴۶۳ھ میں شاہ روم
ارمانوس المعروف دیوجانس (۱) کے
پاس جو ہدایا کیجے ان میں عود ہندی کے
بادباں کے دولٹھے بھی تھے، ایک کی
لمبائی بارہ باٹھ اور چوڑائی تین
باشت، اور وزن کل دس سیر تھا۔ اور
دوسرے کا طول سات باشت اور
عرض ۳ باشت تھا، اس کا وزن
چالیس سیر تھا۔

۴۶۰ھ اور ۴۶۱ھ میں خلیفہ
مستنصر کو شکست دیکر جب مارقون
حکومت پر قابض ہوا اور مستنصر کا
خزانہ لوٹا گیا تو اس میں جو قیمتی اشیاء
تھیں، ان میں (۱) کئی صندوق طرح
طرح کے قلموں سے بھرے ہوئے
تھے، ان میں ہندوستان کے خاص
درخت فلفل کے بھی قلم تھے (۲)

(۱) اس نے ۱۰۶۸ء تاغیث ۱۰۶۹ء مطابق ۴۶۱ھ تاغیث ۴۶۲ھ حکومت کی۔ اس کے نام کے بارے میں
ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے لکھا ہے صحیح دیوجانس ہے، عربی کتابوں میں دیوجانس کے نام سے مشہور ہے۔

انواع القصب (ص ۲۵۵)

ومن المسك التبتی وقواریرہ
وشجرالعود الاخضر و قطعه و
وجد فی خرائن الطیب خمسة
صواری عود ہندی طور ک
واحد منها من تسعة اذرع الی
عشرة ووجد قطعة من
مندیل مرغب ریش سمندل و هو
طائر معروف ینسج من زغب
ریشہ منادیل للنعم لا تحترق
بالنار، طولها تسعة اشبار و كانت
من جملة ما بیع من ذخائر القصر
اشتراها بعض التجار المسافرين
بثمان یسیر فطلبت قلم یقدر علیها
بوجه ولا سبب (ص ۲۵۵ و ۲۵۹)

تبتی مشک اور اس کے بلوری ظروف،
(۳) عود سبز کے درخت اور ٹکڑے
(۴) عود ہندی کے پانچ پتوار جس میں
ایک کا طول نوباتھ سے دس ہاتھ تک
تھا (۵) رومال کا ایک ٹکڑا جو سمندل
کے پر کے ریشوں سے بنا ہوا تھا،
سمندل ایک مشہور ہندوستانی پرندہ ہے
جس ک پر کے ریشوں سے منہ صاف
کرنے کے رومال تیار کئے جاتے ہیں،
جو آگ میں نہیں جلتے، یہ رومال نوباتھ
لمبا تھا، محل کے تمام سامانوں کے
ساتھ اسے بھی فروخت کر دیا گیا، اس
کو ایک اجنبی تاجر نے بہت ہی کم قیمت
پر خرید لیا، جب اس کی اہمیت معلوم
ہوئی تو واپسی کے لئے اس تاجر کی کی
تلاش ہوئی۔ تو اس کا پتہ نہیں چلا۔

محمود غزنوی کے پاس غزنہ میں ہندوستان کے سدھے ہوئے ہاتھی

قال ابو العباس الطوسی کان
القادر بالله انفذنی الی غزنہ فی
رسالة الی محمود بن سبکتگین
لاقامة دعوة ولی العهد الغالب
بالله فی سنة،

ابو العباس طوسی کا بیان ہے کہ
خليفة قادر بالله نے غالب باللہ کی ولی
عمدی کی دعوت کے سلسلہ میں محمود
غزنوی کے پاس غزنہ سفیر بنا کر بھیجا،
غالباً ۴۲۱ھ کا واقعہ ہے۔

میں جب غزنہ اس سے ملنے کے لئے پہنچا تو وہاں بہترین ساز و سامان اور اسلحہ سے لیس اتنی کثیر فوج دیکھی کہ اس سے پہلے میری آنکھوں نے اتنی فوج نہیں دیکھی تھی جب میں دریا کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ ہاتھیوں کا ایک انبوه کثیر ہے۔ جس کو ہندوستان کے ہزار آدمی (فیل بان) گھیرے ہوئے ہیں۔

میں نے دربار میں پہنچ کر قادر باللہ کا خط دیا، خط پاتے ہی محمود اس کام کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اور مجھے بھی ساتھ چنے کے لئے کہا، محل کے دروازہ پر اسے ایک گھوڑا پیش کیا گیا، وہ اس پر سوار ہو گیا۔ جب سوار ہو کر ان وحشی جانوروں کے جو اس کے دربار کے باہر بندھے ہوئے تھے، بچ میں آیا تو سب کے سب چیخ اٹھے اور اپنی گردنیں سجدے کے لئے زمین پر رکھ دیں ادھر فیل بانوں نے آواز دی اور سارے ہاتھی سجدے میں گر گئے اور گھوڑے ہنسنے لگے، اس وقت معلوم ہوتا تھا کہ قیامت آگئی ہے اور زمین لرز رہی ہے۔

فمما وصلت الى المدينة التي كان فيها لقيت له عدة كثيرة من العساكر تتجاوز حداً ما رأيت مثله قط باحسن زى واهبة واكمل عداة وآن حتى وصلت الى عدة عظيمة من الفيلة حميدة بها على ما قيل ثلاثون الف رجلا من رجال الهند (ص ۱۵۱)

فاديت اليه رسالة القادر بالله ونهض للركوب الى حيث يقيم فيه المدعوة فامرني بالمسير معه و قدم له فرسه الى باب مجلسه فركب فمما توسط تلك الوحوش صاح جميعها و عفرت وحوهها في الارض سجدا له و صاح الرجال و سجدت فيلة و صهلت الخيل فكان القيامة اذ ذاك قد قامت و احست بالارض قد زلزلت (ص ۱۵)

شریف الادریسی

۲۹۳ھ - ۵۶۰ھ

علم جغرافیہ کی تاریخ میں ادریسی کا نام ہمیشہ زریں حروف سے لکھا جائے گا، اس کا پورا نام ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن عبد اللہ ہے، عام طور سے شریف ادریسی کے لقب سے مشہور ہے، افریقہ کے شاہی خاندان ادریسی کا چشم و چراغ تھا، جس کا سلسلہ نسب تیرہویں چودہویں پشت میں حضرت علیؓ سے مل جاتا ہے، صقلیہ کے مشہور ساحلی مقام سبتا میں ۲۹۳ھ میں پیدا ہوا، جہاں اس کے دادا نے حکومت سے محروم ہونے کے بعد دوباش اختیار کر لی تھی۔ بچپن ہی میں حصول تعلیم کے لئے قرطبہ چلا گیا۔ جہاں اس نے علم و فن کی تکمیل کی۔ کچھ دنوں کے بعد جب اس کے علم و فضل کا چرچا ہوا تو صقلیہ کے عیسائی حکمران راجردوم نے اسے صقلیہ طلب کیا اور اسکے علم و فضل اور شاہی خاندان کے فرد ہونے کی وجہ سے اس کا بڑا اعزاز و اکرام کیا۔ راجر نے اس کے علم و فضل سے فائدہ اٹھانے کے لئے اس سے زمین کا ایک مکمل کرہ تیار کرنے کی فرمائش کی اور اس کام کے لئے اس نے چار لاکھ درہم کی ایک نفرتی اینٹ اس کے حوالے کر دی۔

ادریسی نے چاندی پگھلا کر اس سے زمین کا ایک عظیم الشان کرہ تیار کیا، جس میں تمام شہروں، پہاڑوں، سمندروں، دریاؤں، وادیوں اور ان کے نشیب و فراز کی تصویر بنائی گئی، اس کرہ کی تیاری میں اس نے جغرافیہ کی کتابوں کے علاوہ معاصر سیاحوں اور دوسرے اہل علم سے مدد لی تھی، اس کرہ کا قطر تقریباً چھ فٹ اور وزن تقریباً ساڑھے پانچ من تھا، یہ دنیا کا پہلا اسطرلاب تھا جسے ادریسی نے تیار کیا (۱)

(۱) مجمع المطبوعات ج ۱ ص ۴۱۵، اخبار الاندلس ج ۳ ص ۵۰۸

اس کے بعد اور ایسی نے صفحہ ۱۱ میں مستقل دو باب اش اختیار کر لی اور راجہ نے اس کے قیام کے لئے شاہانہ انداز کے تمام انتظامات کر دیئے اور ایک خطیر رقم ماہانہ بطور وظیفہ مقرر کر دی اس کے بعد راجہ نے اس تقریر کی کرہ کی تشریح کے لئے ایک ایسی کتاب تالیف کرنے کی خواہش ظاہر کی، جس کے سارے بیانات چشم دید اور مشاہدہ پر مبنی ہوں، چنانچہ راجہ کی اسی خواہش کی تکمیل کے لئے وہ چند صاحب علم جغرافیہ دان اور باکمال مصوروں کی ایک جماعت کے ساتھ دنیا کی سیاحت کے لئے روانہ ہوا اور مشرق تا مغرب شمال تا جنوب ہر ملک کی خاک چھانی، اور جن جن مقامات سے وہ گذرا ان سب مقامات کے نام ان کی خصوصیات، سیاسی و معاشی حالات اپنی نوٹ بک میں درج کرتا گیا اور تمام اہم مقامات کی عمارتوں، مناظر اور دشت و جبل کی تصویریں اترا تا کیا، یہ سفر اس نے تقریباً پندرہ برس میں ختم کیا۔

واپس کے بعد اس نے انہی معلومات کی بنیاد پر اپنی شہر و آفاق کتاب مزیدہ المشتاق فی اختراق الآفاق لکھی اور اپنے محسن بادشاہ راجہ کے نام معنون کی، اس کتاب کے بارے میں مسٹر اکاٹ لکھتے ہیں۔

"اور میں نے اپنی قابلِ قدر کتاب راجر ٹائی کے زمانہ میں لکھی، یہ کتاب مصنف سے روشن دماغ، مصنف کے تجربات، مصنف کی منت اور مصنف کی تنقید کی غیر فانی شہادت ہے، اس نے جو کچھ لکھا اس میں سے زیادہ حصہ خود دکھ کر اور جانچ کر لکھا۔ ... قرونِ متوسطہ کے جغرافیہ دان ہزار شہرت پائے ہوئے تھے، مگر

کسی کا چراغ اور بیسی کی شہرت کے آفتاب کے سامنے نہ جل سکا (۱)

علم جغرافیہ اور جغرافیہ دانوں میں اور ایسی اور اس کی خدمات کا جو مقام ہے، وہ ممتاز

ہے، اس کے بارے میں مصر کے عیسائی فاضل ڈاکٹر صوفی کا بیان حرف بہ حرف صحیح ہے :-

”اوربسی کا امتیاز یہ ہے کہ وہ جغرافیہ اسلام اور جغرافیہ یورپ سے دو میان تھیں“

اتصال کی حیثیت رکھتا ہے یہ کتاب پہلی مرتبہ لاطینی زبان میں ۱۶۹۴ء میں ترجمہ کی

گئی، یہ فن جغرافیہ کی پہلی کتاب تھی جو اہل یورپ میں متداول ہوئی“ (۱)

اسی طرح مشہور عیسائی مورخ ہستانی کا بیان ہے کہ

”اوربسی پر نگالیوں کے جغرافیہ کی اکتشافات سے پہلے پندرہویں صدی کے

قبل تک یورپ کے جغرافیہ نویسوں کا واحد ماخذ تھا“۔

نزدہۃ المشتاق کے بعد جغرافیہ کی جتنی کتابیں لکھی گئیں سب اسی سے ماخوذ ہیں، مثلاً

ابن سعید صاحب کتاب المغرب، مقدسی صاحب احسن التقاسیم ابن فضل اللہ العمری

صاحب کتاب المسالک والممالک اور ابو الفداء صاحب تقویم البلدان وغیرہ نے اپنی اپنی

کتابوں میں اس کا کثرت سے حوالہ دیا ہے۔

اور صرف مسلمانوں ہی نے نہیں، بلکہ اہل یورپ نے بھی کئی صدیوں تک اپنی

جغرافیہ کی معلومات کے لئے اسی کتاب پر اعتماد کیا ہے جرجی زیدان کا بیان ملاحظہ ہو :-

”اوربسی کا جغرافیہ اہل یورپ کے لئے کئی صدیوں تک ممالک خصوصاً مشرق

کے جغرافیہ حالات کے لئے مدار بنارہا۔ ان لوگوں نے اس کے نقشے اپنی زبانوں میں

ترجمہ کئے، اس کے ایک نقشہ سے جو فرانس کے عجائب خانہ میں محفوظ ہے، یہ پتہ چلتا

ہے کہ دریائے نیل کے منبع کا جو سراغ کچھلی صدی میں اہل یورپ نے لگایا ہے اوربسی

صدیوں پہلے اس سے واقف تھا، اس نقشہ میں اس نے نیل کا صحیح دہانہ دکھایا ہے“ (۲)

مسٹر اسکاٹ لکھتے ہیں :-

تین سو برس کا مل تمام جغرافیہ دان اوربسی ہی کے نقشوں کو بلا تغیر اور تبدل

کے نقل کرتے رہے، جن جھیلوں سے مل کر دریائے نیل بنایا، ان کی جائے وقوع جو

(۱) مقالہ جغرافیہ والاسلام والرداد المقتطف ص ۸۴، ۱۹۲ء

(۲) تاریخ الادب اللغۃ العربیہ ص ۵۸

اور یہی نے بتائی ہے، وہ ہیکر اور اس نفی کے ثابت کردہ مقامات سے کچھ زیادہ مختلف نہیں،

حالانکہ ان دونوں مصنفین کے درمیان سات صدیاں ہیں (۱)

نزدیکہ المشتاق کا مکمل نسخہ اب تک کہیں چھپا نہیں ہے، اس کے مختلف اجزاء مختلف جگہوں میں چھپتے رہے ہیں، ہندوستان سے متعلق جو حصہ ہے اسے ڈاکٹر مقبول احمد صاحب نے آکسفورڈ، یونیورسٹی میں اپنی تحقیق کا موضوع بنایا تھا۔ چنانچہ انہوں نے بڑی محنت سے اسے ایڈٹ کیا، اس پر انگریزی میں ایک مقدمہ لکھا اور اس کا انڈکس تیار کیا ہے جسے حال ہی میں مسلم یونیورسٹی کے شعبہ اسلامیات نے ”وصف الہمد وما یجاورہا“ کے نام سے شائع کیا ہے اسی مجموعہ سے یہ ترجمہ کیا گیا ہے۔

(۱) اخبار الاندلس ج ۳ ص ۸-۵

نزهة المشتاق فی اختراق الآفاق

وصف الهند وما يجاورها.

ان هذا الجزء الثامن من
الافليم الاول نفس في حصنه
بقية من ارض سفالة (سماترا)
فيها مدينتان كالقري
رحالة كالعرب ... واهلها
في ذاتهم قلة و في انفسهم ادلة و
ليس بايديهم شئ يتصرفون به و
يتعيشون منه الا الحديد ...
اقليم اول کے آٹھویں حصہ میں
سر زمین - سفالہ کا بقیہ حصہ ہے اس میں
دو شہر دیہاتوں کے مانند ہیں، یہاں
کے باشندے عربوں کی طرح تاجر اور
سیر و سیاحت کے عادی ہیں، یہاں کے
باشندے حیثیت اور تعداد میں کم ہیں
اور معیشت میں ان کے پاس لوہے کے
سوا اور کوئی دوسری چیز نہیں ہے، جس
کو تصرف میں لائیں، اور جس کے
ذریعہ اپنی زیست کا سامان کر سکیں۔

واهل جزائر زابج و غيرهم
من ساكنى الجزائر المطيفة بهم
يدخلون اليهم و يخرجونه من
عندهم الى سائر بلاد الهند و
جزائرهما فيبيعونه بالثمن الحديد
لان بلاد الهند اكثر تصرفهم
و تحاراتهم بالحديد و مع
جزيره جاوه اور اس کے ارد گرد
کے سارے جزیروں کے باشندے اہل
سفالہ کے یہاں جاتے ہیں، اور ان سے
لوہا لے کر ہندوستان کے سارے
شہروں اور مرکزی مقامات اور
جزیروں میں پہنچاتے اور عمدہ قیمت پر
فروخت کرتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے

کہ ہندوستان کے شہروں میں اس کا استعمال اور اس کی تجارت بہت زیادہ ہوتی ہے، باوجودیکہ ہندوستان کے جزیروں میں بھی اس کی کانیں ہیں، پھر بھی سرزمین سفالہ میں لوہا زیادہ بھی ہوتا ہے اور وہاں کالو با عمدہ اور نرم بھی ہوتا ہے۔

ذالك و ان كان الحديد موجوداً في جزائر الهند ومعادنه بها ففى بلاد سفالنه هو اكثر و اطيب و ارطب،

(ص ۳۵۱)

لیکن ہندوستانی ان دواؤں کی ترکیب خوب جانتے ہیں، جن کے لوہے کو پگھلا کر ڈھالا جاتا ہے جس کے بعد وہ خالص ہندی لوہا سمجھا جانے لگتا ہے، اور ہندوستان میں تلواریں ڈھالنے کے بہت سے کارخانے ہیں اور دوسری تمام قوموں کے مقابلہ میں یہاں کے صنایع تلواریں بنانے میں زیادہ ماہر ہوتے ہیں۔

لحم الهندیون یحسنون تراکیب اخلاط الادویۃ الی یسبکون بها الحديد اللین فیعودہندیا ینسب الی الهند و بها دور القرب للسیوف و صناعتهم یجیدونہا فضلاً علی غیرہم من الامم و کذالك الحديد السندي (۱) و السمرندی (۲)

(۱) عربوں کے حملہ کے وقت سندھ میں پورا شمال مغربی حصہ، پنجاب افغانستان کا وہ حصہ جو دریائے سندھ تک ہے۔ سارا بلوچستان اور موجودہ سندھ مع خلیج کچھ شامل تھا۔ مقيم البلدان نے اس کے پانچ صوبے بتائے ہیں اور اس کا پہلا صوبہ مکران (موجودہ بلوچستان) ہے، یہ بھی لکھا ہے کہ کرمان بھستان اور ہند (یعنی شمالی اور پوربی حصہ) کے درمیان کا تمام علاقہ سندھ میں شامل ہے (جلد ۵ ص ۱۵۱)

(۲) (یہودی) کو عرب سرحدیپ کہتے تھے، اس کا رقبہ یا قوت نے ثمانون فرسخانی ثمانین کھایا ہے، جس سے معنی یہ ہونے لگا کہ اس کا کل رقبہ اس وقت چھ سو مربع میل سے لے کر زیادہ تھا جبکہ اس کا کل رقبہ ۲۵ ہزار مربع میل ہے، ممکن ہے کہ اس وقت اتنا ہی علاقہ آباد رہا ہو، اور اس کو عربوں نے علاقہ قرار دے دیا ہے۔

اسی طرح سندھی، سرندی، اور
ہیمانی لوہے اپنی آب و ہوا صنعت کی
عمدگی، گلائی اور ڈھلائی کی پائنداری اور
صیقل گرمی اور آب و تاب کی وجہ سے
ممتاز ہوتے ہیں اور ہندوستانی لوہے
سے زیادہ بہتر اور کٹ کر نیوالا کوئی
دوسرا لوہا نہیں پایا جاتا اور یہ چیز بالکل
معلوم و مشہور ہے، جس کی برتری سے
کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔

والہینمانی (۱) کلایتفاصل بحسب
ہواء المکان و جودة الصنعة و
احکام السبک و الضرب و حسن
الصقل و الجلاء و لا یوجد شی
من الحديد افضی من الحديد الهندی و
هذا شی مشہور لا یقدر احد علی
انکار فضیلة
(ص ۲)

اور اس حصہ میں وہ جزائر بھی ہیں
جن کا نام وہاں جزائر دیجات مشہور
ہے، یہ جزیرے ایک دوسرے سے
ملے ہوئے ہیں، ان کی تعداد اتنی زیادہ
ہے کہ ان کا شمار نہیں کیا جاسکتا، ان
میں اکثر غیر آباد ہیں اور ان میں سب
سے بڑا جزیرہ جزیرہ انیریہ ہے، یہ

و فی هذا الجزء من الجزائر
الموسومة فی امکنتها جزائر
الديجات (۲) المتصلة بعضها
ببعض و هي لا تحصى (۳) و
اکثرها خالية و اکبرها جزيرة
انیریة و هي عامرة و فيها خلق
کثیر یعمرونها و یعمرون ماحولها

(۱) ہیمان کو معجم البلدان میں بیان بتایا ہے، اس کے بارے میں یاقوت کا بیان ہے۔

الہیمان من بلاد السند والهند تنسب الیها
السيف الہیمانیہ (جلد ۲ ص ۳۴۱)
ہیمان سندھ ہند کے شروں میں ہے، جس
کی طرف ہیمانی تلواریں منسوب ہیں۔

یہ لفظ اصل میں تھیمان ہے ہندوستان کے موجودہ نقشہ میں ملتان اور چین کے درمیان آٹھ جوزن
ہے (کتاب الہمدیرونی) ایک جوزن ۱۶ میل کا ہوتا تھا۔ (ماڈرن انگلش ڈکشنری) یعنی مدار اشتر سندھ،
گجرات، کاشمیر اور مارواڑ کی سرحد پر واقع ہے۔ کسی زمانہ میں بھیلوں کا اور پھر گوجر کا پایہ تخت تھا۔
حاشیہ (۲) اور (۳) دیکھئے اگلے صفحہ پر

بہت آباد ہے، اس کے باشندے اس جزیرہ کو آباد کئے ہوئے ہیں اور ان کے ارد گرد کے بڑے بڑے جزیروں کو بھی آباد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، ان جزیروں سے متصل جزیرہ قمر ہے۔ ان جزیروں کا فاصلہ ایک دوسرے سے چھ میل یا اس سے کچھ اور زیادہ ہے۔

من كبار الجزائر و متصل بهم جزيرة القمر (۱) و بين الجزيرة والاخرى مسيرة ستة اميال و اكثر او اقل،

(ص ۲)

ان جزیروں کے باشندے دستکاری

و اهل هذه الجزائر اهل

۱۱۳ اکاشیہ نمبر (۲) اور (۳)۔ (۲) بعض جغرافیہ نویسوں نے دیجات اور بعض نے دیات اور دیب لکھا ہے، علامہ سید سلیمان ندوی اس کو مالدیپ اور سنگلدیپ اور ان کے آس پاس کے جزیرے قرار دیتے ہیں، لیکن مجمع البلد ان کا بیان ہے،

”من الجزيرة الى جزيرة البيلمان او الثلاثة اميال واكثر من ذلك“

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جاوا اور سماٹرا سے متصل جو جزیرے ہیں، جن کو اس وقت انڈونیشیا کہا جاتا ہے، اس سے وہی مراد ہیں، لیکن اس بیان میں ایک دوسری دقت یہ ہے کہ یہ جزیرہ قمر یا قمراس کماری سے متصل ہے یعنی دونوں کے درمیان صرف سات دن کا بحری راستہ ہے، ظاہر ہے کہ مالدیپ سے اس کماری سات دن میں پہنچا جاسکتا ہے، لیکن انڈونیشیا سے نیپال تک پہنچنا دشوار معلوم ہوتا ہے، اس لئے حضرت سید صاحب کا قیاس زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔

(۳) دوسروں نے اس کی تعداد ایک ہزار سے ڈیڑھ ہزار تک بتائی ہے۔

(۱) جزیرہ قمر یا قمار یا قمر دن، حضرت سید صاحب نے قمر و قمار سے راس کماری اور قماروں سے کامروپ یعنی آسام کا قدیم نام مراد لیا ہے، لیکن بعض جغرافیہ نویسوں کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں ایک ہی مقام ہیں، ایک تو اس کی پیداوار میں عود و صندل وغیرہ کا ذکر ہے، جو آسام کی پیداوار ہے، دوسرے یہ کہ اس کے بارے میں صاحب نمایہ الارب نے لکھا ہے کہ اس کی مسافت چار ماہ کی ہے، ظاہر ہے کہ راس کماری کی مسافت اتنی نہیں ہے، پھر قمار کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ قمار کے بادشاہ کو قماروں کہتے ہیں، ان وجوہ سے یہ دونوں مقامات ایک ہی معلوم ہوتے ہیں، لیکن سید صاحب کی تائید خود اور یسی کے بیان سے بھی ہوتی ہے کہ یہ دو مقام کے نام ہیں۔

میں بڑے ماہر ہیں، ان کی دستکاری کا ایک نمونہ یہ ہے کہ وہ کرتے، آستین، گلے، گریبان سمیت جنتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی لکڑیوں سے کشتیاں اور جہاز (۱) تیار کرتے ہیں اور ان کے یہ سارے عجیب و غریب مضبوط مکانات معمولی پتھروں سے بنائے جاتے ہیں، اور یہ لکڑی کے مکانات بھی بناتے ہیں، جو پانی میں تیرتے رہتے ہیں اور بعض لوگ فخر و مباہات کے لئے اپنے گھروں میں خوشبودار لکڑیاں بھی استعمال کرتے ہیں۔

صناعات بالایدی حذاق نبلا من ذالک انهم ينسجون القميص مفروغا بكميه و بنائقه و جبيه و ينثثون السفن من العيدان الصغار و يبنون البيوت المتقنة و سائر المباني العجيبة المتقنة من الحجر المجان و يتخذون ايضاً بيوتاً من الخشب تسير على الماء و ربما استعملوا في مبانيهم عود المحجر همة و نخوة۔

(ص ۶)

ان کا بادشاہ بے شمار کوڑیوں اور سیپوں کو اپنے خزانے میں جمع رکھتا ہے، اور بیان کیا جاتا ہے کہ یہ کوڑیاں یا سیپاں

ملكهم يدخر الودع في خزائنه اكثر عددًا و يحكي ان هذا الودع (۲) الذي يدخره ملكهم

(۱) حال کے فضلاء میں اس بابت میں اختلاف ہے کہ ہندوستان کے لوگ جہاز ان تھے یا نہیں، انھوں نے تاریخ ہند میں لکھا ہے کہ ہندوستان کے لوگوں نے کبھی سمندر پار کرنے کی کوشش نہیں کی، صرف کار و منزل کے لوگوں کا چاہہ تک جانا ثابت ہوتا ہے، لیکن حضرت الامام سید سید سید سید نے بدائل اس کی تردید کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ ہندوستان کے لوگ بھی تجارت کرتے ہوئے سیراف وغیرہ تک جاتے تھے، لیکن سید صاحب نے بھی ان کی جہاز سازی کا کوئی ذکر نہیں فرمایا ہے، اور کسی کے بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ خاص ہندوستان میں نہ سی مگر اس کے قریبی جزیروں یعنی جزائر شرق الهند میں یہ صنعت تھی۔

(۲) ودع کا ترجمہ کوڑی اور پیسے دونوں کیا گیا ہے کوڑی چھوٹے چھوٹے دریا کی جانوروں کا ایک خول ہوتا ہے، یہ ہندوستان میں سکے کا کام دیتی تھی، اس بنا پر اردو میں اس کے معنی روپیہ کے ہو گئے ہیں، چنانچہ اس کے متعدد محاورے ہیں، کوڑی پاس نہیں کوڑی کا مال نہیں۔

جوبادشاہ جمع کرتا ہے، یہ پانی کی سطح پر آجاتی ہیں اور ان میں جان ہوتی ہے، بس یہاں کے باشندے ناریل کی لکڑیاں پانی کے اوپر ڈال دیتے ہیں اور وہ سب ان سے چمت جاتی ہیں (اور یہ نکال لیتے ہیں) اور اس کو وہ کنج بھی کہتے ہیں۔

اور ان جزائر میں آخری جزیرہ جو بحر ہرگند میں جزیرہ لکا کے سامنے واقع ہے، اور جزائر شرق الہند سے ملا ہوا ہے۔ وہ جزیرہ قمار ہے اور ان دونوں کے درمیان کشتی کا سات دن کا راستہ ہے۔

اس جزیرہ میں گھاس کے کپڑے بنتے ہیں، اور یہ گھاس جس سے کپڑے بنتے ہیں، نرکل یا کنڈے کی طرح کے پودے کے مشابہ ہوتا ہے اور اس کا کاغذ (کالودا) بھی کہتے ہیں، اس لئے کہ اہل مصر اس سے کاغذ تیار کرتے تھے، جو بالکل ریشم کی طرح نرم اور خوبصورت ہوتے تھے، اور یہ کپڑے سارے ہندوستان میں جاتے ہیں اور

یاتیہم عی وجہ الماء و فیہ روح فیاخذون عیدان شجر ا حیل فیطر حونہا علی الماء فیتعق هذا النودع بہا و ہم یسمونہ الكنچ (۱)
(ص ۶)

و آخر هذه الجزائر يتعلق بظاهر جزيرة سرنديب في البحر (المسمى هرکند) و تتصل بهذا الجزائر المسماة بالديجات جزيرة القمر و بينهما جزيرة مجرى سبعة ايام.....

وفي هذه الجزيرة تصنع ثياب الحشيش و هذا الحشيش هو نبات يشبه نبات البردى و هو القرطاس و يسمي بذانك لان اهل مصر يعمنون منه القراطيس فياخذ الصناع منه ا طيبه و يتخذون منه ثياباً مثل ثياب الديباج ملونة حسناً و تخرج هذا الثياب الى سائر بلاد الهند و ربما وصلت الى اليمن فليست هناك

(۱) کچ بعض نسخوں میں کنج ہے، ممکن ہے کہ یہ ہندی لفظ کنجن جس کے معنی دولت، ثروت اور بارونق کے ہیں، کا معرب ہو، کنجن بر سار دو کا مشہور محاورہ ہے۔

بعض اوقات یمن تک پہنچتے ہیں، اور وہاں استعمال کئے جاتے ہیں۔

اور بحر ہر کند کے مشہور جزائر میں جزیرہ سرندیپ یعنی لنکا بھی ہے۔ یہ ایک بڑا اور مشہور جزیرہ ہے اس کا رقبہ انٹرفرخ مربع میل ہے۔

اسی سرندیپ میں وہ پہاڑ ہے، جس پر حضرت آدم اُتارے گئے تھے، اس کی چوٹی بہت بلند اور اونچی ہے، فضا میں دور تک چلا گیا ہے، کئی دن کی مسافت باقی رہتی ہے، اس وقت سے سمندر کے مسافر جہازوں سے اسے دیکھ لیتے ہیں، اس پہاڑ کا نام راہون ہے۔

و من الجزائر المشهورة في هذا البحر المسمى هر کند جزيرة سرندیپ و هي جزيرة كبيرة مشهورة الذكر و هي ثمانون فرسخا في ثمانين فرسخا

وبها الجبل الذي اهبط عليه آدم عليه السلام و هو جبل سامی الذروة عالی القمة ذاهب في الجویزہ البحریون فی مراکبهم علی مسیرة ایام و اسم هذا الجبل جبل الراہون (۱)

(ص ۷)

ہندوستان کے برہمن اور پنڈت میان کرتے ہیں کہ اسی پہاڑ پر حضرت آدم کے قدم کا نشان ہے، مگر وہ نشان پتھر میں دھنسا ہوا ہے، اور اس نشان کی لمبائی ستر ہاتھ ہے، اور اس قدم مبارک

و تذکر البراهمة و عباد الهند، علی هذا الجبل اثر قدم آدم علیہ السلام مغموس فی البحر و طولہ سبعون ذراعا و ان علی اثر هذا القدم نور یخطف شبیہا بالبرق

(۱) عام عرب جغرافیہ نویس صرف ایک پہاڑ کا نام راہون یا الرہان لکھتے ہیں، مگر سنگا کی زبان کی کتابوں میں انکا کے جنوبی حصہ کا نام روہون ہے، ممکن ہے کہ اسی پہاڑ کی وجہ سے یہ حصہ اس نام سے موسوم ہو گیا ہو۔

کے نشان سے ہمہ وقت علی کے مانند ایک نور نکلتا رہتا ہے، اور دوسرا قدم اس پہاڑ سے اٹھ کر سمندر میں پڑا ہے، اور دونوں کے درمیان لمبا فاصلہ ہے، حالانکہ سمندر اور پہاڑ کے درمیان دو یا تین دن کا راستہ ہے۔

اور اس پہاڑ اور اس کے ارد گرد ہر قسم کے یا قوت اور مختلف اقسام کے پتھر اور دوسری چیزیں ملتی ہیں، اور اس کی ٹہنی وادی میں وہ الماس جس کے نگینے بنتے ہیں، ملتے ہیں، اسی پہاڑ پر مختلف قسم کی خوشبوئیں اور مختلف قسم کے عطر (یعنی وہ نباتات جن سے عطر بنایا جاتا ہے) مثلاً عود اور افادیہ، اور وہ جانور جس کے نافہ سے خوشبو وغیرہ نکلتی ہے، اور اس ملک میں چاول، ناریل، گنا پیدا ہوتا ہے، اور اس کی ندیوں اور نہروں سے بلور نکلتا ہے، اور اس کے تمام ساحلوں پر بہترین اور قیمتی قسم کے موتی کے خزانے ہیں۔

اور جزیرہ لیکا کے مشہور شر یہ ہیں (۱) مرقایا (۲) اغنا (۳) فرسقوری (۴) ابدوی (۵) ماقولون و حامری

دائماً و ان القدم الثانية منه جاءت
فی البحر عند خطو تم والجر من الجبل
علی مسیر یہ مبین ثلاثہ
(ص ۸)

وعلی هذا الجبل و حوله
توجد انواع البواقیت کلها و انواع
من الاحجار و غیرها و فی وادیة
الماس الذی یحاول به نقش
الفصوص من انواع الحجارة و
علی هذا الجبل ایضاً انواع من
الطیب و ضروب من صنوف
العطبر مثل العود و الافاریہ و دابة
الزباد و بها الارز و النار جیل و
عود قصب السكر و فی انهارها
یوجد البلور و بجمیع سواحلها
مغائص اللؤلؤ الجید النفیس
الشمین،

وفی جزیرة سرندیپ من
القواعد المشهورة مرقایا و اغنا و
فرسقوری و ابدوی و ماقولون

(۶) قلماذی (۷) سنڈونا (۸) سندورا

(۹) تہیری (۱۰) کنبلی (۱۱) برنشی (۱۲) مروہ

اس جزیرہ کا بادشاہ شہر اغنا میں رہتا ہے، اس میں شاہی محل ہے، اور یہی اس کا دار السلطنت ہے، یہ بادشاہ رعیت کے لئے نہایت ہی عادل، بڑا سیاسی، اور ملک کے تحفظ کے لئے بیدار مغز، اہل ملک کے مفاد، اور ضروریات پر ہر وقت نگاہ رکھتا ہے، اور ان کے مفاد کے خلاف جو باتیں پیش آتی ہیں، ان کو دور کرتا رہتا ہے۔

اس کے ۶ اوزیر ہیں، چار اس کے ہم مذہب (بدھ) چار عیسائی، چار یہودی، اور چار مسلمان ہیں، اُس نے اُن کے لئے ایک جگہ مقرر کر دی ہے جہاں تمام مذاہب کے لوگ جمع ہوتے ہیں اور اس میں مذاہب پر گفتگو کرتے ہیں ہر ایک اپنے دین کی برتری اور سچائی ثابت کرتا ہے بادشاہ ان تمام لوگوں کی باتیں اور دلائل سنتا اور نوٹ کرتا جاتا ہے، اور ہر مذہب کے علماء

وحامری و قماذی و سنڈونا و سندورا و تہیری کنبی و برنشی و مروہ

ومنہ هذه الجزيرة يسكن من هذه المدن مدينة اغنا (۱) و هي مدينة القصر بها دار ملكه و هو ملك عادل كثير السياسة يقظان الحراسة ناظر في امور رعيته حائط لهم و ذاب عنهم،

(ص ۹)

و له ستة عشر وزيراً اربعة منهم من اهل ملته و اربعة نصارى و اربعة مسلمون و اربعة يهود و قد رتب لهم موضعاً يجتمع فيه اهل الملل و يتكلمون في اديانهم و يقيم كل واحد منهم حجة و ياتي برهانه في دينه و الملك يصح كل ذلك لهم و يكتب حججهم و اخبارهم و يجتمع الي علماء كل ملة منهم اعني الهندية و الرومية و

(۱) ادریس کے علاوہ کسی دوسرے عرب سیاح نے اس تفصیل سے ان مرکزی مقامات کا ذکر نہیں کیا ہے، ممکن ہے کہ صوبوں کے مرکزی مقامات کے نام رہے ہوں، اس وقت اس کے کل ۹ صوبے ہیں۔

مثلاً ہندو، پنڈت، عیسائی، پادری، مسلمان، علماء اور یہودی احبار سے کچھ لوگوں کے ساتھ ملتا ہے، اور وہ لوگ اُن سے اُن کے بزرگوں اور انبیاء کی سیرت اور گزشتہ بادشاہوں کے قصے نوٹ کرتے ہیں اور وہ علماء ان لوگوں کی اپنی اپنی شریعت کے احکام بتاتے، اور جو باتیں اُن کو معلوم نہیں ہوتیں، وہ سمجھاتے ہیں،

اور بادشاہ کے محل کے باہر ایک سونے کا بت ہے، اس میں موتی، یاقوت اور مختلف قسم کے ایسے قیمتی پتھر لگے ہوئے ہیں کہ اُن کی قیمت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا،

اور ہندوستان کے کسی بادشاہ کے پاس اتنے عمدہ موتی، بڑے یاقوت اور انواع و اقسام کے جواہرات نہیں ہیں جتنے کہ لٹکا کے بادشاہ کے پاس ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس جزیرہ کے پہاڑوں، وادیوں اور سمندروں میں یہ چیزیں ملتی ہیں، اور یہاں اہل چین اور تمام پہاڑی ملکوں کے جہاز آتے جاتے رہتے ہیں،

الاسلامیة اليهودیة جمل من الناس و عدة طوائف فیکتبون عنہم سیر انبیائہم و قصص ملوکہم فی سائف الازمان و یعلمونہم شرائعہم و یفہمونہم ما لا یعلمونہ

وللملک فی برہ صنم من ذهب لا یدری لما علیہ من الدر و الیاقوت و انواع الاحجار اثمان،

ولیس یملک احد من ملوک انہند ما یملکہ صاحب سرندیب من الدر النفیس و الیاقوت الجلیل و انواع الاحجار لان اکثر ذلک موجود فی جبال جزیرۃ فی ادویتھا و بحورها و الیہا تقصد مراکب اهل الصين و سائر بلاد الملوک و المجاورین لہ (ص ۱۰)

و ملک سرنديپ يحمل اليه
الخمر من العراق و من بلاد فارس
فيشترى بها بماله و تباع في بلاده
وهو يشرب منها وهو يحرم الزنا
ولا يراه ملوك الهند و اهلها
يبيحون الزنا و يحرمون الشراب
السكر الا ملك قمار فانه يحرم
الزنا و الشراب

و يجلب من سرنديپ الحرير
و الياقوت بجميع الوانه كلها و
البلور و الماس و السنباذج و انواع
من العطر كثيرة،

و بين هذه الجزيرة و البر
المتصل بالهند مجاز صغير،

و من جزيرة سرنديپ الى
جزيرة بليق الساحلية يوم و يحاذي
هذه الجزيرة من ارض الهند

اور سرنديپ ميں شراب عراق اور
ايران سے در آمد ہوتی ہے، جسے
بادشاہ خود خرید لیتا ہے اور پھر وہ
پورے ملک ميں فروخت ہوتی ہے،
اور وہ خود بھی شراب پیتا ہے، وہ زنا کو
حرام سمجھتا ہے اور اس کو اپنے ملک ميں
پسند نہیں کرتا، بر خلاف ہندوستان
کے راجاؤں اور باشندوں کے کہ وہ
شراب کو نشہ کی حد تک تو بہت برا
سمجھتے ہیں اور زنا کو برا نہیں سمجھتے ہیں،
البتہ کامروپ یا اس کماری کا بادشاہ

دونوں چیزوں کو حرام اور برا سمجھتا ہے،
لنکا سے ریشمی کپڑے اور ہر قسم
کے یا قوت بلور، الماس اور دھاردار پتھر
اور مختلف قسم کی خوشبوئیں برآمد کی
جاتی ہیں،

اور لنکا اور اس خشکی کے حصہ کے
درمیان جو ہندوستان سے ملحق ہے،
ایک چھوٹا سارا ستہ ہے،

اور جزیرہ لنکا سے ساحلی جزیرہ
بلیق (۱) کی مسافت ایک دن کی ہے، یہ
جزیرہ ہندوستان ميں شمار ہوتا ہے،

(۱) بلیق کے بارے ميں کوئی صحیح تحقیق نہ ہو سکی کہ یہ کس مقام کو کہتے ہیں،

جس کے مقابل بہت سی کھاڑیاں اور
جھیلیں ہیں، جس کو خلیج لٹکا کہا جاتا ہے،
اور اس میں تاجروں اور مسافروں کے
جہاز آتے ہیں ایک ایک دودھ مینے تک
جھاڑیوں، باغات اور معتدل ہواؤں
سے گذرتے ہیں،

اور یہاں ایک بحری نصف درہم
یعنی تین چار آنے میں مل جاتی ہے، اور
کچے لالچئی دانے کی عمدہ خوشبو دی
ہوئی شہد آمیز شراب نصف درہم میں
اتنی مل جاتی ہے کہ دو چار دس آدمی
کے لئے کافی ہو،

اور لٹکا کے باشندوں کے کھیل میں
شطرنج، چوسر، اور جوئے کی مختلف
قسمیں شامل ہیں،

اور لٹکا کے لوگ ان چھوٹے
چھوٹے جزیروں میں جو لٹکا کے راستہ
میں پڑتے ہیں، ناریل کی بڑی عمدہ کھیتی
کرنا جانتے ہیں، وہ ان کی دیکھ بھال
کرتے ہیں، مگر محض ثواب کی غرض
سے مسافروں کو اس کے استعمال کی عام
اجازت دے رکھی ہے، اہل عمان اور
اہل مرتبط یعنی یمنی ان ناریل والے جزائر

اغباب و ہی اجوان تقع فیہا انہار
وتسمی اغباب سرنیدیہ و
تدخلہا مراکب السیارة و تمر
فیہا الشہر و الشہرین بین غیاض
وریاض و ہوا معتدل،

والشاة فیہا بنصف درہم و ما
یکفی جماعۃ من الشراب العسلی
المطبوخ بحب القاقلة الرطبة
بنصف درہم،

(ص ۱۱)

و لعب اهل سرنیدیہ
الشطرنج و النرد و القمار
بانواع،

و لاهل سرنیدیہ نظر فی
زراعة النارجیل فی تلك الجزائر
الصغار التي علی طرقها و يقومون
بحفظه و یبیحونه للمصادر و النوارد
ابتغاء الاجر و طلب المثوبة و اهل
عمان و مرتبط من بلاد الیمن ربما
قصدوا الی هذه الجزائر التي فیہا
النارجیل، فیقطعون من خشب النارجیل

ما احبواہ و یصنعون من لیفہ حبلاً
 یحرزون بہ ذلک الخشب ینشئون
 منہ مراکب و یصنعون منہ صواریہا
 و یقتلون من جرصہ حبلاً ثم
 یوسفون تلک المراكب بخشب
 النار حیل و یمضون بہ الی بلادہم
 فیبعونہ ہناک و یتصرفون بہ،

میں بیس سے آتے ہیں، اور ناریل کی
 لکڑی جس قدر چاہتے ہیں، کاٹتے ہیں،
 اور اس کے ریشوں سے رسیاں بناتے
 ہیں، اور ان رسیوں سے ان لکڑیوں کو
 مضبوط باندھتے ہیں، اور انہی سے وہ
 کشتیاں تیار کرتے ہیں، اور اس کے پال
 اور پتوار بناتے ہیں، اور اس کے
 گودے سے بھی رسیاں تیار کرتے ہیں،
 اور پھر وہ ناریل کی لکڑیاں لاد کر اپنے
 ملک میں لے جاتے ہیں، اور وہاں اسے
 بچتے اور اپنے کام میں لاتے ہیں،

و تتصل بجزیرۃ سرندیب
 جزیرۃ الرامی (۱) و الرامی ہی مدینۃ

اور جزیرہ سرندیپ سے ملا ہوا
 جزیرہ رامی (۱)، اور رامی ہندوستان کا

لہرامی کو بعض علماء نے خلیج بنگال قرار دیا ہے، لیکن راقم کے خیال میں یہ راون کی جڑی ہوئی شکل معلوم
 ہوتی ہے، چنانچہ بعض جغرافیہ نویس اسے رامنہ بھی لکھتے ہیں، راقم کے خیال کی تائید یا قوت کے اس
 بیان سے بھی ہوتی ہے،

”یہ بحر شلایت میں ہندوستان کا سب سے آخری جزیرہ ہے، اور اس کی وسعت ۶
 ہزار مربع میل ہے، اس میں متعدد بادشاہ ہیں، جو مذہبی اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں“
 پھر کہتے ہیں :-

”ولعلہا الجزیرۃ المعروفة بسیلان فان السیلان حیرت بمشہ ہذہ الصفة“ (ص ۲۱۳ ج ۴)
 شاید یہ وہی جزیرہ ہو جو سیلان کے نام سے مشہور ہے، اس لئے کہ سیلان کے بھی یہی اوصاف
 بیان کئے جاتے ہیں“

اور سیلان کے بارے میں ذکر آچکا ہے کہ یہ سیلون کی عربی شکل ہے، یہ ممکن (بقیہ حاشیہ ص ۱۲۶)

لہذا یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

”تہذیب“

اس میں ہے کہ اس میں ہے، اور اس میں ہے

یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

لہذا یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

(۱۵-۱۴ ص)

یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

یہ قرآن مجید کے لئے ہے، ترجمہ

پیٹ میں سوراخ کرتا ہے، یہاں تک کہ
اس کا پیٹ پھٹ جاتا ہے، اس سے وہ
باہر ہو جاتا ہے، اور یہ ماں مر جاتی ہے۔

جاہظ کا یہ بیان بھی بالکل ناقابل
قبول ہے، اس لئے کہ اگر یہ صورت ہو
تو اس جانور کی نسل میں نر کے علاوہ
مادہ تو ختم ہی ہو جاتیں،

جزیرہ رامی کی آب و ہوا عمدہ اور
معتدل ہے، پانی انتہائی شیریں ہے، اس
میں مختلف شہر، دیہات اور چراگاہیں
ہیں، اس جزیرہ میں بقم ایک گھاس ہوتی
ہے، جو سیاہی میں دفلی کی طرح ہوتی
ہے، اس کا تنہ اور شاخیں سرخ ہوتی
ہیں، اس کی چھال سانپوں کے زہر کے
لئے تریاق کا کام دیتی ہے، اس کا تجربہ کیا
گیا تو یہ بات بالکل صحیح نکلی، اس جزیرہ
میں دم بریدہ بھی پائی جاتی ہیں،

اس جزیرہ کے جنگلوں میں ایسے
انسان پائے جاتے ہیں جو بالکل ننگے
رہتے ہیں، ان کی بات چیت بالکل سمجھ
میں نہیں آتی، اور وہ متمدن آدمیوں سے
دور بھاگتے ہیں،

ان جزیروں کے ساحل پر ایک قوم

هذا محال من غير مسموع
لان الامر لو كان كما وصفه لفنى
هذا النوع حتى لا يوجد الا ذكره،

وجزيرة الرامى طيبة الثرى
معتدلة الهواء عذبة المياه فيها
اعداد بلاد و قرى ومعقل وفى
هذه الجزيرة ينبت البقم ويشته
نباته نبات الدفلى بالسواد وخشبه
احمر وعرقه دواء من سم الافاعى
والحيات وقد جرب ذلك منه
فصح وفى هذه الجزيرة جواميس
لا اذنان لها۔

وفى غياض هذه الجزيرة ناس
عراة لا يفهم كلامهم وهم
يستوحشون من الناس،

(ص ۱۴-۱۵)

وبساحل هذه الجزيرة قوم

آباد ہے جو بڑی تیراک واقع ہوئی ہے، وہ عمدہ ہوا میں چلتے ہوئے جہاز کو تیر کر پکڑ لیتے ہیں، وہ جہاز والوں کو غنبر دے کر ان سے لوہا خریدتے ہیں، اور ان کو اپنے منہ میں دبا کر لے جاتے ہیں اس جزیرہ سے سونا برآمد کیا جاتا ہے، اس لئے کہ سونے کی کانیں یہاں بہت ہیں، اسی طرح کافور اور خوشبو اور مختلف قسم کی جڑی بوٹیاں، عمدہ اور خوبصورت موتی وغیرہ بھی یہاں ملتے ہیں، اور اس جزیرہ کی مسافت لنکا سے تین دن کی ہے۔

جزیرہ بلیق سے جو براہ راست چھین جاتا چاہے، اسے لنکا کو اپنے داہنے ہاتھ چھوڑنا پڑے گا۔

اور لنکا سے جزیرہ لکبالوس جسے لنجیالوس بھی کہتے ہیں، دس دن کا راستہ ہے، یہ جزیرہ بہت بڑا ہے اور یہاں کے لوگ گورے چٹے ہوتے ہیں، عورت مرد دونوں عموماً ننگے رہتے ہیں، اکثر عورتیں ستر پوشی کرتی ہیں،

يُحَقِّقُونَ الْمَرْكَبَ بِالْعُومِ
وَالْمَرْكَبُ تَحْرَى بِالرِّيحِ الصُّبْبَةِ
وَيَبْعُونَ الْعَبْرَ مِنْ أَصْحَابِ
الْمَرْكَبِ بِالْحَدِيدِ وَ يَحْمِلُونَهُ
بِافْرَاحِهِمْ ،

وَيَتَجَهَّزُ مِنْ هَذِهِ الْجَزِيرَةِ
بِالذَّهَبِ لِأَن مَعَادِنَهُ بَهَا كَثِيرَةً
وَيَتَجَهَّزُ أَيْضًا مِنْهَا بِالْكَافُورِ
وَالصُّبْبِ وَبِضُرُوبٍ مِنَ الْإِفَادِيَةِ وَ
الْبُلْبُلِ الْفَائِقِ فِي الْجُودَةِ وَمِنْ هَذِهِ
الْجَزِيرَةِ إِلَى سِرْنَدِيبِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ -

وَمَنْ ارَادَ أَنْ يَعْدَلَ مِنْ جَزِيرَةِ
بَلِيقِ (۱) الْمَذْكُورَةِ إِلَى الصِّينِ ،
جَعَلَ جَزِيرَةَ سِرْنَدِيبِ عَنْ يَمِينِهِ ،
وَمِنْ سِرْنَدِيبِ إِلَى جَزِيرَةِ
لَنْكَبَالُوسِ (۲) مَسِيرَةَ عَشْرَةِ أَيَّامٍ
وَتَسْمَى هَذِهِ الْجَزِيرَةُ أَيْضًا لَنْجِيَالُوسِ
بِالْجِيمِ وَهِيَ جَزِيرَةٌ كَبِيرَةٌ وَفِيهَا
الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَمْشُونَ عُرَا وَرَبَّمَا
اسْتَتَرَ النِّسَاءُ بِوَرَقِ الشَّجَرِ ،

(۱) اس جزیرہ بلیق کو سلیمان تاجر وغیرہ نے ملین لکھا ہے،

(۲) بعض جغرافیہ نویس اسے المہل اور بعض جزائر دیہ کہتے ہیں، غالباً یہ سب جزائر اور اس کے متعلق جزائر کے نام ہیں، ان میں سب سے بڑے جزیرے کا نام المہل ہے، دیپ سنسکرت میں جزیرہ کو کہتے ہیں، انہی جزائر میں غالباً ایک لنجیالوس بھی ہے، ابن بطوطہ نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے،

تاجروں کے چھوٹے بڑے جہاز یہاں
رکتے ہیں، اور یہاں کے باشندوں کو لوہا
دے کر ان سے عنبر اور ناریل خریدتے
ہیں، یہاں اکثر باشندے کپڑے بھی
خریدتے ہیں، جسے خاص خاص وقتوں
میں پہنتے ہیں،

خط استواء کے قریب ہونے کی
وجہ سے اس جزیرہ میں گرمی اور سردی
دونوں کم پڑتی ہے،

یہاں کے لوگوں کی خوراک کیلا،
تازہ مچھلی اور ناریل ہے، ان کی دولت
اور ان کا سب سے بڑا سامان زیست لوبا
ہے، وہ تاجروں سے ملتے جلتے ہیں۔

جزیرہ رامی کے جنوب میں
جزیرہ نیمال ہے، اس کا شمار آباد جزائر میں
ہوتا ہے اس میں ایک بڑا شہر ہے اس کے
باشندوں کی غذا ناریل ہے، اسی کو وہ کھاتے
بھی ہیں، اور اس کو بطور سالن استعمال کرتے
ہیں، اور نمبیز بنا کر پیتے بھی ہیں یہ بڑے
بہادر اور جنگ جو ہیں، باپ دادا سے ان
کی یہاں یہ عادت اور رسم چلی آ رہی ہے
کہ جب کوئی مرد کسی عورت سے

والتجار يدخلون اليهم في
المراكب الصغار والكبار
ويشترون من اهلها العنبر
والتاجيل بالحديد واكثر اهلها
يشترون الثياب فيلبسونها في بعض
الاقوات،

والحر والبرد في هذه الجزيرة
قليل لقرابهم من خط الاستواء

وضعام اهلها الموز والسمك
الطري والتاجيل واموالهم وجل
بضائعهم الحديد وهم يجالسون
التجار،

ومن جزيرة الرامی فی
جهة الجنوب جزيرة يقال لها
البنیمال (۱) و هی جزيرة عامرة فیها
مدینة کبیرة و اکل اهلها النارجل و
به يتأدمون و منه یتبذون و هم اهل
شدة و نجدة و من سیرتهم و عاداتهم
التي توارثها الابناء عن الابد ان الرجل
منهم اذا اراد (۲) ان یتزوج امرأة منهم
فانه یذهب - - - - -

(۱) اگرچہ جزیرہ نیمال کے بارے میں کچھ باتیں ہیں مگر یہاں (۲) یہ کوئی متبعہ نہیں ہے۔

شادی کرنا چاہتا ہے تو عورت کے گھر والے اس وقت تک شادی پر راضی نہیں ہوتے جب تک وہ ایک قتل نہ کر لے، چنانچہ یہ آدمی اس پاس کے مقامات کا چکر لگاتا اور گھات میں لگا رہتا ہے، جب وہ کسی کو قتل کر لیتا ہے، تو اس کی کھوپری لا کر پیش کرتا ہے، اور اس کے بعد جس عورت سے وہ پیغام دیتا ہے۔۔۔ یادے چکا ہوتا ہے، اس کی شادی کر دی جاتی ہے، یہاں تک کہ اگر کوئی دو تین سر لائے تو وہ دو تین شادی کر سکتا ہے، جو جتنے زیادہ قتل کرتا ہے، اس کی بہادری کا اتنا ہی زیادہ اعتراف کیا جاتا ہے، اور انتائی فخر و عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، اس جزیرہ میں ہاتھی کثرت سے ہوتے ہیں، اور یہاں انہیں، بید، نرکل، بانس وغیرہ کی پیداوار ہوتی ہے، اسی کے قریب جزیرہ جالوس ہے، ان دونوں کے درمیان دو دن کی مسافت ہے، یہاں کے باشندے سیاہ فام اور ننگے رہتے ہیں، یہ اتنے خونخوار ہوتے ہیں کہ آدمی تک کو کھا جاتے ہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ جب وہ کسی دوسرے ملک کے باشندے کو پا جاتے ہیں، تو اس کو باندھ کر الٹا لٹکا دیتے ہیں، اور اس کی تکاؤ ٹی کر کے کھا جاتے ہیں بعض جہاز رانوں کے ذریعہ معلوم ہوا

براس رجل یقتله، فیخرج الرجل یطوف جمیع النواحي المجاورة لهم حتی یقتل ویاتی بقحف راسه فاداء فعل ذلک زوج من المرأة التي خطبها و ان جاء براسین زوج امراتین و کذلک ان جاء بثلاثة رؤس زوج ثلاثة زوجات و نو قتل خمسین رجلا زوج خمسین و ذم شہد له اهل بلده بالیاس و النجدة و نظروا الیه بعین الفخر و الجلالة و فی هذه الجزيرة فینة كثيرة و بها البقم و الخیزران و القصب، (ص ۱۷)

و بالقرب منها جزيرة جالوس و بينهما مسافة يومین و اهلها قوم سود عراة یا کلون الناس و ذلک انه اذا سقط فی ایدیهم انسان من غیر بلادهم علقوه منکسا و قطعوه و اکمده قطعاً و ذکر بعض رؤساء المراكب ان اهل هذه الجزيرة اخذوا رجلا من اصحابه فنظر الیهم حتی علقوه و قطعوه قطعاً و اکلوه، و لیس هؤلاء القوم منک

کہ خود انکے بعض ساتھیوں کو وہ اسی طرح صاف کر گئے، ان کی نہ کوئی حکومت ہے اور نہ بادشاہ، ان کی غذا ناریل، مچھلی کیلا اور گنا ہے ان کے مکانات، بالکل جھاڑیوں کی طرح ہوتے ہیں، اور خیزران ان کی سب سے بڑی پیداوار ہے، مرد عورت سبھی ننگے رہتے ہیں، یہاں کے لوگ شادی بیاہ کے مواقع پر بھی کھلے بند مجمع میں ننگے ہی چلے جاتے ہیں، اور بسا اوقات اپنی لڑکیوں اور بہنوں سے ہی نکاح کر لیتے ہیں اور اس کو بالکل معیوب نہیں سمجھتے ان کا رنگ کالا اور چہروں کی ساخت ڈراؤنی اور بھونڈی ہوتی ہے، گردنیں اور پنڈلیاں لمبی ہوتی ہیں، اس جزیرہ (انڈمان) اور لنکا کے درمیان تین دن کی مسافت ہے،

اور لنکا سے لنجیالوس کی مسافت دس دن کی ہے، اور لنجیالوس سے کلہ بار (۱) کی مسافت چھ دن کی ہے،

ہندوستان اور چین کے کسی حصہ میں بھی انگور اور انجیر کی پیداوار نہیں ہوتی،

و غنائہم السمک والموز والنارحیل و قصب السكر ولہم مواضع یاءون الیہا شبیہ بالغباض والاحام و اکثر نباتہم الخیزران و ہم عراة لا یستترون بشئ کذلک نسائہم ایضاً و کذلک لا یستترون فی النکاح بل یاتونہ جہاراً و لا یرون بذلک بأساً و ربما فعل رجل منهم بنتہ و اختہ و یس یری بذلک عاراً و لا قبیحا و ہولاء القوم سود مناکیر الوجوہ مفننوا الشعور طوأل الاعناق و السوق مشوہون جداً و بین البینمان و جزیرۃ سرندیب ثلثۃ مجاز،

و من جزیرۃ سرندیب الی جزیرۃ لنجیالوس عشرة مجاز و من لنجیالوس الی جزیرۃ کلہ مسیرۃ ستہ ایام و سندکر هذه الجزیرۃ (فیما بعد بحول اللہ تعالیٰ)

(الجزء التاسع من الاقليم الاول)
.....ولا یوجد بجمیع بلاد الهند

(۱) یہ بندرگاہ ہے جو ہندوستان سے چین جاتے ہوئے پڑتا ہے،

وَالصَّيْنِ عَنبٍ وَلَا تَيْنِ الْبَتَّةِ وَ انَّمَا
يُوجَدُ عِنْدَهُمْ ثَمَارُ شَجَرٍ يَسْمَى
الشَّكِي وَ الْبِرْكِي (۱) وَ أَكْثَرُ مَا
يَكُونَانِ بِيَلَادِ الْفُلْفُلِ وَ هُوَ شَجَرٌ لَهُ
سَاقٌ غَنِيظَةٌ وَ وَرَقٌ شَبِيهَةٌ بِوَرَقِ
الْكَرْنَبِ اخْضَرٌ مَاءٌ هُوَ لَهُ ثَمَرٌ طَوِيلٌ
الشَّمْرَةُ أَرْبَعَةُ أَشْبَارٍ مُسْتَدِيرٍ شَبِيهٍ
بِالْمَنْدَلَاخِ هُوَ فَسْرَةٌ حَمْرَاءُ وَ فِي
جَوْفِهَا حَبٌّ مِثْلُ الْبَلُوطِ يَشْوِي فِي
النَّارِ وَ يُوَكَّلُ مِثْلُ مَا يُوَكَّلُ
الْقُسْطَلِ وَ طَعْمُهَا سَوَاءٌ لِحَمِّ هَذَا
الثَّمَرِ إِذَا أَكَلَ وَجَدَ لَهُ أَكْلَهُ طَعْمًا
شَهِيًّا لِذِيذَا يَجْتَمِعُ فِيهِ التَّفَاحُ وَ
طَبِيبُ الْكَشْمِيرِيِّ وَ بَعْضُ طَعْمِ الْمَوْزِ
وَ الْمَقْلِ وَ هُوَ ثَمَرٌ بِدِيعِ الصَّفَةِ شَهِيٍّ
الطَّعْمِ وَ هُوَ أَجَلُ مَا يُوَكَّلُ بِيَلَادِ الْهِنْدِ،

اُن کے یہاں (شکی و برکی) کٹھل نامی
ہوتا ہے، یہ سیاہ مریچ والے علاقوں
(یعنی دکن و بنگال) میں زیادہ ہوتا ہے،
اس کے درخت کا تنا موٹا اور اس کی
پتیاں کرب (۲) کی پتیوں کی طرح
ہوتی ہیں، اور اُن کا عرق سبز ہوتا ہے،
اس کا پھل چار چار بالشت تک لمبا ہوتا
ہے، اور عرض میں وہ خرزہ کی طرح
ہوتا ہے، اس کا چھلکا سبز اور اس کے
اندر بلوط کی طرح سچ ہوتے ہیں، اور یہ
سچ قسطل کی طرح بھون کر کھائے
جاتے ہیں، دونوں کا مزہ یکساں ہوتا
ہے، اس کا گودا (کو۲) کھانے میں بڑا
لذیذ، اس میں سیب، امرود اور کیلے
جیسا ملا جلا مزہ ہوتا ہے، یہ عجیب خوش
مزہ (۳) پھل ہے، ہندوستان کے اکثر

(۱) شکی چکی کا عرب ہے، ہندی میں کٹھن کو کہتے ہیں، صاحب مخزن الادویہ لکھتے ہیں ”چکی شتر درخت کے بہندی و
بنگالی آبل نامند و در بنگال بہ نسبت بلاد دیگر خورد و ازو خوب می شود“ (عجائب الاسفار ص ۳۱)

ان بطوط نے بھی اس کا ذکر کیا ہے، اس نے لکھا ہے کہ اس کا جو پھل زمین کے قریب ہوتا ہے اس کو برکی کہتے ہیں
اور وہ زیادہ شیریں ہوتا ہے اور جو اوپر لگتا ہے وہ کم شیریں ہوتا ہے..... اور اس کو شکی (چکی) کہتے ہیں، غالباً
اور برکی سے پہلے کسی عرب مصنف نے اس پھل کا ذکر نہیں کیا ہے۔

(۲) ان بطوط نے لکھا ہے کہ اس کی پتیاں اخروٹ کی پتیوں کی طرح ہوتی ہیں۔

(۳) ان بطوط نے بھی اس کی لذت کی تعریف کی ہے، بار نے بھی مزہ کی تعریف کی ہے مگر یہ لکھا ہے کہ ”اس بد
بیت و بد مزہ بیوہ است“

(ص ۱۹)

و قد یوجد ببلاد الهند نباتاً
تسمى العنبا و هو شجر کبیر شبہ
شجر الحوز و ورفہ کورفہ و له ثمر
مثل ثمر المقل حلاً اذا عقد فی اولہ
و یجمع فی ذلک الخین فیعمل
بالحل ویکون طعمہ کطعم الزیتون
سواء و هو عندهم من الکوامخ
الشہیة،

علاقوں میں یہ کھایا جاتا ہے،

ہندوستان میں ایک اور پھل پایا جاتا
ہے جسے آم (عنا) کہتے ہیں، اس کا
درخت اخروٹ کے درخت کی طرح
بہت بڑا ہوتا ہے اور پتیاں بھی اسی کی طرح
ہوتی ہیں، اس کا پھل مقل کے پھل کی
طرح گٹھلی دار اور نہایت ہی شیریں ہوتا
ہے، اس کو سرکہ میں ڈال کر اس کا اپار
بھی بناتے ہیں اپار کا مزہ بالکل زیتون کی
طرح ہوتا ہے، اس کا شمار ہندوستان کے
لذیذ ترین میوہ جات میں ہوتا ہے،

(الجزء العاشر من الاقليم الاول)
وجميع اهل الهند والصين يقتنون
السارق و يودون الامانة و ينصفون من
انفسهم من غير احتیاج الى حاكم و
مصیح كل ذلک منهم طبعاً و سحیة و
اخلاقاً خلقوا بها و طبعوا عبيها۔

ہندوستان اور چین دونوں جگہوں
میں چور کو قتل کر دینے کا رواج ہے،
یہاں کے لوگ بڑے امانت دار اور
منصف مزاج ہوتے ہیں، اپنے معاملات
کا آپس میں پنچایت سے فیصلہ کر لیتے
ہیں، ان کو عدالت اور پولس تک جانے
کی نوبت آتی ہی نہیں، عام طور پر یہاں
کے لوگوں کی یہی طبیعت و سیرت ہے،

و ایضا فان هذا البحر الصینی مع ما
یلیه من بحر الصف و بحر الاروی و
بحر هرکند و بحر عمان یوجد بها الممد

بحر چین اور اس سے متصل جو
بحر صنف، بحر ہند، اور بحر عمان وغیرہ ہیں
ان سب میں مد و جزر ہوتا ہے، اور یہ

و الجزر و قد حکوا عن بحر عمان و
بحر فارس ان المد و الجزر یکونان
فیہما مرتین فی الیوم و الیلۃ و حکى
ربانیوا البحر الہندی و البحر الصینی
ان المد و الجزر یکونان مرتین فی
السنة فمرة یمد فی شہور الصیف
شرقاً و یجزر ضده البحر الغربی ثم
یرجع المد غرباً ستة اشہر،

(ص ۲۱)

بھی میان کیا جاتا ہے کہ بحر عمان اور بحر
فارس میں دن رات میں دوبارہ جزر
ہوتا ہے، اور بحر ہند اور بحر چین کے جہاز
رانوں کا بیان ہے کہ ان دونوں دریاؤں
میں سال بھر میں دوبارہ جزر ہوتا ہے،
ایک بار گرمی کے مہینوں میں پورنی حصہ
میں مد ہوتا ہے، اور مغربی حصہ میں جزر
رہتا ہے، اور پھر دوسری ششماہی میں
مغربی حصہ میں مد ہوتا ہے، اور مشرقی
حصہ میں جزر ہوتا ہے،

بحر ہند اور بحر چین میں جتنے چھوٹے
یا بڑے سفری جہاز آتے ہیں، وہ بہت ہی
مضبوط لکڑی کے اور عمدہ ساخت کے
ہوتے ہیں، ان میں دو پہرے لگائے
جاتے ہیں، ان کے کنارے ایک
دوسرے پر چڑھے ہوتے ہیں، اور ان کو
جوڑوں کو سوراخ کر کے ہاریں یا کھجور کی
مضبوط بتی ہوئی رسی سے باندھ دیا جاتا
ہے، اور ان کے اوپر آلے اور بابہ کی چرئی
کی پالش کر دی جاتی ہے، بابہ ایک دریائی
جانور ہے، جو بحر چین اور بحر ہند میں پایا
جاتا ہے، وہ تقریباً سوا تھ لہا اور ۲۰ تھ
چوڑا ہوتا ہے، اس کی پیٹھ کی بڑی

و کل ما فی البحر الہند و
الصین من المراكب السفریۃ صغاراً
کانت او کثاراً فانہا مشأۃ من
الخشب المحکمہ شجرہ و قد حمل
احراف بعضہ علی بعض و ہند و
حرر بالیاف و جفط بالذقیق و
شحم النابۃ و البابۃ کبیرۃ تکون
فی بحر الہند و الصین منها ما یکون
طویلہ، نحو من مائۃ ذراع فی عرض
عشرین ذراعاً ینبت علی سنام
ظہرہ حجارۃ صدفیۃ و ربما
تعرضت لمراکب فکسرتھا و
حکى بعد الرانیوں انہم یرشقونہا

کے اوپر پیہ کی طرح کا سخت پتھر ربت ہے، جب کبھی وہ کسی جہاز سے نکل لیتا ہے تو اس کو پاش پاش کر دیتا ہے، بعض جہاز راں بیان کرتے ہیں کہ وہ جب اسے دیکھتے ہیں، تو اس پر تیر اندازی کرنی شروع کر دیتے ہیں، اس وقت وہ راستہ سے ہٹ جاتا ہے ان کا یہ بھی بیان ہے کہ وہ چھوٹے چھوٹے بالوں کا شکار کر کے ان کا گوشت جب ہانڈی میں پکانے کے لئے ڈالتے ہیں تو سارا گوشت پگھل بیوئی چرلی کی طرح ہو جاتا ہے،

بالسہام قتنحی عن طریقہم و ذکر و
ایضا انہم یتصیدون باصغر
منہا فیضخونہا فی القدور فیذوب
جمیع لحمہا و یعود شحما مذاہا۔

(ص ۲۱)

اس جانور کی چرلی کے روغن سے یمن عدن اور دوسرے ساحلی مقامات کے لوگ عام طور پر واقف ہیں اور فارس اور ساحل عمان اور بحر ہند اور بحر چین کے لوگ تو اپنے جہازوں کو رسیوں اور کیلوں سے نتھ دینے کے بعد اسی کے روغن سے اس کے درار بند کرتے ہیں، اور ہندوستان اور چین کے بادشاہ اونچے سے اونچے ہاتھی رکھنے کے بڑے شوقین ہوتے ہیں اور وہ اس میں بڑی دولت خرچ کرتے ہیں، عام طور پر ہاتھی کی اونچائی ۹ ہاتھ ہوتی ہے،

هذا الدهن مشہور ببلاد الیمن
فی عدن و غیرہا من المدن
الساحلیة و فی بلاد فارس و ساحل
عمان و بحر الهند و الصين و هو
عمدہتم فی سناخروق المراكب بعد
خرزہا،

و ملوک الهند و الصين ترغب
فی ارتقاء ظہور الفیلة و تزید فی
اثمانہا الذہب الکثیر، و اوقعہ تسعة
اذرع الافیئة الاخوار فانہا عشرة
اذرع واحد عشر ذراعا، (ص ۲۲)

جنتی، جنتی، جنتی، جنتی، جنتی، جنتی، جنتی، جنتی
جنتی، جنتی، جنتی، جنتی، جنتی، جنتی، جنتی، جنتی

میں نے یہاں

تجارت بہت کم ہے، وہ اپنی بہت

وہ کہتا ہے کہ اگرچہ وہ ایک نوجوان ہے مگر اس کی عمر پانچ سو سال ہے۔

یہ سب باتیں سن کر وہ بے اختیار ہنسنے لگا اور کہا:

[illegible]

بعض افراد اور دانشور اس کے متبرک کر کے

[illegible]

۴۰۰

[illegible]

وہاں پہنچے تھے وہاں پہنچے
وہاں پہنچے تھے وہاں پہنچے

وَقَدْ أَتَى الْبَيْتَ فِي يَوْمٍ مِثْلِهِ
بِأَمْرِ الْمَلِكِ وَفِي يَوْمٍ مِثْلِهِ

(۲) و بعد از آن جنس را با دست چپ در دهان می کشند

لا بد من العلم بالحق والعدل
ولا بد من العلم بالعدل والحق

لا يفتقر الى

۱۰۰
 ۹۰
 ۸۰

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲

سید و سید (د کابل) د سید و سید (د کابل)

(A) $\frac{1}{x^2} = x^{-2}$

وہ جس نے اسے دیکھا ہے وہ اسے دیکھا ہے

الاشيا كثرية و لا يشرف الا شرفا قليلا و لا يكون في
الاشيا كثرية و لا يشرف الا شرفا قليلا و لا يكون في

[illegible][illegible][illegible]

وہو، ویتنام، ویتنام، ویتنام (۵)

[illegible]

پیالوں سے زیادہ اس لئے نہیں پیتے کہ
کیس بد مست نہ ہو جائیں، یہ برہمنوں
کو اپنی لڑکیاں دیتے ہیں، لیکن برہمن
ان کو اپنی لڑکیاں نہیں دیتے۔

(۴) چوتھی جاتی شودروں کی ہے، یہ
کسان لوگ ہیں جو کھیتی باڑی کا کام
کرتے ہیں،

(۵) پانچویں جاتی ویشوں کی ہے یہ
کاروباری اور اہل پیشہ قسم کے لوگ
ہوتے ہیں،

(۶) چھٹی جاتی سندالیہ یعنی چنڈالیوں
کی ہے، گانا بجانا ان کا پیشہ ہے، ان کی
عورتیں خوبصورت ہوتی ہیں،

(۷) ساتویں جاتی ڈوم ڈھاریوں کی
ہے، ان کا رنگ گندمی ہوتا ہے، یہ لہو و
لعب کے رسیہ ہوتے ہیں گانے بجانے
کے تمام آلات ان کے پاس رہتے ہیں۔

ہندوستان کے مذاہب : ہندوستان
میں ۴۲ مذہبی فرقے ہیں، بعض خدا
اور انبیاء دونوں کو مانتے ہیں اور بعض
خدا کے تو قائل ہیں مگر سلسلہ انبیاء
کے منکر ہیں، اور بعض بالکل ناستک ہیں،
یعنی خدا اور رسول کسی کو نہیں مانتے،

اقداح ، فقط ولا یسرفون فی
شربہا ، مخافة ان یفارقوا عقولہم ،
و هذا الطبقة یتزوجون فی البراہمة
و البراہمة لا تتزوج فیہم

(۴) و بعد ھولاء الشوریة و ھم
الفلاحون و اصحاب الزراعة۔

(۵) و بعد ھم الفسیة ، و ھم
اصحاب الصناعات و المہن

(۶) و منهم السندالیہ و ھم
اصحاب النحون و فی نساء ھم
جمال مشہور

(۷) و منهم البرکة و ھم سمر ،
اصحاب لہو و لعب و معارف
و انواع من الآلات

و مذاہب اکثر اہل الہند
اثنتان و اربعون ملة :- فمنہم من
یثبت الخالق (والرسول) و منهم
یثبت اللہ و ینفی الرسل ، و منهم
من ینفی الکل ، و منهم من یتوسط
بالاحجار المنحوتة و منهم من

بعض اصنام کو خدا کے تقرب کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور بعض ناتراشیدہ پتھروں یعنی پنڈوں پر گھی اور چرملی وغیرہ چڑھا کر سیس نوا کر ان کو وسیلہ تقرب الہی بناتے ہیں، ان میں بعض اگنی پوجا کرتے ہیں، اور اس سے اپنے نفس کو جلاتے اور تپاتے ہیں، بعض سورج کی پوجا کرتے ہیں، اور اس کے بارے میں یہ اعتقاد رکھتے ہیں، کہ وہ عالم کا خالق اور مدبر ہے، ان میں بعض درختوں کی پوجا کرتے ہیں، اور بعض سانپوں اور اژدہوں کی، یہ سانپوں کو حفاظت سے پالتے اور ان کو کھلا پلا کر زندہ رکھتے ہیں، اور ان کو خدا تک پہنچنے کا ذریعہ بتاتے ہیں، بعض ایسے بھی ہیں، جو نہ تو کسی مخلوق کی عبادت کرتے ہیں، اور نہ خالق کی، بلکہ سب کا انکار کرتے ہیں، آگے ہم اور بہت سی باتیں اہل ہند کے سلسلہ میں ذکر کریں گے۔

اہل ہند اور اہل چین عام طور پر خدا کے خالق ہونے کے قائل ہیں، بلکہ اس کو حکمت اور ازلیت سے بھی متصف مانتے ہیں، لیکن رسولوں اور

یتوسط بالاحجار المقدسة، یصب علیہا الدھن و الشحم و یسجد لها و منهم من یعبد النار و یحرق نفسه بها، و منهم من یعبد الشمس و یسجد لها و یعتقد انها الخالقة المدبرة للعالم، و منهم من یعبد الشجر، و منهم من یعبد الثعالبین یحیطونہا بحضائر و یضعمونہا ارزاقا مقدرة و ہم یتوسلون، بها، و منهم من لا یتعب نفسه بعبادة شئی (ولا غیرها) و ینکر النکر، و سندر الامور الهندية واحد فواحداً بعد هذا بیمن الله و تسدیده

..... و اهل الهند و الصين کلهم لا ینکرون الخالق و یشتونہ بحکمته و صنعته الازلیة، و لا یقولون بالرسول و لا بالکتب و فی کل حال

لا يفارقون العدل والانصاف، کتب سماوی کے قائل نہیں ہیں، مگر اس کے باوجود عدل وانصاف کا دامن کبھی نہیں چوڑتے۔

و اهل الاقليم الاول كلهم سمر او سود فاما اهل الهند والسند والصين و كل من احتضن منهم البحر فألوانهم (سمر او سود) اقليم اول کے تمام باشندے گندمی یا سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں، اسی طرح ہندوستان، چین اور سندھ کے ساحلی باشندوں کا رنگ یا تو گندمی ہوتا ہے یا سیاہ۔

..... والياقوت بانواعه لا يوجد الا بجزيرة سرنديپ و كذلك الدابة (التي في بحر اليمن و بحرر كند المسماة بالبابة لا توجد الا في هذا البحر دون غيره۔

الجزء السابع من الاقليم الثاني ان المدائن التي في هذا الجزء السابع من الاقليم الثاني هي كيه و كيز و ارمابيل، و بند، و قصر قند و فيزبوز و الخور، قبلى و منجابرى و الديبل و النيرون و

اقليم ثانی جزو سابع (۱) اقليم ثانی کے ساتویں حصہ میں حسب ذیل شہر پڑتے ہیں، (۱) کیه (۲) کیز (۳) ارمابیل (۴) ہندا (۵) قصر قند (۶) فیزبوز (۷) الخور (۸) قنبلی (۹) منجابری (۱۰) دیبل (۱۱)

(۱) یہ سند کا ساحلی شہر ہے، (۲) یہ صوبہ بحر ان کا پایہ تخت تھا، (۳) اس کو دوسرے جغرافیہ نویس ارمن بیلہ بھی کہتے ہیں، یہ کسی زمانہ بڑے شہروں میں تھا، سمندر سے محض $\frac{1}{4}$ میل کے فاصلہ پر ہے، یہ دیبل اور کران کے پچ میں پڑتا ہے۔ (۴) قصر قند اور ہندوؤں کے شہر تھے (۵) اس کے بارے میں پوری تفصیل پہلے حصہ میں آچکی ہے اور کچھ تفصیل آگے آئے گی۔

(۱۱) نیرون (۱۲) منصوریه (۱۳)	المنصورة و وندان و اصفه و
روندان (۱۴) اصفہ (۱۵) درک (۳)	درک و ماسورجان و قزدار
(۱۶) ماسورجان (۱۷) قزواری (۱۸)	و کیزکانان و قدیرا و بسمد و
کیزکان (۱۹) قدیرا (۲۰) و بسمد (۲۱)	الطویران و الملتان و الجلندور و
الطویران (۲۲) ملتان (۲۳)	السندور والرود، واتری و قالری و
چندور (۲۴) سندور (۲۵) رود (۲۶)	بشری و مسوم و سدوسان و بانیہ و
اتری (۲۷) قالری (۲۸) بشری (۲۹)	مامہل و کنباہ و سوبارہ و سندان
مسوم (۳۰) سدوسان (۳۱) بانیہ (۳۲)	و سیمور و اساول و فلفقہ و راسک
مامہل (۳۳) کنباہ (۳۴)	و شروسان و کوشہ و کشدوسورہ
سوبارہ (۳۵) سندان (۳۶) سیمور (۳۷)	و منہہ و محیاک و مالون و قالیرون
اساول (۳۸) ظہرہ (۳۹)	و بلین،
راسک (۴۰) شروسان (۴۱) کوشہ	
(۴۲) کشد (۴۳) سورہ (۴۴)	

(۱) اس نو مسلمانوں نے آباد کیا اور ایک مدت تک سندھ کا پایہ تخت تھا، اس کو محمد بن قاسم کے لڑکے عمر نے حکم بن عوان والی سندھ کے حکم سے تعمیر کیا، اس علاقہ کا پرانا نام برہمن آباد تھا، محمد بن قاسم کے بعد اس علاقہ کے لوگوں نے بغاوت کر دی تھی مگر فاتح سندھ کے لڑکے نے دوبارہ اسے حاصل کیا، اسی فتح، نہت کی خوشی میں اس شہر کا نام منصورہ رکھ دیا گیا،

(۲) یہ موجودہ پاکستان ریاست خیرپور کا حصہ ہے، (۳) ایضاً (۴) یہ صوبہ طوران کا ایک شہر تھا، مگر بعد میں ایک چھوٹی سی ریاست کی حیثیت اختیار کر لی تھی، ان جو قل نے اپنے نقشہ میں اس کا ذکر کیا ہے، (۵) اس کا اصلی نام کیکان تھا، جسے عربوں نے قیقان اور کیزکان کر دیا ہے، اب یہ علاقہ قلات کہلاتا ہے، (۶) سندھ اور مکران کے درمیان ایک چھوٹی سی ریاست تھی، جس کے دارالسلطنت کانام بھی طوران تھا، غالباً بعد میں اس کا دارالسلطنت قزواری ہو گیا، (۷) اس کی تفصیل پہلے بھی آچکی ہے، اور آئندہ صفحات میں بھی کچھ تفصیل آئے گی۔ (۸) اتری، قالری، سدوسان اور مانیہ وغیرہ سندھ کے شہر تھے، (۹) یہ کنباہیت کی عربی شکل ہے، یہ صوبہ گجرات کا ساحلی شہر ہے، یہ جگہ ہید، ناریل، چاول، شہد کے لئے مشہور تھی، یہاں کے بے دئے جوتے ساری دنیا میں برآمد کئے جاتے تھے، (۱۰) یہ تینوں شہر سندھ کے علاقہ میں پڑتے ہیں، سوبارہ اصل میں سوبارہ اور میسور چیمور ہے، سوبارہ اور سندان سمندر سے ۱۵ میل کے فاصلہ پر واقع تھے، چیمور سے لکھا کا فاصلہ ۱۸۰ میل ہے جاتا ہے۔

منہۃ (۳۵) محیاک (۴۶) مالون (۴۷)

قالیرون (۴۸) ملین

ان مقامات کے جائے وقوع اور
فاصلے کے بارے میں اور یسی کی رائے

پہلے حصہ میں ان مقامات کی تشریح کے سلسلہ
میں ان حوقل، اصطخری اور مسعودی وغیرہ کے

بیانات کا کچھ خلاصہ آچکا ہے، اور کچھ باتیں اوپر حاشیہ میں درج کر دی گئی ہیں، اب خود
اور یسی نے جو کچھ لکھ ہے اس کا خلاصہ درج ذیل ہے، جہاں اس کے اور دوسرے جغرافیہ
نویسوں کے بیان میں اختلاف ہوگا، حتی الامکان اس کی نشاندہی کر دی جائے گی۔

و فی بحر هذه الجزء ، جزيرة
ثارة وجبالا کسیر و عویر والدردور
و جزيرة الدیل و فیها مدینة
کسکھارو جزيرة اوبکین و جزيرة
المیدو جزيرة کولم مئی و جزيرة
سندان۔

بحر ہند کے اس حصہ میں جزیرہ
ثارہ اور کسیر (۱) و عویر دردور کے
پھاڑ پڑتے ہیں اسی میں جزیرہ دیبل
ہے، اسی حصہ میں کسکھار (۲) شر،
جزیرہ اوبکین، جزیرہ مید (۳) اور
جزیرہ کولم ملی (ٹراونکور کو چین ہے)

و فی کل هذه الاقالیم امم و
عالم، مختلفو الادیان واللباس
والعادات، و ها نحن لکل ذالک
و اصفون و عنده بما صح من ذالک

اوپر جن شہروں، صوبوں اور
علاقوں کا ذکر ہوا ہے، ان میں مختلف
قومیں اور مختلف گروہ آباد ہیں، جن کا دین
مذہب اور لباس و عادات مختلف ہیں،

(۱) یہ غالباً کیرتھر کی بجزی ہوئی شکل ہے، جو سندھ کا مشہور پھاڑی سلسلہ ہے، یہی سلسلہ سندھ کو
بلوچستان سے علیحدہ کرتا ہے، (۲) سندھ میں سکروارہ ایک ندی کا نام ہے، ممکن ہے اس نام کا کوئی
شہر بھی ہو جس نے کسکھار کی شکل اختیار کر لی ہو، (۳) جزیرہ مید ممکن ہے جزیرہ مید سے مراد
جزیرہ منوارہ ہو جو کراچی سے تھوڑے فاصلہ پر بحر عرب میں واقع ہے، یا سندھ کی قدیم قوم میڈ کے
علاقہ کو جزیرہ مید کہا گیا ہو عمران برکی نے اس علاقہ میں ایک پل بنوایا تھا۔

و اصفون و عنده بما صح من ذلك
مخبرون ، و بالله التوفيق۔

بحر فارس (بحر عرب) کا مشرقی حصہ

فنعول ان اول هذه الجزء باخذ
من شرقى البحر الفارسى ،

فاما جنوبه فيه مدينة الديبل ، و
مدينة الديبل كثيرة الناس ، جذبة
الارض ، قبيلة الخصب ، ليس بها
شجر و لا نخل و جبالها جرد و
سهولها قشقة عديمة النبات ،
اكثر بنيانهم بالطين و الخشب ، و
انما سكنها اهلوها بحسب انها
فرضة لبلاد السند و غير ها ،
وتجارات اهلها من وجوه شتى و
اسباب متفرقة يتصرفون فيها

ان کے بارے میں صحیح ذرائع سے جو
باتیں معلوم ہوئی ہیں ، ان کو ہم یہاں
بیان کرتے ہیں

اس اقلیم کا پہلا حصہ بحر فارس
کے مشرق سے شروع ہوتا ہے۔

بحر فارس کے جنوب میں دیبل
ہے ، یہ شہر آباد ضرور ہے مگر یہاں کی
زمین بخر اور بہت کم زرخیز ہے ، نہ اس
میں درخت اگتے ہیں ، نہ کھجور ، اس
کے پہاڑ بالکل چٹیل اور میدان بالکل
بے آب و گیاہ ہیں ، یہاں کے لوگ
مکان لکڑی اور مٹی کے بناتے ہیں ،
یہاں کی آبادی اس وجہ سے ہے کہ یہ
سندھ اور دوسرے مقامات کی بندرگاہ
ہے ، متعدد وجوہ کی بنا پر یہاں کے
لوگوں کی تجارتیں قائم ہیں ، اور ان کو
مختلف قسم کے سامان کے لین دین کا
موقع ملتا ہے۔

یہاں عمان کے جہاز مختلف قسم
کے سامان اور ضروریات کی چیزیں
لے کر آتے ہیں ، چین اور ہندوستان
کے جہاز کپڑے چینی مصنوعات اور

وايضا ان مراكب العمانيين
تقصد ها بأمتعتها و بضائعها و قد
ترد عليها مراكب الصين و
الهند بالثياب والامتاع الصينية

ہندوستانی عطریات لے کر لنگر انداز ہوتے ہیں، یہاں کے باشندے چونکہ بڑے خوش حال اور دولت مند ہیں اس لئے پورے پورے جہاز کے سامان کو تخمینہ قیمت لگا کر خریدتے اور ذخیرہ کر لیتے ہیں، جب یہ جہاز اپنے اپنے ملکوں کو واپس چلے جاتے ہیں، اور بازار سامان سے خالی ہو جاتے ہیں تو یہ اپنا سامان باہر نکالتے اور من مانے طریقے سے فروخت کرتے ہیں، ان کو باہر بھی لے کر جاتے ہیں، اور ادھار بھی دیتے ہیں، غرض جس طرح چاہتے ہیں، وہ تصرف کرتے ہیں،

دریائے سندھ جہاں گرتا ہے، اس کے مغرب جانب چھ میل کے فاصلہ پر دبیل واقع ہے۔

دبیل سے ۳۶ میل پر نیرون ہے، یہ شہر دبیل اور منصورہ کے درمیان پڑتا ہے، جو شخص دبیل سے منصورہ جانا چاہے گا، اسے نیرون ہی کے پاس دریائے سندھ کو عبور کرنا پڑے گا۔

نیرون کا نہ تو رقبہ ہی بڑا ہے اور نہ آبادی زیادہ ہے، اس میں ایک بہت مضبوط

والافاویۃ العطریۃ الہندیۃ، فیشترۃ من ذالک جزافاً لانہم اہل یسار واموالہم کثیرۃ، فیمسکونہا، حتی اذا سارت المراكب عنہم و خلت السلع اخرجوا امتعتہم و باعوا و سفروا الی البلاد وقارضوا و تصرفوا فی اموالہم کیف شاءوا،

دبیل کا جائے وقوع | و بین الدبیل و

موقع نہر مہران الاعظم ستۃ امیال فی جہۃ المغرب منہا۔

نیرون | و من الدبیل الی نیرون

(وفی غربی مہران ثلث مراحل، و ہی فی وسط الطریق الی المنصورۃ و بہا یجوز نہر مہران من جاء من الدبیل یرید المنصورۃ۔

والنیرون مدینۃ لیست بالكبیرۃ و لا بالكثیرۃ الاہل، و علیہا حصن

قلعہ ہے، یہاں کے باشندے بڑے خوش حال ہیں، درخت و نباتات یہاں بہت کم ہیں، یہاں سے منصورہ کا فاصلہ ۳۶ میل سے کچھ زیادہ ہے،

منصورہ کو دریائے سندھ کی ایک شاخ گھیرے ہوئے ہے، اور دریائے سندھ جہاں سے مغرب کی جانب مڑتا ہے وہیں واقع ہے،

دریائے سندھ اپنے منبع سے قالری تک ایک ہی ربتا ہے، لیکن جب قالری پہنچتا ہے، تو اس کی دو شاخیں (مغربی و مشرقی) ہو گئی ہیں، قالری اس مغربی شاخ پر واقع ہے، اور منصورہ سے اس کا فاصلہ ۱۲ میل ہے، اس کی بڑی شاخ منصورہ تک جاتی ہے اور دوسری شاخ وہاں سے شمال کی جانب شروسان کی طرف چلی جاتی ہے،

..... پھر یہ شاخ مغرب کی جانب مڑتی ہے، یہاں تک کہ پھر اپنی دوسری شاخ سے مل جاتی ہے، یہ دوسری شاخ جو منصورہ کے نشیب سے گذرتی ہے،

حصین و اہلہا، میاسیر ولہم قلیل شجر، و منها الی المنصورة ثلث مراحل و بعض مرحلة“

منصورہ | والمنصورة مدينة يحيط بها ذراع من نهر مهران و يبعد عنها و هي على معظم مهران من جانب الغربي

دریائے سندھ کی دو شاخیں | ومهران یاتی من منبعه حتى اذا وصل الى مدينة قالری التي هي في غربي النهر و بينها و بين المنصورة مرحلة انقسم قسمين و سار معظمه الى المنصورة و مر الذراع الثاني منه اخذاً مع الشمال الى ناحية شروسان ثم اخذ راجعاً في جهة المغرب الى ان يلتصق بصاحبه و هو القسم الثاني من النهر و ذلك اسفل مدينة المنصورة و على نحو اثني عشر ميلاً منها فيصيران واحداً و يمر منها الى نبرون ثم الى البحر،

(ص ۳۰)

پھر بارہ میل کے بعد دونوں شاخیں
ایک ہو جاتی ہیں، پھر یہ دریائے سندھ
نیرون سے ہوتا ہوا سمندر (بحر عرب)
میں گر جاتا ہے،

منصورہ کا رقبہ طول و عرض میں
میل در میل ہے، آب و ہوا گرم ہے،
کھجوروں اور گنے کی پیداوار کثرت سے
ہوتی ہے، میوہ جات و فواکھات کی
پیداوار یہاں بالکل نہیں ہوتی، البتہ
ایک پھل سیب کے برابر پیدا ہوتا ہے،
جسے یہاں کے لوگ یمونہ (لیمون)
یاری (گی) کہتے ہیں یہ بہت ہی زیادہ ترش
ہوتا ہے، یہاں ایک پھل اور ہوتا ہے
جس کا مزہ شفتالو کی طرح ہوتا ہے،

منصورہ ایک نو آباد شہر ہے، جسے
منصور (۱) عباسی نے اپنے ابتدائی
زمانہ خلافت میں آباد کیا تھا، اور اسی کے
نام سے یہ منسوب ہو گیا، اس نے چار
طوائع میں چار شہر آباد کئے اور ان کے
بارے میں اسے یہ گمان تھا کہ یہ کبھی

و مقدار المنصورة في الطول
نحو ميل في عرض ميل و هي
مدينة حارة بها نخل كثير و قصب
سكر، و ليس نهم شئ من الفواكه
الانواع من الثمر على قدر التفاح
يسمونه اليمونة، وهو حامض
شديداً الحموضة، ولهم فاكهة
اخرى تشبه الخوخ و تقاربه في
الطعم،

و مدينة المنصورة محدثة بناه
المنصور من بنى العباس في صدر
ولايته، فنسبت اليه و بناه هذا الملك
الملقب بالمنصور اربع مدن باربعة
طوائع و قد راى في علمه (في
ذلك) انها لا تخرب ابدا (واحد

(۱) اور یہی کا یہ بیان صحیح نہیں ہے، اس کو منصور و منصورہ کے نام کی وجہ سے دھوکہ ہوا، اوپر ذکر آچکا
ہے کہ اس کو فاتح سندھ محمد بن قاسم کے لڑکے عمر نے والی سندھ حکم بن عوانہ کے حکم سے بنایا تھا، اور
یہ فتح و نصرت کی خوشی میں آباد کیا گیا تھا، اس لئے اس کا نام منصورہ رکھا گیا۔

برباد نہ ہوں گے، ان چاروں میں ایک
بغداد عراق میں، منصورہ سندھ میں،
مضیہ، بحر شام کے کنارے اور رافقہ
جزیرہ میں ہے،

منصورہ کا رقبہ بھی بڑا ہے
اور آبادی بھی کثیر ہے، یہاں بڑے
بڑے مالدار تاجر ہیں، یہاں کی عام
دولت جانور کھیتی اور باغات ہیں، ان
کے مکانات کچی اور پکی اینٹوں اور
چونے کے بنے ہوتے ہیں، شہر کشادہ
ہے، ان کے باشندوں کے لئے بہت
سی تفریح گاہیں اور آرام کے اوقات
ہیں، یہاں تاجر کثرت سے ہیں، بازار
بہت آباد اور ضروریات زندگی کثرت
سے ملتی ہیں، یہاں عام لوگوں کی وضع
قطع اور لباس عراقیوں کی طرح ہوتا
ہے، (یہ عربوں کے اثر کی وجہ سے
تھا) البتہ یہاں کے حکمران ہندوستان
کے راجاؤں کی طرح کرتے پہنتے اور
جٹائیں رکھتے ہیں،

ان کے سکے یعنی دراہم چاندی
وتانے سے بنتے ہیں، ان کے ایک درہم
کا وزن پانچ (عربی) درہم کے برابر

ہذہ البلاد الاربعة، بغداد فی
العراق، و. ہذہ المنصورة فی
السند، والمصيصة علی بحر الشام
والرافقة بارض الجزيرة۔

و المنصورة مدينة كبيرة فيها
بشر كثير وتجار مياسير و اموال
ماشية و زروع و حدائق و بساتين
و بنائها بالبن و الاحجر و الجص
و هي فرجة المساكن و لاهلها
نزهات و ايام راحت و التجار بها
كثيرون و الاسواق قائمة و
الا رزاق دارة، و زيهم و لباس
عامتهم زي العراقيين، و ملوكهم
يتشبهون، بموك الهند فی لباس
القراطق اسبال الشعور

(ص ۳۱)

ودراهم فضة و نحاس و وزن
الدراهم عندهم خمسة دراهم،
وربما جلبت اليهم الدراهم

الطاطرية في تعاملون بها۔

ہوتا ہے، اور کبھی کبھی طاٹری وراہم بھی
طاٹری میں آجاتے ہیں، اور ان سے بھی
خرید و فروخت اور لین دین کرتے ہیں،
یہاں مچھلیاں بہت آتی ہیں، اور
گوشت بھی بہت سستا ہے، کچھ پھل
یہاں بھی پیدا ہوتے ہیں، مگر زیادہ تر یہ
باہر سے آتے ہیں،

و یصاد بهذه المدينة حوت
كثير، واللحم بها رخيص، و
الفواكهه مجنوبة اليها و بها ايضا
فواكه،

ہندی زبان میں منصورہ کا نام
بامیرمان ہے

واسم المنصورة بالهندية
بامیرمان

سندھ کے بعض اور شہروں کے نام یہ ہیں

(۱) دیبل (۲) نیرون (۳) بانپہ
(۴) قالری (۵) اتری (۶) سدوسان
(۷) چندور (۸) سندور (۹) منجاہری
(۱۰) ہسمد ملتان، ان تمام شہروں کا شمار
سندھ میں ہوتا ہے،

و هي والديبل والنيرون و بانية
وقالري، و اتری و سدوسان و
الجنودود، و السندور و منجاہری و
بسمد والملتان۔ كل هذه المدن
من السند و محسوبة فيها۔

بانپہ : بانپہ ایک چھوٹا سا شہر ہے،
ہر طرح کا سامان زیست کثرت سے اور
ارزاں ملتا ہے، یہاں کے باشندے
مختلف رنگ و نسل کے ہیں، ان کو ہر
طرح کا فراغت عیش اور زرخیزی
حاصل ہے، ان کی اکثریت دولت مند ہے۔

فاما بانية فهى مدينة صغيرة
كثيرة النعم رخيصة الاسفار و
اهلها اخلاط و لهم رفاهة عيش و
كثرة خصب على انفسهم و
اكثرهم ميا سیر۔

بانپہ سے منصورہ کا فاصلہ چھتیس
میل ہے اور بانپہ سے ماہل ۷۲ میل

و من هذه المدينة الى المنصورة،
ثلث مراحل، (و منها الى ما مهل

(ص ۳۰)

پھر بارہ میل کے بعد دونوں شاخیں
ایک ہو جاتی ہیں، پھر یہ دریائے سندھ
نیرون سے ہوتا ہوا سمندر (بحر عرب)
میں گر جاتا ہے،

منصورہ کا رقبہ طول و عرض میں
میل در میل ہے، آب و ہوا گرم ہے،
کھجوروں اور گنے کی پیداوار کثرت سے
ہوتی ہے، میوہ جات و فواکھ کی
پیداوار یہاں بالکل نہیں ہوتی، البتہ
ایک پھل سیب کے برابر پیدا ہوتا ہے،
جسے یہاں کے لوگ میمونہ (لیمون
یارنگی) کہتے ہیں یہ بہت ہی زیادہ ترش
ہوتا ہے، یہاں ایک پھل اور ہوتا ہے
جس کا مزہ شفتالو کی طرح ہوتا ہے،

منصورہ ایک نوآباد شہر ہے، جسے
منصور (۱) عباسی نے اپنے ابتدائی
زمانہ خلافت میں آباد کیا تھا، اور اسی کے
نام سے یہ منسوب ہو گیا، اس نے چار
طوائف میں چار شہر آباد کئے اور ان کے
بارے میں اسے یہ گمان تھا کہ یہ کبھی

و مقدار المنصورة في الطول
نحو ميل في عرض ميل و هي
مدينة حارة بها نخل كثير وقصب
سكر، وليس لهم شئ من الفواكه
الانواع من الثمر على قدر التفاح
يسمونه اليمونة، وهو حامض
شديداً الحموضة، ولهم فاكهة
اخرى تشبه الخوخ و تقاربه في
الطعم،

و مدينة المنصورة محدثة بناه
المنصور من بنى العباس في صدر
ولايته، فنسبت اليه و بنا هذا الملك
الملقب بالمنصور اربع مدن باربعة
طوائع و قد راى في علمه (في
ذلك) انها لا تخرب ابدا (واحد

(۱) اور یس کا یہ بیان صحیح نہیں ہے، اس کو منصور و منصورہ کے نام کی وجہ سے دھوکہ ہوا، اوپر ذکر آچکا
ہے کہ اس کو فاتح سندھ محمد بن قاسم کے لڑکے عمر نے والی سندھ حکم بن عوانہ کے حکم سے بنایا تھا، اور
یہ فتح و نصرت کی خوشی میں آباد کیا گیا تھا، اس لئے اس کا نام منصورہ رکھا گیا۔

برباد نہ ہوں گے، ان چاروں میں ایک
بغداد عراق میں، منصورہ سندھ میں،
مصیصہ، بحر شام کے کنارے اور رافقہ
جزیرہ میں ہے،

منصورہ کا رقبہ بھی بڑا ہے
اور آبادی بھی کثیر ہے، یہاں بڑے
بڑے مالدار تاجر ہیں، یہاں کی عام
دولت جانور کھیتی اور باغات ہیں، ان
کے مکانات کچی اور پکی اینٹوں اور
چونے کے بنے ہوتے ہیں، شہر کشادہ
ہے، ان کے باشندوں کے لئے بہت
سی تفریح گاہیں اور آرام کے اوقات
ہیں، یہاں تاجر کثرت سے ہیں، بازار
بہت آباد اور ضروریات زندگی کثرت
سے ملتی ہیں، یہاں عام لوگوں کی وضع
قطع اور لباس عراقیوں کی طرح ہوتا
ہے، (یہ عربوں کے اثر کی وجہ سے
تھا) البتہ یہاں کے حکمران ہندوستان
کے راجاؤں کی طرح کرتے پنتے اور
جٹائیں رکھتے ہیں،

ان کے سکے یعنی دراہم چاندی
و تانے سے بنتے ہیں، ان کے ایک دراہم
کا وزن پانچ (عربی) دراہم کے برابر

ہذہ البلاد الاربعہ، بغداد فی
العراق، و ہذہ المنصورہ فی
السند، والمصیصہ علی بحر الشام
والرافقہ بارض الجزیرۃ۔

و المنصورۃ مدینۃ کبیرۃ فیہا
بشر کثیر و تجار میاسیر و اموال
ماشیۃ و زروع و حدائق و بساتین
و بنائہا بالنبن و الاحجر و الجص
و ہی فرجۃ المساکن و لاہلہا
نزاہات و ایام راحت و التجار بہا
کثیرون و الاسواق قائمۃ و
الارزاق دارۃ، و زیہم و لباس
عامتہم زی العراقیین، و ملوکہم
یتشبہون، بملوک الهند فی لباس
القراطق اسبال الشعور

(ص ۳۱)

و دراہم فضۃ و نحاس و وزن
الدراہم عندہم خمسۃ دراہم،
وربما جلبت الیہم الدراہم

الطاطرية فيتعامون بها۔

ہوتا ہے، اور کبھی کبھی طاطری در اہم بھی
طاطری میں آجاتے ہیں، اور ان سے بھی
خرید و فروخت اور لین دین کرتے ہیں،
یہاں مچھلیاں بہت آتی ہیں، اور
گوشت بھی بہت سستا ہے، کچھ پھل
یہاں بھی پیدا ہوتے ہیں، مگر زیادہ تر یہ
باہر سے آتے ہیں،

و يصاد بهذه المدينة حوت
كثير، واللحم بها رخيص، و
الفواكه مجلوبة اليها و بها ايضا
فواكه،

ہندی زبان میں منصورہ کا نام
بامیرمان ہے

واسم المنصورة بالهندية
باميرمان

سندھ کے بعض اور شہروں کے نام یہ ہیں

(۱) دیبل (۲) نیرون (۳) بانپہ
(۴) قالری (۵) اتری (۶) سدوسان
(۷) چندور (۸) سندور (۹) منجاری
(۱۰) بسمد ملتان، ان تمام شہروں کا شمار
سندھ میں ہوتا ہے،

و هي والديبل والنيرون و بانپه
وقالري، و اتری و سدوسان و
الجنود، و السندور و منجاری و
بسمد والملتان۔ كل هذه المدن
من السند و محسوبة فيها۔

بانپہ : بانپہ ایک چھوٹا سا شہر ہے،
ہر طرح کا سامان زیت کثرت سے اور
ارزاں ملتا ہے، یہاں کے باشندے
مختلف رنگ و نسل کے ہیں، ان کو ہر
طرح کا فراغت عیش اور زرخیزی
حاصل ہے، ان کی اکثریت دولت مند ہے۔

فاما بانپه فهى مدينة صغيرة
كثيرة النعم رخيصة الاسفار و
اهلها اخلاط و لهم رفاة عيش و
كثرة خصب على انفسهم و
اكثرهم ميا سیر۔

بانپہ سے منصورہ کا فاصلہ چھتیس
میل ہے اور بانپہ سے ماہبل ۷۲ میل

و من هذه المدينة الى المنصورة،
ثلث مراحل، (و منها الى ما مهل

ہے، اور دیبل سے بانیہ چوتیس میل ہے،

ست مراحل و من الديبل الى هذه المدينة مرحلتان۔

بانیہ سے مامہل اور پھر مامہل سے کھنایت تک سمندر کے کنارے صحرا کا ایک سلسلہ ہے، اس میں نہ کوئی آبادی ہے، اور نہ دور دور تک کسی انسان کا پتہ ہے، پانی کی شدید قلت ہے، اس کی وحشت ناک اور راستہ کی دشوار گزاری کی وجہ سے کوئی شخص اس سے گزرنے کی ہمت نہیں کرتا۔

و منها الى مامهل الى كنباية على البحر مفازة متصلة، لا عامر بها و لا انيس، و ماؤها قليل، وليس لأحد بها سلوك لوحشة ارضها و بعد اقطارها

مامہل : شہر مامہل ہندوستان اور سندھ کے درمیان ہے۔

و مدينة مامهل بين الهند والسند،

میڈ قوم اس صحرا کے کناروں پر میڈ قوم کے لوگ آباد ہیں، یہ خانہ بدوش قسم کی قوم ہے، جو روزی اور چارے کی تلاش میں صحرا کے ارد گرد چکر لگاتی رہتی ہے، ان کی چراگاہیں اور دوڑ مامہل تک رہتی ہے، ان کی تعداد بہت ہے اور آپس میں بڑا گہرا اتحاد ہے، یہ اونٹ اور بکریاں پالتے ہیں، اکثر ان کی تگ و دو دور تک ہو جاتی ہے، جو

و فى اطراف هذه المفازة قوم يسمون الميّد (۱)، والميّد رحالة ينتجعون الى اطراف هذه المفازة و تتصل مراعيهم و جولانهم الى مامهل ، و هم قوم عددهم كثير و جمعهم غزير ولهم ابل و اغنام، و قد ينتهون فى اكثر الاوقات فى مسارحهم الى الرود على شط نهر مهران، و ربما

(۱) میڈ اور جاٹ سندھ میں دو قدیم قومیں ہیں، میڈ وحشت ناک اور لوٹ مار میں مشہور تھے، اس وجہ سے اپنی رہائش کے لئے انہوں نے صحرا کا قرب پسند کیا تھا،

دریائے سندھ کے کنارے آباد ہے،
کبھی اس سے بھی آگے بڑھ کر یہ مکران
کے حدود میں داخل ہو جاتے ہیں،

زادوا فوصلوا قرب حدود مکران،
'(دص ۳۳،

رور (۱) بہت ہی خوبصورت اور
آباد شہر ہے، یہاں کثرت سے میلے ٹھیلے
ہوتے رہتے ہیں، بازار بھر رہتا ہے
اور تجارت کی ایک نفع بخش منڈی
ہے، یہ شہر ایک قلعہ ہے، جس کے
ارد گرد دو شہر پناہیں بنی ہوئی ہیں، ان
کے مغربی حصہ سے دریائے سندھ بہتا
ہے، یہاں کے لوگ نہایت خوشحال
اور فارغ البال ہیں، یہ اپنی شان و شکوہ
میں ملتان کا مقابلہ کرتا ہے،

والرور مدينة حسنة كثيرة
الناس حافلة كثيرة الجمع عامرة
الاسواق نافقة التجارات و هي
حصينة عليها ، سوران، و يمر
النهر بها من جهة المغرب و اهلها
في رفاهة و خصب عيش، و هي
في قدرها تضاهي الملتان

رور سے بسند کا فاصلہ ۳۶ میل
ہے، اور رور سے اتری ۴۸ میل ہے،

اتری اور بسند | و من الرور الى بسند
ثلث مراحل و كذا لث من الرور
ايضا الى اتری اربع مراحل،

اتری سے قریب ہی قالری ہے
دونوں میں دو مرحلہ کا فاصلہ ہے،

و يتصل بمدينة اتری مدينة
قالری و بينهما مرحلتان

قالری دریائے سندھ کے مغربی

قالری | و مدينة قالری على شط

حصہ پر واقع ہے، یہ شہر بڑا حسین، اور

نہر مہران السند فی غربیہ و هي

(۱) ہندوؤں اور مسلمانوں کے ابتدائی زمانہ تک سندھ کا سب سے مشہور اور آباد شہر تھا، جو دریائے
سندھ کے رخ بدل دینے کی وجہ سے برباد ہو گیا، اب یہ روٹر کے نام سے دریائے سندھ کے کنارے
ایک گاؤں رہ گیا ہے۔

محفوظ ہے، اس کے محاسن عیاں اور اس کی سیر چشمیاں بے شمار ہیں، تجارت کے لئے یہ بڑا نفع بخش مقام ہے،

قالری کے قریب ہی مغرب جانب سے دریائے سندھ دو حصوں میں منقسم ہو جاتا ہے، اس کا پہلا بڑا حصہ مغرب سے گذر کر منصورہ کی پشت سے گذرتا چلا جاتا ہے، منصورہ بالکل اس کے مغرب میں واقع ہے اور دوسرا حصہ شمال مغرب کی طرف مڑ جاتا ہے، پھر یہاں سے کچھ دور شمال کی طرف پھر مغرب کی طرف اس کا رخ ہو جاتا ہے، ۱۲ میل تک دونوں حصے الگ الگ رہنے کے بعد پھر منصورہ کے قریب یہ دونوں مل کر ایک ہو جاتے ہیں،

قالری عام تجارتی راستہ سے ہٹا ہوا ہے، یہاں کے باشندوں کے حسن معاملہ کی وجہ سے باہر سے کثرت سے لوگ آتے رہتے ہیں، اور منصورہ سے قالری کا فاصلہ ایک بڑا مرحلہ یعنی تقریباً چالیس میل ہے،

قالری سے شروسان ۳۶ میل ہے، اپنی آبادی اور رقبے کے لحاظ سے بڑا

مدينة حسنة حصينة، محاسنها ظاهرة و خيراتها وافرة و متاجرها رابحة،

و على قرب منها بجهة الغرب ينقسم نهر مهران قسمين، فيمر معظمه غربا حتى يصل ظهر المدينة، المسماة بالمنصورة، و هي في غربيہ و ينزل القسم الثاني مع الشمال و اکثره في جهة الشمال ثم في جهة المغرب ثم يمر اخذا في جهة الشمال ثم في جهة الغرب حتى يتصل بصاحبه اسفل المنصورة على نحو اثني عشر ميلا

(ص ۳۵)

و مدينة قالری مدينة متنجية عن الطريق و قاصدها كثير لحسن معاملات اهلها، و منها الى المنصورة مرحلة كبيرة يكون عدد اميالها اربعين ميلا و من قالری الى مدينة شروسان ثلث مراحل۔

شروسان (ياسدوسان) و مدينة شروسان جلیلة المقدار كثيرة العيون

پر عظمت شہر ہے، کثرت سے ندیاں
اور چشمے ہیں، ضروریات کی تمام
چیزیں یہاں مل بھی جاتی ہیں، اور
ارزاں بھی، یہاں کے باشندے کھاتے
پیتے ہیں، ان کا تجارتی کاروبار بھی اچھا
ہے، یہاں باہر سے (تاجر و سیاح)
لوگ آتے رہتے ہیں، یہاں کی
مصنوعات اور پیداوار اچھی خاصی نفع
بخش ہوتی ہے،

والانہار اسعارھا رخیصة و نعمھا
ممکنۃ ولاھلھا کفاف مال و
تجارتھم حسنة و القاصد الیہم
کثیر والبضائع عندهم نافقة۔

شروسان سے منجبری ۳۶ میل
مغرب میں ہے، منجبری کی سر زمین
بڑی ہموار اور زرخیز ہے، اس کی
عمارتیں خوبصورت اور اس کے
اطراف و جوانب بڑے خوش منظر
ہیں، اس میں باغات بھی ہیں، اور کھیتی
باڑی بھی، یہاں کے باشندے ندی یا
چشمے کا پانی پیتے ہیں، یہاں سے فیزپور
۷۲ میل ہے اور اسی طرح یہاں سے
دیتل کا فاصلہ ۲۴ میل ہے، اور دیتل
سے فیزپور کا راستہ منجبری کے اوپری
حصے سے جاتا ہے،

منجبری | و منها الی مدینۃ منجابری
ثلث مراحل غربا و مدینۃ
منجابری مدینۃ فی وطاء من
الارض حسنة البناء بھیجة الارحاء
ولھا مزارع و بہا جنات، و شرب
اھنھا من النعیون والانہار، و من
ھذہ المدینۃ الی مدینۃ فیزبور ست
مراحل و کذالک من مدینۃ
منجابری الی الدیل مرحلتان، و
الطریق من الدیل الی فیزبور علی
منجابری

شہر خور ہے، یہ ایک چھوٹا سا شہر
ہے مگر آباد ہے،

و بین فیزبور و منجابری مدینۃ
تسمی الخور و ہی مدینۃ صغیرۃ عامرۃ

فیزپور

و اما مدینة فیزپور فمدینة
عامرة بالناس و التجار و اهلها
اصحاب اموال ، و فیہم حسن
معاملة و سلامة و اجتناب الریب و
فی ذاتہم اعفاء نبلاء و مدینة
فیزپور من بلاد مکران
(ص ۳۶)

فیزپور عام لوگوں اور تاجروں سے
آباد ہے، عام طور پر یہاں کے لوگ
دولت مند ہیں، ان میں سلامت روی
بھی ہے، اور خوش معاملگی بھی، یہ
شکوہ اور شبہات سے دور رہتے ہیں،
اور پاکبازی ان میں کوٹ کوٹ کر بھری
ہے، یوں سیاسی حیثیت سے فیزپور کا
شمار صوبہ مکران میں ہوتا ہے۔

مکران کے شہر و قصبات | و من مدنها ایضاً
کیز و درک و راسک، وہی مدینة
الخروج، مدینة بہ و بند و قصر
قند، واصقفہ و فلفہرہ و مشکى،
والتیز، والبلبن و ہذہ کلہا من
مدن مکران، وہی بلاد متصلہ و
نواح واسعة عریض والغالب علیہا
المفاوز والقحط، والضیق

مکران کے شہروں میں کیز، ودرک
راسک، اس کا شمار خروج کے شہروں میں
ہوتا ہے، بہ، قصر قند، اصقفہ، فلفہرہ مشکى،
تیز، بلبن، یہ تمام شہر و قصبات، صوبہ
مکران کے حدود میں ہیں، ایک
دوسرے سے قریب قریب ہیں، یہ خطہ
نہایت وسیع و عریض ہے، مگر اس کا
بیشتر حصہ صحرا ہے جس کی وجہ سے قحط
اور تنگ دستی کا دور دورہ رہتا ہے،

کیز (۱) | و اکبر مدن منها مدینة
کیز، وہی تقارب المتان فی
مقدارہا، و بہا نخیل کثیر و مزارع
متصلہ و اسعار موافقة و تجارات
کثیرہ

مکران کا سب سے بڑا شہر کیز ہے
یہ اپنی وسعت و آبادی کے اعتبار سے
ملتان کے برابر ہے، یہاں کھجور کی
پیداوار کثرت سے ہوتی ہے اور دور
تک زرخیز مینوں کا سلسلہ چلا گیا ہے،

(۱) اس وقت یہ صوبہ مکران کا دارالسلطنت تھا۔

اشیاء کی قیمت مناسب اور تجارت کی
گرم بازاری ہے،

کیز سے قریب ہی پچھم جانب تیز
ہے، یہ سمندر کے کنارے آباد ہے، یہ
چھوٹا مگر آباد شہر ہے، یہاں ایرانی جہاز
لنگر انداز ہوتے ہیں، اور یہاں عمان
اور جزیرہ کنیش سے جو بحر فارس کے
وسط میں واقع ہے لوگ سفر کر کے
آتے ہیں، تیز سے کیز کا فاصلہ ۶۰
میل ہے، اور کیز سے فیز پور دو بڑے
مرحلے پر واقع ہے،

کیز اور ارمن ہیلہ (ارماہیل) کے
درمیان دو ملی ہوئی ریاستیں (۲) ہیں،
ایک کا نام راہون اور دوسرے کا نام
کلوان ہے کلوان مکران میں پڑتا ہے، اور
اس کا ایک پرگنہ ہے، اور راہون منصورہ
کے حدود میں ہے ان دونوں ریاستوں
میں زراعت کی کثرت اور ذرائع معاش
کی بہتات ہے، البتہ یہاں پھل کم پیدا
ہوتے ہیں، یہاں کی بیشتر آبادی کا مدار
حیات بکریوں اور گایوں کے اوپر ہے

تیز (۱) و بقربہا فی جهة المغرب

مدینة التیزو التیز علی البحر، مدینة
صغیرة مشہورہ عامرة
تقصدها مراکب فارس و یسافر
الیها من مدینة عمان، و من جزیرة
کنیش فی وسط بحر فارس الیها
نحو مجری وافر، و من التیز الی
کیز نحو من خمس مراحل، و من
کیز الی فیز پور مرحلتان کبیرتان،

و بین مدینة کیز و ارماہیل
اقلیمان متجاوران یُسمی
احدهما الراہون و الآخر کلوان،
فاما کلوان فہی من مکران و تنضم
الی اعمالہا، و الاقلیم الثانی
المسمی بالراہون من حد
المنصورہ، و هذان الاقلیمان بہما
زروع کثیرة و مکاسب جلیلة و
ثمارها قليلة و انما عمدة اہلہا
علی المواشی من الابقار و الاغنام،

(۱) اس وقت مشہور بندرگاہ تھا۔ (۲) اور یہی نے لفظ اقلیم بیکر لکھا ہے جس کا عام مفہوم ملک ہے مگر یہاں مراد
قصبات اور ریاست کے ہیں، اور یاقوت کے بیانات سے پتہ چلتا ہے کہ اقلیم کا لفظ ان تمام مفہومات میں بولا جاتا ہے،

جو شخص فیروز پور (پنج گور) سے
مکران جانا چاہے گا، اس کو راستہ میں کیز
ملے گا اور کیز سے ارمابیل ۳۴ میل
ہے،

ارمابیل اپنی حیثیت میں فیروز پور
کے قریب قریب برابر ہے، یہاں بھی
عمارتیں، باغات اور تفریح گاہیں ہیں،
یہاں کے لوگ بھی خوشحال ہیں،

قنبلی ارمابیل سے ۳۴ میل دور واقع
ہے، قنبلی بھی اپنی قدر و منزلت عمارتوں
کی خوبصورتی، آبادی کی کثرت، خوشحالی
اور دولت مندی کے اعتبار سے ارمابیل
ہی کی طرح ہے، قنبلی اور سمندر کے
درمیان محض $\frac{1}{4}$ میل کا فاصلہ ہے، اور
قنبلی اور ارمابیل دونوں کا جائے وقوع
دہیل اور مکران کے بیچ میں ہے،

پنج گور (فیروز پور) سے درک ۳۶
میل ہے درک بہت ہی شاندار، عظیم اور
آباد شہر ہے، تجارت کی گرم بازاری ہے،
مصنوعات اور سامان تجارت اچھے داموں
پر فروخت ہو جاتے ہیں، آبادیاں ایک
دوسرے سے ملی جلی ہیں، یہاں کے
لوگ چشموں اور کنوؤں کا پانی پیتے ہیں

ارمابیل | و من اراد النهوض من

فیروز الی ارض مکران، فطریقہ
علی کیز، و من مدینة کیز الی مدینة
ارمابیل من مکران مرحلتان،

و ہی مدینة علی قدر فیروز پور او
نحوہا و بہا عمارات و حدائق و
متنزهات، و اهلہا میاسیر

قنبلی | و من مدینة ارمابیل الی مدینة

قنبلی مرحلتان، و مدینة قنبلی تقابل
ارمابیل فی القدر و حسن المبانی و
کثرة العمارات و اتساع الاحوال
و المال، و بین قنبلی و البحر نحو میل
و نصف میل و ارمابیل و قنبلی
مکانہما بین الدیل و مکران

درک | و من مدینة فیروز پور الی درک

ثلث مراحل و درک مدینة جلیلة
کبيرة عامرة و بہا تجارات کثيرة و
بضائع نافقة و اقالیم متصلة، و شرب
اهلہا من عیون و ابار، و فی جهة
المغرب مائلاً مع الجنوب جبل کبیر
ملیح و یسمى الجبل الملح و انما

اس کے جنوب مغرب میں ایک بہت بڑا دشوار گزار پہاڑ ہے جس کو ”الجبل الملح“ نمک کا پہاڑ کہتے ہیں، اس کو یہ نام اس لئے دیا گیا ہے کہ اس کا یعنی اس کے چشموں کا پانی زیادہ تر کھاری ہوتا ہے، اس کے دامن میں بہت سی عمارتیں اور دیہات ہیں،

سمى بذالك لان اكثر مياحه ملحة
و به عمارات و قري،
(ص ۳۹)

درک سے راسک ۳۶ میل ہے، راسک کے باشندے خارجی ہیں، اس کے دو حصے ہیں، ایک کو خروج (۱) اور دوسرے کو کیزکاناں (۲) یہاں اور اس کے ملحقہ اور متعلقہ علاقوں میں گنے کی پیداوار کثرت سے ہوتی ہے، اور زیادہ تر اس سے شکر اور مصری تیار کر کے ساری دنیا میں بھیجی جاتی ہے،

راسک | و من درك الى راسك ثلاث
مراحل، و مدينة راسك اهلها
خوارج و لها اقليمان يدعى
احدهما الخروج و الثاني يدعى
كيزكانان و بهذه المدينة و
اقليمها قصب السكر كثير -
والفانيد يعمل بها كثير و يتجهز به
منها الى سائر الافاق،

اسی طرح ماسکان اور قصران کے علاقوں میں بھی گنا کثرت سے پیدا ہوتا ہے، اور اس کی مصری بنا کر ساری دنیا میں بھیجی جاتی ہے، یہ دونوں مقامات

ماسکان اور قصران | و قد يعمل بناحية
ماسکان ايضاً سكر كثير و فانيد و
كذلك اقليم قصران يزرع به
قصب السكر كثيرا فيحمل منه

(۱) دوسرے جغرافیہ نویسوں نے راسک کو ریاست خروج کا صدر مقام بتایا ہے، لیکن ادریسی نے اسے خروج اور کیزکاناں دونوں کا صدر مقام بتایا ہے، ممکن ہے کہ ادریسی کے زمانہ میں سیاسی تبدیلی ہو گئی ہو، (۲) یہ کان کا ذکر اوپر آچکا ہے کہ یہ موجودہ قلات ہے، عام عرب جغرافیہ نویسوں نے اسے صوبہ طوران کا دارالسلطنت بتایا ہے مگر ادریسی کے بیان سے پتہ چلتا ہے کہ یہ راسک کے ماتحت تھا۔

طوران سے ملے ہوئے ہیں، یہاں کی عام آبادی بھی خارجی المملک ہے اور انہی کی یہاں حکومت بھی ہے،

مکران کے نواحی میں مشکی ہے، یہ شہر بھی آباد اور پر رونق ہے، یہاں کے لوگ بڑے بہادر اور جنگ جو ہیں، یہاں کھجور، غلہ، اونٹ اور تمام سرد میوے پیدا ہوتے ہیں،

مکران کی زبان فارسی اور مکرانی دونوں ہے، یہاں کے لوگ عام بول چال میں ان دونوں زبانوں کا استعمال کرتے ہیں، عام لوگ یہاں بے آستین کے کرتے استعمال کرتے ہیں، لیکن گاجر اور ممتاز لوگ ڈھیلے آستین دار کرتے اور چادریں استعمال کرتے ہیں، سر پر کا مدار لنگی یا رومال کا صافہ ہوتا ہے، ان کا لباس اہل عراق اہل ایران سے ملتا جلتا ہوتا ہے، (یہ ان دونوں ملکوں کی تہذیب کا اثر تھا)

مکران کے شہروں میں فلہرہ (پھل پورہ) اصفہ، ہند اور قصر قند وغیرہ ہیں، یہ شہر اپنی عمارات اور باشندوں کی معاشرتی

السكر والغانید كثيرًا شرقاً و غرباً و قصران و ماسكان يجاوران الطويران و عامة اهلها و الغالب عليها الشراة،

مشکی | و يتصل بنواحي مكران مدينة مشكى و هي عامرة بالناس و في اهلها (منعة و شدة لباس) و بهانخل و زروع و ابل و جمل من الفواكه الصرودية

مکران کی زبان | و لسان اهل مكران فارسی و مكرانی، و بهما يتكلمون و لباس عامتهم القراطق۔ و لباس التجار والجلة منهم القمص المكممة و الاردية و يتعممون بالقوط و المناديل المصفحة بالذهب مثل زى تجار اهل العراق و فارس

و من بلاد مكران مدينة فلفهره واصقفه و بند و قصر قند و هذه البلاد كلها تتقارب في القدر و تشبه

خصوصیات کے اعتبار سے ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں، ان تمام جگہوں میں تجارت کی گرم بازاری بھی ہے، اور عمارتیں بھی ہیں، اور نفع اندوزی کے مواقع بھی ہیں۔

احوال اہلہا و بہا تجارت و عمارات و مقاصد رابحة

فلہرہ سے راسک بھی ۲۴ میل ہے اور اصقفہ بھی ۲۴ میل ہے اور اصقفہ سے ہند مغرب جانب ۱۲ میل کے فاصلہ پر ہے اور اصقفہ سے درک کا فاصلہ ۳۶ میل ہے اور ہند سے قصر قند ۱۲ میل ہے اور قصر قند سے کیسہ ۴۸ میل ہے،

ان کا فاصلہ و من فلفہرہ الی راسک مرحلتان و من فلفہرہ الی اصقفہ مرحلتان و من اصقفہ الی بند مرحلة غربا و من اصقفہ الی درک ثلث مراحل و من بند الی قصر قند مرحلة، و من قصر قند الی کیہ اربع مراحل

منصورہ، طوران، اور فرج کا فاصلہ

منصورہ ۱۸۰ میل ہے اور طوران فرج سے ملا ہوا ہے، جس کا شمار مکران کے شہروں میں ہوتا ہے۔

ومن المنصورة الی مدینة طویران نحو خمس عشرة مرحلة، والطویران مدینة مجاورة للفہرج من بلاد کرمان

اور طوران ایک وادی ہے جہاں

طوران (۱) و طویران واد، فیہ مزارع

(۱) سندھ کا اطلاق یوں تو اس پورے علاقے پر ہوتا تھا، جس کے ایک طرف بحر ہند، دوسری طرف کشمیر اور تیسری طرف ہندوستان، یعنی پنجاب اور راجپوتانہ کا علاقہ ہے، لیکن یہاں مختلف اوقات میں مختلف خود مختار ریاستیں بننی اور ٹوٹی رہیں، عرب مورخین جب سندھ اور ہند کا لفظ بولتے ہیں، تو سندھ سے ان کی مراد ہندوستان کے پورے جنوب مغرب کا علاقہ ہوتا ہے، سندھ میں جو خود مختار ریاستیں قائم ہوئیں، ان کی تعداد کبھی کبھی آٹھ رہی، انہی میں طوران، مکران، مٹھی، ملتان خروج اور منصورہ وغیرہ کا شمار ہوتا ہے۔

کھیتی باڑی ہوتی ہے، اور عمارتیں بھی ہیں، (۱) اور قصبہ طوران کا یہ نام اس واوی کی نسبت سے ہے، یہاں بڑا محفوظ اور مضبوط شہر ہے، اس کی سرحدیں بھی بنی ہوئی ہیں، اور یہاں بہت سی تفریح گاہیں بھی ہیں، یہاں قابل زراعت زمین کا ایک مالا جلا سلسلہ ہے،

طوران سے قزوار کا فاصلہ ۴۸ میل ہے، یہ بھی بہت وسیع پر عظمت اور آباد شہر ہے، یہاں بازار اور منڈیاں بھی ہیں، اور تجارت کی جگہ بھی، معاشی حالت بھی بہتر ہے، اس کے ماتحت متعدد آباد دیہات، قصبات اور شہر ہیں۔

قزوار کے بالکل مغرب میں کیزکاناں ہے، یہاں طوران کے حاکم کے پڑاؤ اکثر پڑتے رہتے ہیں، بڑا متمدن اور آباد شہر ہے، چیزیں بہت ارزاں ہیں، مختلف پھلوں کے باغات ہیں، میوے اور انگور بھی پیدا ہوتے

و عمارات و قصبہ تدعی طوران منسوبة الى الوادی۔ و هی مدینة حصینة لها فرج و متنزہات و زراعات متصلات

قزوار (۲) | ومنہا الی قزوار اربع مراحل و هی مدینة عامرة کبيرة صالحة القدر۔ بها اسواق و تجارات واحوال حسنة ولها اقالیم وقری عامرة۔

کیزکانان | وبغریہا مدینة کیزکانان و بها ینزل والی المطویران و مدینة کیزکانان، متحضرة کثیرة الناس رخیصة الاسعار و بها بساتین و حدائق و اعناب و فواکہ ولا نخل بها۔

(۱) کتاب میں بہت سی جگہوں پر وہاں عمارت کا لفظ آیا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ یہاں کی آبادی خانہ بدوش قسم کی نہیں ہے، بلکہ ان کے رہائشی مکانات ہیں۔ (۲) قزوار ایک مدت تک ریاست طوران کا صدر مقام تھا، بعد میں اس نے ایک مستقل ریاست کی حیثیت اختیار کر لی اور اس کا صدر مقام کیزکانان ہو گیا اور طوران کا صدر مقام شہر طوران ہو گیا۔

ہیں، یہاں کھجور کی پیداوار نہیں ہوتی۔
طوران سے مستنج ٹھیک پچ سحر
میں ۳۶ میل پر واقع ہے، یہ ایک
چھوٹا سا شہر ہے، پھل کی پیداوار بہت
کم ہوتی ہے، البتہ اونٹ اور بکریوں کی
بہتات ہے،

مستنج سے ملتان جو سندھ کا آخری شہر
ہے، دس مرحلہ یعنی ۱۲۰ میل دور
ہے، ملتان بالکل ہندوستان کی سرحد پر
واقع ہے، ملتان اپنی وسعت میں
قریب قریب منصورہ کے برابر ہے،
بعض لوگ اسے سندھ کے بجائے
ہندوستان کا علاقہ کہتے ہیں، اس کو عام
طور پر ”سونے کی سرحد یا سونے کا
دروازہ“ کہتے ہیں،

یہاں ایک بہت بڑا مندر ہے، جس
کی اہل سندھ و ہند بڑی تعظیم کرتے
ہیں، اور اس کی یا ترا کے لئے دور دور
سے یا تری آتے ہیں اور بڑی بڑی قیمتی
چیزیں اس پر چڑھا جاتے ہیں، مثلاً
زیورات، عود اور بہت سی قیمتی اشیاء
جن کا بیان ممکن نہیں ہے، اس مندر
کے پنڈوں اور مجاوروں کا خرچ انہی
چڑھاؤں سے چلتا ہے۔

و من مدینة الطویران الی
مدینة مستنج فی وسط المفازة
ثلث مراحل و هی مدینة صغیرة
قليلة الفواکه کثیرة نتائج الابل
والاغنام

ملتان | ومنها الی مدینة الملتان
فی آخر بلاد السند عشر مراحل و
مدینة الملتان مجاورة لبلاد الهند (و
هی مدینة نحو المنصورة فی الکبر و
بعض الناس يجعلها من بلاد الهند و
تسمى فرج بیت الذهب
(ص ۳۱)

ملتان کا مندر | و بها صنم يعظمه اهل
الهند و يحجون اليه من اقاصی بلادهم
و يتصدقون باموال جمعة (و حلی
کثیر و طیب و شئی يقصر الوصف
عنه تعظيما له و اجلالاً و له خدام و
عباد يآؤن اليه و ينفقون و يلبسون من
ماله المتصدق به عليه،

اس بت ہی کے نام پر اس مقام کا نام
ملتان پڑا ہے، (یعنی اس کی اصلیت
مول استھان ہے)

یہ مورتی ایک انسان کی صورت
میں ایک چوکور چوڑے اور پختہ اینٹوں
کی بنی ہوئی کرسی پر رکھی ہوئی ہے،
اور اس کے پورے جسم پر ایک سرخ
جھول اس طرح ڈال دی گئی ہے کہ
بجز دونوں آنکھوں کے بدن کا کوئی حصہ
نظر نہیں آتا، بعض لوگ کہتے ہیں، کہ
یہ بت لکڑی کا بنا ہوا ہے، اور بعض
لوگوں کا بیان ہے کہ یہ لکڑی سے
نہیں بلکہ کسی اور چیز سے بنایا گیا ہے؟
(چونکہ اس کا بدن دکھائی نہیں دیتا
اسلئے اس کے بارے میں کوئی قطعی
بات نہیں کہی جاسکتی) اس کی دونوں
آنکھیں جواہرات کی بنی ہوئی ہیں اور
اس کے سر پر ایک مرصع تاج رکھا ہوا
ہے، یہ چار زانو پاتھی مارے ہوئے بیٹھا
دکھائی دیتا ہے، اور دونوں ہاتھ دونوں
زانوں پر دھرے ہوئے نظر آتے ہیں،
اس کا مندر بالکل پچ شہر اور بازار
کے سب سے آباد حصے میں واقع ہے،

و اسمیت الملتان باسم الصنم

بت کی ہیئت | والصنم علی صورة

الانسان مربع علی کرسی من
جص و آجر وقد البس جميع
جسده جلدأ يشبه السخثيان احمر
لا يبين من جسده شيء الا عيناہ،
فمنهم من يزعم ان بدنه من
خشب و منهم من يدفع ذلك
القول عنه وينكره (غير انه لا يترك
بدنه) مكشوفاً وعيناہ جوہرتان، و
علی راسه اكليل من ذهب مرصع
والصنم قد تربع و مد ذراعيه علی
ركبتيه (كانه) بحسب اربعة و هو
معظم عند ہم جداً،

و بیت هذا الصنم فی وسط

الملتان و باعمر سوق فیها و هی قبة

اس مندر کا رقبہ بڑا ہی شاندار، مزین اور پر شکوہ ہے، اس کے اوپر نہایت ہی نفیس اور اعلیٰ درجہ کا کام ہوا ہے، اس کی بنیادیں نہایت ہی مضبوط اور ستون نہایت ہی پختہ اور عمدہ ہوتے ہیں، اس کے اوپر خوش رنگ نقش و نگار بنے ہوئے ہیں، دروازے بھی بڑے نفوس لگے ہوئے ہیں، اس مندر کے درمیان میں یہ بت رکھا ہوا ہے۔

اس مندر کے چاروں طرف بہت سے مکانات بنے ہوئے ہیں، جن میں اس کے پنڈت پجاری اور سندھیانے والے باہر کے زائرین رہتے ہیں،

(اس وقت پانچویں صدی میں) ملتان میں ان پنڈوں اور پجاریوں اور بعض اور ہندیوں اور سندھیوں کے علاوہ کوئی گروہ ایسا نہیں ہے، جو اس بت کی پوجا کرے البتہ بعض لوگ اس کے بعض مشہور کردہ عجائبات کا مشاہدہ کرنے اور اس کا چکر لگانے آتے ہیں، انہی عجائبات میں ایک یہ ہے کہ جب ہندوستان کے راجے مہاراجے ملتان پر حملہ کرنے اور اس کو تباہ و برباد کرنے

عظمہ من جہود منمقة قد ابقن
بنہ، و تبت عمدھا و لوت
صعہ، و اوثقت ابوابھا والصنم
فیہ۔

۰. حول القبة بیوت مسیة
یسکنھا خدام هذا الصنم و من
یعتکف علیہ

۰ نیس (بالملتان من الہند
والسند) قوم یعیدون الاوثان
الاهولاء الذین فی هذا القصر مع
هذا الصنم و غیر ذلک من اهل
الہند والسند و انما یحجون الیہ
تعظیماً لہ و لما عایتوہ من امرہ و
ذلت ان ملوک الہند المحاورین
للملتان اذا قصدوا الیہا و ارادوا
خریبہا و انتزاع هذا الصنم منها
تبادر خدامہ فاخفوا الصنم و اظہروا

كسره واحرقه فيرجع القاصدون
اليها عن خربها و لولا ذلالت
لخربت المستان فيقول المصلون
بهذا الصنم انه نصرته الله في هذا
المكان فيعضونه تعظيما كثيرا

(ص ۴۳)

اور اس بت کو اٹھالے جانے کی کوشش
کرتے ہیں تو مندر کے پجاری اسے
چھپا دیتے ہیں، اور پھر شور کرتے ہیں
کہ اگر اس پر حملہ کیا گیا تو ہم اس بت کو
ٹکڑے ٹکڑے کر کے جلادیں گے،
اس شور و شغب سے ڈر کر حملہ آور
واپس چلے جاتے ہیں، اور حملہ سے
باز رہتے ہیں، اگر ایسا نہ کیا جاتا تو مٹان
کب کا تباہ ہو چکا ہوتا، پجاریوں نے
وگوں کو گمراہ کرنے اور ان سے پیسہ
انٹینے کے لئے یہ بھی مشہور کر رکھا
ہے، کہ بت جہاں رکھا ہوا ہے، وہ
نصرت خداوندی کی خاص جگہ ہے،
چنانچہ اس بنا پر عام لوگ اس کا مائیت
درجہ احترام کرتے ہیں،

یہ علم نہ ہو۔ کہ اس بت کا ذکر کون
ہے، اور یہ کس زمانہ میں بنا ہے۔

ملتان بڑا شاندار وسیع اور آباد شہر
ہے، یہاں ایک ناقابل فتح قلعہ ہے
جس کے چار دروازے ہیں، اور
چاروں طرف گہری خندقیں ہیں،
یہاں ہر طرح کی ضروریات زندگی
کثرت سے اور ارزاں ملتی ہیں، یہاں

ولا يعرف من صنع هذا الصنم و
لا يحدون صنعه اولا (وہو غریب)
والمستان مدينة كبيرة عامرة
عليها حصن منيع و لها اربعة
ابواب و بخارجها خندق محفور،
و نعمها كثيرة واسعارها رخيصة
ولا هلهما اموال ضائلة۔

کے باشندے عام طور پر دو لقمند ہیں،

ملتان کا نام سونے کی سرائے اس
لئے پڑ گیا، کہ حجاج کے بھائی محمد
بن (۱) یوسف نے یہاں چالیس پھار
سونا پایا تھا، ایک پھار سونا ۳۳۳ من کا
ہوتا ہے، یہ تمام سونا ایک گھر میں ملا
تھا، اس لئے اس کا نام فرج بیت
الذهب پڑ گیا،

ملتان میں ایک چھوٹی سی ندی
ہے، جس کے اوپر بہت سی پن چکیاں
لگی ہوئی ہیں، اس کے کنارے بہت
سے قابل زراعت کھیت ہیں، یہ ندی
دریائے سندھ میں گرتی ہے،

ملتان سے $\frac{1}{4}$ میل کے فاصلہ پر
ہندور ہے، جو محلات کا مجموعہ ہے یہ
محلات نہایت ہی مضبوط اور عالیشان
ہیں، اور ان کے درمیان میٹھے پانی کے
بہت سے سوتے ہیں،

ملتان کا والی گرمی اور اپنی فرصت

والسما سمیت الملتان (فرج
بیت الذهب) لان محمد بن
یوسف اخا الحجاج، اصاب بنھا
اربعین نہر دھب، والبنہار ثمت
مائة و ثمتہ و ثثون منا و کثنا فی
بیت، فسمیت بذات فرج الذهب
(و فرج نعر)

والمستقل نہر صغیر غیبہ
ارحاء و ہزارع و یصب فی نہر
مہران السند

ہندور | و منہا الی ہندور، وہی
قصور مجتمعة، میل و نصف۔ و
ہذا القصور محکمة البناء شاہقۃ
الزراء و تحترقہا ہما لا عذابۃ

والوالی بزلہا فی ایام الربیع و فی ایام

(۱) یہ محمد بن قاسم فاتح سندھ کا دو سرانام ہے، عام مورخین نے اس کے باپ کا نام قاسم لکھا ہے،
اس غلطی سے یہ حجاج کا چچا زاد بھائی ہوا، لیکن اداریہ کے بیان سے پتہ چلتا ہے کہ یہ حجاج کا چچا زاد نہیں
بلکہ بھائی ہے لیکن عام مورخین ہی کا بیان زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے، محمد بن قاسم نے اسے ۹۲ھ
میں فتح کیا تھا۔

کا زمانہ یہیں بسر کرتا ہے، حوقل (۱) کا بیان ہے کہ اس کے عہد میں ملتان کا والی ہر جمعہ کو باقحی پر سوار ہو کر ملتان جایا کرتا ہے، یہ والی اپنے آباؤ اجداد کی خصوصیات کا حامل ہے۔

ملتان میں مسلمانوں کی غالب آبادی ہے، اور اسلامی احکام جاری ہیں، اور حاکم بھی (۲) مسلمان ہے۔

ملتان سے جنوب میں سندھ ہے، جس کی مسافت یہاں سے تین دن کی ہے، بڑا آباد اور خیر و برکت کے لئے مشہور شہر ہے، یہاں کے تاجر اور عام لوگ نہایت ہی صاف ستھرے رہتے ہیں، اور ان کا لباس خارجیوں سے ملتا جلتا ہوتا ہے، ان کی ظاہری ہیئت بڑی عمدہ اور معاشی اعتبار سے بڑے خوشحال ہیں، بعض لوگ اس کو (سندھ کے بجائے) ہندوستان کا حصہ بتاتے ہیں،

یہ شہر ایک میٹھے پانی والی ندی کے کنارے آباد ہے، یہ ندی دریائے سندھ سے نکلی ہے، اور پھر ملتان سے آگے جا کر ہسمد سے پہلے اس میں گر جاتی ہے۔

فرجہ و حکى الحوقلى ان والى هذه المدينة كان عمى عهده يركب من هذه انقصور الى الملتان فى يوم كل جمعة على فيل له سيرة متوارثة عن آبائه۔

والغالب على اهل الملتان انهم مسلمون والى الحكم فيها للاسلام۔ ورئيسهم مسلم۔

و بجهة الجنوب من مدينة الملتان الى السندور ثلثة ايام و هى مدينة عامرة جامعة للخيرات، مشهورة البركات۔ و بها تجار و باس نضاف۔ و لباسهم الثياب المحكمة وزيهم حسن و معایشهم خصبة و يقال انها من بلاد الهند۔

و هى على ضفة نهر عذب، يمد نهر مهران و يفرغ فيه قبل ان يتصل بسمد، و بعد الملتان،

(۱) غالباً اس سے مراد بن حوقل ہے، (۲) اور یسے کے زمانہ میں سندھ میں سومرہ خاندان کی حکومت تھی۔

ملتان کے شمال میں ایک سلسلہ صحرا ہے جو مشرقی طوران تک چلا جاتا ہے۔

ملتان اور منصورہ کے درمیان ایک خانہ بدوش قوم آباد ہے، جو اپنے کو ”بدھ“ کہتے ہیں، یہ متفرق قبائل اور کثیر اشخاص ہیں، جو طوران، مکران، ملتان، اور منصورہ کے شہروں کے درمیان پھیلے ہوئے ہیں اور انہی کے درمیان ان کی آمد و رفت رہتی ہے، یہ بالکل بربری بدوؤں کے مانند ہوتے ہیں، یہ نرکل وغیرہ کی بنی ہوئی سرکیوں اور جھاڑیوں میں رہتے ہیں، دریائے سندھ کے مغرب میں جو پہاڑی علاقہ کی زرخیز اور پر آب وادی ہے، اس پران کی زندگی و معاش کا مدار ہے۔

ان کے پاس بڑے خوبصورت اور سڈول جسم والے اونٹ ہوتے ہیں، اور عموماً یہ دو کوہان والے بچے جتتے ہیں، اہل خراسان اور اہل ایران یہاں کے اونٹوں کو بلخ کے بختی اور سرقتد کی اونٹنیاں پیدا کرنے کے لئے جانا بہت پسند کرتے ہیں، کیونکہ یہ بڑے ہی حسین ہوتے ہیں، یہاں کے ہر بختی کے دو کوہان ہوتے ہیں، برخلاف ان اونٹوں کے جو

و من مدينة الملتان الى جهة الشمال برية متصلة بشرقى الطويران بدھ قوم | ومنها ايضاً الى حد المنصورة قوم رحالة يسمون البدهة و هم قبائل و بشر كثير، متفرون متقبلون مابين حدود الطويران ومكران والملتان و مدن المنصورة و هم كالبادية من البربر لهم اخصاص و آجام ، ياؤون اليها، و بطائح مياه يعيشون فيها و هي في غربى نهر مهران

(ص ۳۵)

و لهم ابل فارهة حسنة و بها تنتج الفالج، و هي ابل يرغب فيها اهل خراسان و غيرهم من اهل فارس و اشباہها لنتاج البخت البلخية و النوق السمرقندية، و ذالك ان هذه الجمال لها خلق حساد و لكل بختى منها سنامان بخلاف هذه الابل التى عندنا فى بلادنا۔

ہمارے ملک (مغرب میں) میں پائے جاتے ہیں، (یعنی ان کے ایک ہی کو بان ہوتا ہے)

منصورہ سے بدھ علاقہ ۷۲ میل ہے اور بدھ علاقہ کی آخری سرحد سے کیز ۱۲۰ میل ہے اور اس کے پہلے حصہ سے تیز جو مکران کی آخری سرحد پر ہے، ۱۸۲ میل ہے،

یہ بدھ علاقہ کے باشندے خرید و فروخت اور اپنی دوسری ضروریات قند ایل سے پوری کرتے ہیں،

کیز کانان اور قند ایل کے درمیان ایک چھوٹی سی مملکت بایل کی ہے، اس میں مسلمان اور بدھ ریاست کے لوگ آباد ہیں، یہاں غلہ پھل اور انگور وغیرہ پیدا ہوتے ہیں اور ہر طرح کی فارغ البالی ہے، جانوروں میں اونٹ، بکریاں، گائے، مینڈھے وغیرہ پائے جاتے ہیں، اس کا نام بایل اس لئے پڑا کہ اس علاقہ پر جس شخص نے غلبہ حاصل کیا تھا، اس کا نام ایلا تھا، اس کے زمانہ حکومت میں بڑی خیر و برکت رہی، اس لئے اب تک لوگ اسی

بدھ علاقہ | ومن المنصورة الى اول حدود البدهة ست مراحل و من آخر حدود البدهة الى مدينة كيز نحو عشر مراحل و من اول البدهة الى التيز التي بآخر مكران ست عشرة مرحلة،

و المدينة التي يلجأ اليها اهل البدهة في بيعهم و شرائهم و قضا حوائجهم مدينة قند ايل

بایل | و بين كيز كانان و قند ايل اقليم يعرف بایل۔ و فيهم مسلمون و غيرهم من البدهة المقدمة ذكرهم، و لهم غلات و زروع و احوال واسعة و كروم مثمرة و خصب ابل و غنم و بقر و معز و انما سمي هذا الاقليم بایل لانه تغلب على هذا الناحية رجل كان اسمه ايلا، و ظهرت البركة فيهم ايام مدته فسموا هذا الاقليم بایل على اسمه الى الآن،

نام سے اس علاقہ کو پکارتے ہیں،

قدائیل سے منصورہ ۱۲۰ میل

ہے،

سندھ کے شہروں میں خوشنیا، کوشہ،

قدیرا بھی ہیں، یہ دونوں آخری شہر اپنی

وسعت اور عظمت میں برابر ہیں، یہاں

عمرتیں بھی ہیں، اور یہ دونوں شہر

بدھسٹوں کی تجارتی منڈی بھی (۱) ہیں،

طوران کے شہروں میں میحاک،

کیزکاناں، سورت، قزدار، کشدان،

ماسورجان وغیرہ بھی ہیں،

ریاست طوران اور ریاست منصورہ

کے درمیان مسلسل صحرا اور بے آب و

گیاہ میدان ہے، اور یہاں سے شمال میں

بجستان کی جانب میں بھی ایک صحرا ہے،

ماسورجان آباد اور بڑا شہر ہے۔ یہ

تجارتی منڈی ہے اور یہاں دوسرے ذرائع

معاش بھی ہیں، یہاں اچھی عمرتیں اور

آس پاس بہت سے دیہات ہیں، یہ طوران

ندی کے کنارے واقع ہے،

و من قندابیل الی المنصورہ

نحو عشرۃ مراحل،

سندھ کے بعض اور شہر | و من بلاد

السند ایضاً مدینۃ خوکخیما و

کوشہ و قدیرا، و ہما مدینتان

مستقربتان فی القدر و بہما

عمارات و متاجر لبدھہ،

طوران کے شہر | و من مدن الطویران

میحاک و کیزکان و سورۃ و قزدار و

کشدان و ماسورجان،

و بین مدن الطویران الی بلاد

المنصورۃ۔۔۔ مفاوز و برار

متصلۃ و منها ایضاً فی جہۃ

الشمال الی ناحیۃ سجستان مفاوز

و عشرۃ معطلۃ متصلۃ،

ماسورجان | و مدینۃ ماسورجان مدینۃ

کبیرۃ عامرۃ بہا متاجر و مکاسب

و لہا عمارات و قری کثیرۃ و ہی

عنی نہر الطویران،

(۱) اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے غلبہ کے بعد بھی سندھ کی بدھ ریاست نہ صرف یہ نہ باقی

رہی، بلکہ یہاں اس کو ہر طرح کی آزادی تھی، بعض معصب مورخین کے اس کے بیان کی کہ

ہندوستان سے بدھوں کو مسلمانوں نے نکالا، ان واقعات سے اس کی تردید ہوتی ہے،

ماسور جان سے قصبہ طوران ۴۲ میل
ہے،

اور ماسون جان سے درک
یامونہ کا فاصلہ ۱۴۱ میل ہے،
درک یا مونہ سے فنجور جیوہیں
بھی کہتے ہیں، ۱۷۵ میل ہے

یہ تمام مذکورہ بالا شہر نران،
سندھ اور طوران کے ہیں،
طوران سے منصورہ کا فاصلہ ایک
ہزار ستر میل ہے،

صوبہ سندھ سے ہندوستان کے جو
شہر بالکل ملے ہوئے ہیں، وہ یہ
ہیں مامہل، کھنات، سوپارہ، خیرون،
سندان، ماسویا، صیمور

سندھ کے بحری جزیرے یہ ہیں،
جزیرہ اوہکین، جزیرہ مید، جزیرہ کولمبی
(ٹرانکور) جزیرہ سندان،

ہندوستان کے مشہور شہر یہ ہیں
مامہل، (قائمہل) کنبایہ (کھنات)
سوپار، اساول، جناول، سندان، صیمور
(چیور) جندور، سندور، زوبلہ،

و منها الی قصبۃ الطویران اثنان و
اربعون میلاً

و من ماسون جان الی درک
یامونہ مائۃ واحد و اربعون میلاً
و من درک یامونہ الی فنجور
و یقال فی ربو س بالنسین مائۃ میل و
خمسة و سبعون میلاً

فہذہ جمۃ دلا د مکران و
السند و الطویران،
طوران سے منصورہ | و کدالت من

الطویران الی المنصورہ الف میل و
سبعون میلاً

ہندوستان کا علاقہ | فاما اتصل بالسند

من بلادہند فمدینۃ مامہل و کنبایہ و
سوادۃ و خایرون و سندان و ماسویا و
صیمور،

و لہا من الجزائر الحریۃ اوہکین
و جزیرۃ المید و جزیرۃ کولہ ملی و
جزیرۃ سندان

ہندوستان کے دوسرے شہر و قصبات | و مدن

الہند کثیرۃ : منها مامہل و
کنبایہ و سوہارۃ و واساول و
جناول و سندان و صیمور و الجندور

یہ صحرا کا شہر ہے، لمط، اوغست،
فروارہ، لہاور، (لاہور) ان کے علاوہ
بعض اور شہروں کا ذکر آگے آتا ہے،

مامہل کو کچھ لوگ ہندوستان اور
کچھ لوگ سندھ میں شمار کرتے ہیں، یہ
شہر اس صحرا کے کنارے آباد ہے، جو
کھنایت، دیبل، اور مانیہ سے ملا ہوا ہے،

یہ بڑا جامع اور آباد شہر ہے، یہ اس
راستہ پر واقع ہے، جو سندھ سے
ہندوستان جاتے ہوئے پڑتا ہے یہاں
مختلف تجارتیں ہیں اور اس کے ارد گرد
عمارتیں بھی ہیں، یہاں میوے بہت کم
پیدا ہوتے ہیں، البتہ محنت مزدوری
والے ذرائع معاش اور جانوروں کی
کثرت ہے، یہاں سے منصورہ بانیہ
ہوتے ہوئے ۱۰۸ میل ہے اور یہاں
سے کھنایت ۶۰ میل ہے،

اور کھنایت سمندر سے صرف ۳
میل دور ہے کھنایت نہایت نبی
خوبصورت شہر ہے، یہاں متعدد قلعے
اور خندقیں ہیں، یہاں ہر طرح کا سامان

والسندور و زویلة فی المفازة و
نمطة و اودغست و فہروارة و
لہاور و غیرہا ممّا سناتی بذکرہ
فی امکانہ۔ بعون اللہ تعالیٰ،

فاما مدينة مامہل، فقوم
يحسبونہا من الهند و قوم
يجعلونہا من السند و ہی عنی
راس المفازة المتصلة بینہا و بین
کنایة و الديبل و بانیة،

و ہی مدينة جامعة عامرة و
هی عنی طریق الداخلین من السند
الی بلاد الهند و بہا تجارات و
حولہا عمارات و ہی قبيلة
الفواکہ، کثیرة الکسب و
المواشی، و منها الی المنصورة
تسع مراحل (علی مدينة بانیة)

کھنایت | و من مامہل الی مدينة کنایت
خمس مراحل، و مدينة کنایة علی ثلثة
امیال من البحر وہی فی ذاتہا حسنة
الشکل، و بہا الاقلاع و الحط، و بہا جبل

مل جاتا ہے، یہاں ساری دنیا سے اشیائے تجارت کی درآمد اور برآمد ہوتی ہے یہ ایک خلیج کے کنارے آباد ہے، یہاں تک جہاز چلے آتے ہیں، اس میں پانی بہت زیادہ ہے،

اس تہر میں ایک بہت ہی مضبوط اور ناقابل فوج قلعہ ہے، جسے ہندوستان کے راجاؤں نے اس وقت تعمیر کیا تھا جب اس پر جزیرہ کیش کے راجہ نے قبضہ کر لیا تھا۔ کھنات سے جزیرہ اوبکین جہاز کے ذریعہ ڈیڑھ منزل ہے،

جزیرہ اوبکین سے جزیرہ دیبل دو بحری منزل پر ہے، یہ ہندوستان کا پہلا شہر ہے، یہاں کی زمین قابل کاشت ہے، اور چاول کثرت سے پیدا ہوتا ہے، اور اس کے پہاڑوں میں ہندی قتا کثرت سے پیدا ہوتا ہے، یہاں کے باشندے بدھ کے پرستار ہیں،

یہاں سے جزیرہ مید صرف چھ میل پر واقع ہے، مید قوم کا پیشہ چوری اور ڈاکہ زنی ہے،

یہاں سے کولی چھ میل ہے، اور کولی سے سو پارہ ۶۰ میل کے

بضائع و تجارتات من کل الافاق و یخرج منها الی کل الجهات، و ہی ایضا علی خور تدخله المراكب وترسی به، و مائھا كنثیر،

و علی ہذہ المدینة حصن منیع بنتہ ولایة الهند عندمہ تغلب علیہا صاحب جزیرہ کیش۔

و من مدینة کنباہ فی البحر الی جزیرہ اوبکین مجری و نصف و کذالک من جزیرہ اوبکین الی جزیرہ الدیل مجریان او بلاد الهند و ینبت فی ارضہا الزروع و الارز، و فی جبالہا تنبت القنا الهندیة و اهلہا عباد بدود،

و منها الی جزیرہ المید ستہ امیال و اھنھا لصوص،

و منها الی کوئی ستہ امیال

کولی اور سو پارہ | و من کوئی علی الساحل

لگ بھگ ہے، یہ سمندر سے $\frac{1}{4}$ میل دور ہے، یہ بڑا متمدن اور آباد شہر ہے، یہاں کے لوگ تاجر اور آسودہ حال ہیں، سوپارہ بحر ہند کی ایک خلیج ہے، یہاں شکار گاہیں بھی ہیں، اور موتی نکالنے کی جگہیں بھی بنی ہوئی ہیں،

سوپارہ سے سندان دو میل ہے، یہ بھی سمندر سے $\frac{1}{4}$ میل کے فاصلہ پر ہے اس شہر میں لوگ بڑے متمدن اور ہوشیار اور صاحب عقل و ہوش ہوتے ہیں، یہ تجارت پیشہ ہیں، جو ہمیشہ ادھر ادھر آتے جاتے رہتے ہیں، بڑا شاندار شہر ہے، یہاں کثرت سے سیاح اور تاجر آتے اور جاتے رہتے ہیں۔

اس کے اوپر جزیرہ ثارہ ہے یہ بہت ہی چھوٹا سا جزیرہ ہے، یہاں ناریل اور کٹ تھوڑا تھوڑا پیدا ہوتا ہے۔

سندان سے چیمور ۶۰ میل ہے، یہ بھی بڑا حسین اور وسیع شہر ہے، یہاں بڑی شاندار عمارتیں ہیں، شہر کے اطراف بھی بڑے خوبصورت ہیں، یہاں ناریل اور نیزہ کی لکڑی کثرت سے پیدا ہوتی

الی مدینہ سوپارہ نحو خمس مراحل و ہی تبعد عن البحر نحو میل و نصف، و ہی مدینة متحضرة و عامرة كثيرة الساكن، و لها تجارات و مرافق، و ہی فِرْضة من فرض البحر الهندی و بها مصائد و مغائص اللؤلؤ،

ومن مدینة سوپارہ الی مدینة سندان نحو خمس مراحل بينها و بین البحر میل و نصف میل - و ہی مدینة، متحضرة الاهل - و سکانها اهل حذق و نبالة - و هم نجار میاسیر متجولون - و ہی کبيرة القدر، و المسافر الیها کثیر و الخارج عنها کثیرة -

و علیها جزیرة ناره و ہی صغيرة و فیها قليل نارجل و قسط -

چیمور | و من مدینة سندان الی

صیمور خمس مراحل - و صیمور مدینة واسعة حسنة جلیلة المبانی، حسنة الجهات - و بها نارجل کثیر و قنا - و بجالها کثیر من النبات

ہے، یہاں کے پہاڑوں میں عطریات کثرت سے پیدا ہوتی ہیں، جو ساری دنیا میں برآمد کی جاتی ہیں،

یہاں سے پانچ میل کے فاصلہ پر سمندر میں جزیرہ ملی ہے، یہ جزیرہ بہت وسیع ہے، اس کے تمام حصے بڑے خوبصورت اور عمارتیں شاندار ہیں، اس میں پہاڑ بہت کم ہیں، اور بڑا زر خیز علاقہ ہے، اسی جزیرہ میں سیاہ مرچ پیدا ہوتی ہے، سیاہ مرچ یا تو یہاں پیدا ہوتی ہے یا پھر فندریہ اور حبر بن ہیں، ان تینوں مقامات کے علاوہ اور کہیں اس کی پیداوار نہیں ہوتی۔

اس پودے کا تباکل انگور کے مانند ہوتا ہے اور اس کے پتے بیلدار پودوں کے پتوں کی طرح ہوتے ہیں، اس میں لمبائی تو بہت ہوتی ہے لیکن بلندی نہیں ہوتی اور اس کے گچھے شہوہ کے گچھوں کی طرح ہوتے ہیں اور ہر گچھے کو اس کی پتیاں پانی وغیرہ سے محفوظ رکھتی ہیں، اور جب یہ پک جاتی ہیں تو توڑی جاتی ہیں اور سفید مرچیں بھی اس سے پیدا ہوتی ہے، یہ قبل از

العطر المحمول الى سائر الآفاق۔

ملی | وفي البحر (منها) على خمسة اميال جزيرة تسمى ملي۔ و هي جزيرة كبيرة حسنة البقاع، قليلة الجبال، كثيرة النبات۔ و بجزيرة ملي ينبت شجر الفلفل ولا يكون الالبها او بفندرينة، او بجبرتن ولا يوجد منه بشئ الا بهذه البلاد الثلاثة۔

و هو نبات له ساق اشبه شئ بساق شجرة العریش۔ و ورقة كورق النبات اللباب فيه طول ولا تشریف له۔ و له عناقيد مثل عناقيد الشبوقه و كل عنقود منها تكنه ورقة من المطر و يجنى اذا بلغ۔ و الفلفل الا بيض منه هو ما كان جنى منه في اول بلوغه و قبل ذلك

وقت توڑنے کی وجہ سے سفید ہو جاتی ہے۔

ان خرد اذہ کا بیان ہے کہ جب بارش ہوتی ہے تو اس کے گچھے جھک جاتے ہیں، اور پتیاں ان کو بالکل ڈھک لیتی ہیں، اور بارش کا اثر ان پر نہیں ہونے پاتا اور جب بارش کھل جاتی ہے تو پتیاں پھر لو پر اٹھ جاتی ہیں، اور گچھے اپنی اصلی حالت میں آ جاتے ہیں یہ بڑی عجیب سی بات معلوم ہوتی ہے۔

کھنایت، سوپارہ، سندان، چیمور وغیرہ ہندوستان کے شہر ہیں۔

اور چیمور بلہر کی سلطنت میں پڑتا ہے۔

اس کی سلطنت بہت ہی عظیم الشان اور اس کے شہر و قصبے بڑے وسیع اور آباد ہیں، تجارت کی گرم بازاری بھی ہے، اور تمام قسم کی خویاں موجود ہیں، حکومت کی آمدنی بھی وافر ہے، اور دولت کی فراوانی ہے، یہاں مختلف قسم کی خوشبو میں بھی ملتی ہیں،

ولہر رائے مہاراجہ کا ہم معنی ہے، یہ لقب وہاں کے ہر راجہ کا ہوتا ہے، جو قدیم زمانہ سے متوارث چلا آ رہا ہے، اس طرح ہندوستان کے دوسرے

وحکی ابن خرد اذہ : ان هذه العناقيد اذا كان المطر انحنت ورقاتها عليها و اكنتها من المطر - فاذا ارتفع المطر ارتفع الورق عن العناقيد فما تعاودها الا في حين المطر فان عاد المطر عادت الورقة عليها- وهذا غريب-

و اما كنباية و سو باره و سندان و صيمور ، فكلها من بلاد الهند-

و صيمور بلدة من بلاد الملك المسمى بلهرا-

و ملكه عظيم و بلاده واسعة العمارات، كثيرة التجارات جامعة الخيرات ، جباياته وافرة و امواله مقنطرة و ببلاده ايضا انواع و صنوف من افايه العطر

ولہر رائے کی حکومت | وتفسير بلهرا

ملك الملوك وهذا الاسم يتوارثه الملوك المستأخذة عن، الملوك الماضية و كذلك سائر الملوك بالهند اذا صار الملك لملك

راجاؤں کے نام بھی متواتر ملتے ہیں،
ان کے یہاں یہی رواج ہے،

منہم تسمى باسم المملک الذی
قبلہ و اسماءہم متوارثۃ بینہم
لا ینتقلون عنہا - وقد صار ذالک
بینہم سیرۃ یتبعونہا

ہندوستان کے اندرونی شہروں
میں خابروں اور اساول ہے، یہ دونوں
شہر بہت آباد اور پیشہ وروں اور تاجروں
کی آماجگاہ ہیں، ان میں دولت کی بھی
فراوانی ہے اور صنعت اور حرفت میں
بھی ممتاز ہیں، ان کا تیار کردہ سامان
آسانی سے فروخت ہو جاتا ہے۔ ان
میں سے اکثر شہروں میں اس وقت تک
یعنی پانچویں صدی تک مسلمان آباد
اور حکمرانوں غالب ہیں۔

و من بلاد الهند المضمنۃ فی
هذا الجزء خابرون واساول و ہما
مدینتان عامرتان بالناس والتجار
والفعلة واموالہم وافرة و صنعہم
حسنة و بضاعتہم نافقة۔
و قد وصل المسلمون الی
اکثر هذه البلاد و تغلبوا علی
اطرافہا فی هذا الوقت۔

ان شہروں کے علاوہ دوسرے
شہر ملے ہوئے ہیں، ان کا ذکر آگے کیا
جاتا ہے۔

و سندکر ما اتصل بهذه البلاد
من غیرہا بحول اللہ وقوتہ - نجز
الجزء السابع من الاقليم الفانی و
الحمد لله و یتلوہ الجزء الثامن منه
ان شاء اللہ

(ص ۵۴ - ۵۵)

الجزء الثامن من الإقليم الثانی

اس حصہ میں ہندوستان کے یہ
ساحلی مقامات پڑتے ہیں۔

بھروچ، سندھاپور، تھانہ،
فندریہ، جڑین، کلکیان، کیکسار،
لولوا، کچہ، سمندر۔

ان بحری شہروں کے علاوہ خشکی
کے حسب ذیل شہر آباد ہیں، دولقہ،
جناول، نہروارہ، قندھار، زویلہ، لخط،
اودغست، یہ تمام شہر صحرا کے
کنارے کنارے آباد ہیں، ان کے علاوہ
کابل، خواش، حسک، موریدس،
مادیار، شبہ، ددھ منیار، مانوہ، نیاست،
اطراسا، نجہ، زیریں کشمیر، میدرہ،
کارموت، اوپری کشمیر قنوج، رستاند
وغیرہ ہیں۔

ہر ہند میں بہت سے ہندوستانی

ان هذا الجزء الثامن(من
الإقليم الثانی) تضمن فی حصته
من البلاد الهندية ، بلاداً ساحلية
على بحر الهند۔

منها بروج و سند ابور و تانہ
وفندریہ و جربتن و کلکیان
وصنجی و کیکسار و لولوا و کنجہ
و سمندر

و من البلاد البرية، مدينة
دولقة و جناول و نہروارہ و
القندھار و زویلہ و لمطہ و
اودغست . وکل هذه على راس
المفازة۔ و کابل و خواش و
حسک و موریدس و ما دیار و شبہ
وددہ و منیار و مالوہ و نیاست
و اطراسا و نجہ و قشمیر السفلی و
میدرہ و کارموت و قشمیر العلیا و
القنوج و رستاند،

جزیرے | و فی بحرہ من الجزاء

جزیرے ہیں، مثلاً (کولم) جزیرہ کی،
جزیرہ بلیق، جزیرہ مستی، جزیرہ سندر،
ان میں ہر ایک کی تفصیل ہم بیان
کرتے ہیں۔

بھروج نہایت وسیع، شاندار،
خوبصورت اور عمدہ عمارتوں والا شہر
ہے، اس کے مکانات زیادہ تر چوٹے
اور پکی اینٹوں کے بنے ہوئے ہیں،
یہاں کے باشندے بڑے بلند ہمت،
خوش حال اور تجارت میں مشغول ہیں،
یہ ہمیشہ اپنے ملک سے باہر اور سیاحت
پر رہتے ہیں، چین اور سندھ کی طرف
سے جو جہاز آتے ہیں، وہ یہاں ضرور
لنگر انداز ہوتے ہیں یہاں سے چیمور
دودن کا راستہ ہے

بھروج سے نہروارہ خشکی میں
۱۲۸ میل کے فاصلہ پر ہے، اس کے
درمیان میں کوئی پہاڑ نہیں ہے، ان
دونوں شہروں کے درمیان سفر محض
بیل گاڑیوں کے ذریعہ ہوتا ہے۔

- اور نہروارہ ہی کا نہیں بلکہ اس کے
پاس کے تمام مقامات کا سفر محض گاڑیوں

الہندیہ جزیرہ لمسخاب جزیرہ
سندر، و ہا نحن لا وصفها
داکرون و لغرائب احتوائها
واصفون بمن الله وقوته،

بھروج | فاما مدينة بروج فانها
مدينة كبيرة جليلة جميلة حسنة
البناء، لها بالاجرة الحص و
لاهلها، بمم عالية و احوال وافرة و
اموال ضامنة و تجارات معروفة، و
هو وفف على الاغتراب والتحول
وكثرة الاسفار، هي فرضة من
جاء من الصبن و فرضة لمن جاء من
السند ومنها الى صيمور۔

نہروارہ ومن بروج الى مدينة
نہروارہ ثمانی مراحل فی ہر
متصل لا جبل به - و السفر بینہما
یکون علی العجل۔

ولیست ببلاد نہروارہ ولا
ماجاورہا من البلاد للمسافرین۔

ہی کے ذریعہ ممکن ہے، انہی گاڑیوں پر مسافر اپنا سامان بھی رکھتے ہیں، ان گاڑیوں کو میل کھینچتے ہیں، ہر گاڑی کے ساتھ ایک گاڑی بان اور ایک آدمی اس کے پیچھے رہتا ہے۔

بھروچ اور نہروارہ کے درمیان دو اور شہر جناول اور دولقہ ہیں اور اپنی وسعت اور حیثیت میں ایک دوسرے کے برابر ہیں، ان دونوں کے درمیان ایک دشوار گزار مرحلہ کا فاصلہ ہے۔

دولقہ اس ندی کے کنارہ واقع ہے جو سمندر سے بالکل قریب ہے اور یہ نشیبی علاقہ ہے، اس کے مغرب میں بھروچ ہے۔

جناول اور دولقہ اس پہاڑ کے دامن میں واقع ہیں جو ان کے شمال میں پھیلا ہوا ہے، اس پہاڑ کا نام اوندرن ہے، اس کی مٹی زردی مائل سفید ہے، یہاں نیزے کی لکڑی اور کسی قدر ناریل کی پیداوار ہوتی ہے۔

جناول سے قریب ہی اساول ہے۔

یہ تینوں شہر اپنی حیثیت، وسعت

سفر الاعلیٰ العجل، یحملون عیہ۔ امتعتہم۔ والیقر تجرہا و تصیر بہم حیث شاؤا و لکل عجلة سائق و قائد،

و بین بروج و نہروارہ مدینتان: اسم احدہما جناول واسم الثانیہ دولقہ، و ہما متقاربتان فی القدر، و بین الواحدة والاخری اشق من مرحلة۔

و مدینہ دولقہ علی نہر یتصل الی البحر و یکون خوراً و عی غریبہ مدینہ بروج و تروی، بروص

(ص ۵۸)

و جناول و دولقہ فی اسفل جبل معترض من جهة شمالہما یسمی جبل اوندرن۔ و ترابہ ابيض الی الصفرة و تنبت فیہ القنا و قیل نار جیل

و بالقرب من مدینہ جناول مدینہ اساول۔

و کل هذه الثلاثة بلاد تشبه

صفات اور باشندوں کی معاشرت اور لباس میں ایک دوسرے سے بہت مشابہ ہیں، ان میں سے ہر ایک میں تجارتیں بھی ہوتی ہیں اور معاشی فوائد کے ذرائع بھی موجود ہیں۔

خاص طور پر نہروارہ ولہہ رائے جیسے عظیم بادشاہ کی مملکت میں ہے، اس کے پاس پیدل فوج اور جنگی ہاتھی موجود ہیں اور یہ مہاتما بدھ کا پرستار ہے، یہ سونے کا تاج اور سونے کے تار کے بنے ہوئے قیمتی کپڑے زیب تن کئے رہتا ہے اور ہر موسم میں گھوڑے کی سواری کرتا ہے۔

اس کا معمول ہے کہ ہر جمعہ کو سوار ہو کر باہر تفریح کے لئے نکلتا ہے، اس وقت تقریباً سورتیں اس کے ساتھ ہوتی ہیں، ان کے علاوہ کوئی دوسرا اس کے ساتھ نہیں ہوتا، یہ تمام عورتیں ستھری ساریاں اور بہترین قسم کے زیور پہن کر نکلتی ہیں، خاص طور پر ان کے ہاتھ اور پیر میں سونے اور چاندی کے کنگن اور کڑے ہوتے ہیں، اور ان کے بال بالکل کھلے

بعضہا بعضہا فی انصمات والنقد و احوال اہلہا و اشتباہ زیہم ولکل واجدة منها تجارات و مقاصد ارباح ممکنہ۔

فاما مدینۃ نہروارۃ ، فملکھا ملک عظیم یسمی بنہراء و لہ جیوش وفیلۃ - و عبادتہ صنم البد و هو یحمل تاج الذهب علی راسہ و یبیس الحبل المنسوجۃ من الذهب و یرکب الخیل فی سائر الایام۔

وقد یرکب فی کل جمعة مرة و یرکب حولہ نحو مائة امرأة ولا یمشی معہ احد سواہن وقد لبسن القرا طق المذنبۃ و تحلین باحسن الحلیۃ و احتملن الاساور من الذهب والفضۃ فی ایدیہن وارجلہن اسبلن شعورہن علی اردافہن و هن يتلاعین و یرقصن والملک یقدمہن واما جملة وزرائہ وعظما، رجالہ فلا یرکبون معہ الا

اذا خرج محارباً لمن قام عليه
اول من اهتمهم شيئاً من عمالاته او
الى من قصد بلاده من الملوك
المحاورين له و له من الفيلة
كثير و هي عمدة حربہ۔

ہوئے ہوتے ہیں، وہ سب آپس میں
خوب کلیل اور رقص کرتی ہیں اور بادشاہ
ان کا پیش رو ہوتا ہے وزراء اور عمائد
سلطنت اس کے ساتھ اسی وقت ہوتے
ہیں جب وہ کسی دشمن کے مقابلہ کے
لئے نکلتا ہے یا جب اس کے سلطنت کا
کوئی حصہ کوئی دہالیتا ہے یا جب پڑوسی
راجاؤں میں سے کوئی اس کے ملک پر
حملہ آور ہوتا ہے اس کے پاس ہاتھیوں
کی بہت بڑی تعداد موجود ہے، یہی
ہاتھی اس کی اصلی جنگی قوت ہیں۔

و هذا الملك متوارث الذوات
والاسم لا ينتقل عنهم و بدھرا
تفسیرہ ملک الملوك کما قد مناه۔
و مدینہ نہروارہ یصلھا
کثیر من تجار المسلمین و بہا
تجولہم وللمسافرین بہا اکرام من
ملکھا و ضبط لما بایدیہم۔

یہ سلطنت ایک خاندان اور ایک ہی
نام کے راجاؤں کے لئے مخصوص ہے
اور جیسا کہ اوپر ذکر آچکا ہے، بلہرا کے
معنی مہاراجہ اور شہنشاہ کے ہوتے ہیں۔
نہروارہ میں کثرت سے مسلمان
تاجر آتے رہتے ہیں اور اس کے مختلف
حصوں میں ان کی آمدورفت رہتی ہے،
حکومت کی طرف سے مسافروں کا بڑا
اعزاز و اکرام ہوتا ہے، اور ان کے مال و
متاع کی حفاظت کی جاتی ہے۔

و بسط العدل فی اهل الهند
طبیعة هؤلاء لایعولون علی شیء سواہ

عدل و انصاف ہندوستان کے
لوگوں کی گھٹی میں پڑا ہوا ہے، اس کے

علاوہ وہ کسی چیز پر تہم و سہ نہیں کرتے، اپنی عدل پسندی اور عمد و بیگانگی پابندی اور حسن سیرت میں وہ ممتاز ہیں، مجموعی حیثیت سے اس ملک کے لوگ اچھے اور بھلے ہوتے ہیں، اسی وجہ سے کثرت سے باہر کے لوگ یہاں آتے ہیں، اس کے شر آباد اور ان کی حالت قابل اطمینان ہے۔

ہندوستانی عوام عام طور پر نیکی و سچائی کے سامنے منقاد و فرمانبردار ہوتے ہیں، اور باطل کو ناپسند کرتے ہیں، وہاں یہ طریقہ بھی رائج ہے، کہ جب کسی آدمی کا کوئی حق کسی کے ذمہ چاہئے تو وہ اس شخص کو جہاں پاتا ہے پکڑ لیتا ہے اور ایک دائرہ کھینچ کر اس میں اسے لے کر بیٹھ جاتا ہے، اور جب تک اس کا کوئی فیصلہ نہ ہو جائے وہ اس کو لئے بیٹھا رہتا ہے، اب یا تو وہ حق دار کا حق ادا کر دیتا ہے، یا حق دار سے معاف کر لیتا ہے، دونوں صورتوں میں سے جب کوئی صورت ہو جاتی ہے، تو وہ اس حلقہ سے باہر نکل آتا ہے،

نہروارہ کے باشندوں کی خوراک،

و لفضل عدالتهم و حفظ عقودهم
و حسن سيرهم ذكروا انهم و
حمية اهل ثلث البلاد في خير۔ و
كثير القاصد اليهم و بلادهم عامرة
واحوالهم راجحة، وادعة،
(ص ۴۰)

و من انقياد عوامها للحق و
اتباعهم له و كراهم للباطل (ان
الرجل يكون له ، عند احد منهم
حق فليقاه حيث مالمقيه) فيخط له ،
خطاً في الارض كما كالحققة و
يدخلها الطالب في تلك الحلقة
فيدخلها المطلوب طائعا من ذاته
ولا يبرح منها الا بانصاف عنه و اذا
مالزمه او يعفوعنه الذي له الحق
فيخرج عن الحلقة۔

و طعام اهل نهروارة الارزو

چنا، چاول باقلا، لوبیا، (ترکاری) مسور، ماش، مچھلی اور مردار جانوروں وغیرہ ہیں۔

الحمض والباقي واللوبيا والعدس والماش والسمك والحيوانات التي تموت موتاً طبعياً۔

یہ لوگ نہ تو کسی پرندے کو ذبح کرتے ہیں، اور نہ چھوٹے بڑے کسی چوپائے کو ذبح کرتے ہیں، (یعنی وہ اسی طرح مار کر کھا جاتے ہیں) البتہ گائے بیل کا کھانا ان کے یہاں حرام ہے، جب وہ مرتے ہیں، تو ان کو یہ دفن کر دیتے ہیں، یہ بات صرف گائے بیل کے لئے مخصوص ہے، گائے بیل جب کمزور یا بے کار ہو جاتے ہیں، تو ان سے کوئی کام نہیں لیتے اور بغیر کچھ کام لئے ہوئے بھی ان کو کھلاتے پلاتے رہتے ہیں۔

ولا يذبحون طائراً ولا حيواناً لا كبيراً ولا صغيراً واما البقر فانها محرمة عليهم البتة فاذا ماتت دفنت۔ و هذا فعلهم في البقر خاصة دون سائر البهائم اذا ضعفت البقر عن الخدمة والتصرف رفعت عن التعب وامر بالنظر اليها وبالعلف من غير ان تستخدم ظهورها الى ان تموت۔

عام ہندوستانی اپنے مردوں کو جلاتے ہیں اور قبروں میں دفن نہیں کرتے، عام طور پر ہندوستانی غمگین نہیں ہوتے اور رنج و غم کی باتیں تو وہ بالکل ہی نہیں کرتے۔

واهل الهند يحرقون موتاهم ولا قبور لهم۔ و اهل الهند لا يحزنون كثيراً ولا يقولون بالهموم جملة۔

ہندوستان کے وہ شر جو سندھ سے متصل ہیں، ان میں مسلمانوں کی بھی ملی جلی آبادی ہے، یہاں کے تمام مسلمان اپنے مردوں کو رات میں چھپا

و جملة البلاد الهندية المجاورة للسند الذين قد مازجهم المسلمون، يدفنون موتاهم في بيوتهم بالليل تستراً و يسرون التراب عليهم و

کرگھر کے اندر دفن کرتے ہیں، اور پھر قبر کو مٹی سے برابر کر دیتے ہیں، یہ نہ تو مردوں پر روتے دھوتے ہیں اور نہ نمکا بہت زیادہ اٹھار کرتے ہیں۔

ولہجہ رائے کی حکومت میں شادی شدہ عورتوں کے علاوہ اور تمام عورتوں سے زنا مباح سمجھا جاتا ہے۔

اگر کوئی آدمی اپنی لڑکی، بہن، پھوپھی، خالہ کو شادی سے پہلے اپنے نکاح پر راضی کر لے، تو وہ اس سے شادی کر سکتا ہے، اس سے صرف منکوحہ عورتیں مستثنیٰ ہیں۔

بھروچ کے بالکل مقابل سمندر کے دوسرے ساحل پر جزیرہ (کولم) ملی ہے، جہاں سیاہ مریچ کثرت سے پیدا ہوتی ہے۔ اور یہاں جزیرہ سندان دو سمندری منزل پر ہے۔

اور سندان سے جزیرہ بلیق دو دن کا کاراستہ ہے، یہ جزیرہ بڑا آباد اور وسیع ہے، یہاں ناریل، کیلے، اور چاول کثرت سے پیدا ہوتے ہیں، بلیق سے ہندوستان کے جزیروں کے لئے متفرق راستے ہیں، اسی جزیرہ سے بے

لایکون میتا و لا یحزنون عبیہ کثیراً (کما قد مناه)۔

والزنا فی جمیع بلاد بلہرا مباح الا فی المزوجات۔

والرجل ان ارتضی نکاح بنتہ او اختہ او خالته او عمتہ مالم تکن مزوجات فعل ذالک والاخ یفعل باختہ مثل ذالک۔

و یقابل مدینة بروج الساحلیة والبحر جزیرة ملی و فیہا الفلفل کثیراً۔ و منها الی جزیرة سندان محجریان۔

و من هذه الجزیرة الی جزیرة بلیق یومان۔ وہی جزیرة عامرة کبيرة۔ بها نارجل کثیر و موزو ارزوبها تفرق الطرق الی جزائر الهند۔ و من هذه الجزیرة الی اللجة العظمی مسیرة یومین۔

سمندر تک دو دن کا راستہ ہے اور اس
جزیرہ سے سرحدیپ ایک منزل سے
چھ زیادہ ہے۔

بھروچ سے ساحل سنداپور کی
مسافت ۶۴ میل ہے اور سنداپور ایک
ایسے بڑے دہانے پر واقع ہے، جہاں جہاز
لنگر انداز ہوتے ہیں، یہ تجارتی شہر ہے
جہاں عمارتیں بھی ہیں اور معاش کے
ذرائع و سائل بھی موجود ہیں۔

یہاں سے تھانہ (مبنی) کی
مسافت چار دن کی ہے، تھانہ (مبنی)
ایک شاندار شہر ہے جو ایک بڑی
آبنائے کے کنارے پر آباد ہے، یہاں
کثرت سے جہاز اور کشتیاں سامان
تجارت لے کر آتی، اور سامان اتر کر
لنگر انداز ہوتی ہیں۔

تھانہ کے قریبی پہاڑوں اور وادیاں
میں بانس پیدا ہوتے ہیں، اور اس کی جر
سے بنس لوچن (طباشیر) تیار کیا جاتا
ہے، اور یہاں سے تمام دنیا میں مشرق
سے مغرب تک برآمد کیا جاتا ہے۔

طباشیر میں ہاتھی کی کشتہ کی بوٹی
بڈیوں کی آمیزش بھی کرتے ہیں، لیکن

..... و من هذه الجزيرة ايضا

الى جزيرة سرنديب محرى وزائد-

و من مدينة بروج ، على

الساحل - الى مدينة سنداپور اربع

مراحل - و مدينة سنداپور عسى

حور كبير ترسى به المراكب، و

هى مدينة تجارات وبها عمارات

و مقاصد و ارزاق-

و منها مدينة تانه على الساحل ،

اربعة ايام - مدينة تانه - مدينة جميلة

عسى ضفة خوز كبير، تدخلة

المراكب والسفن و تحط به الارحال

و بجبالها و ارضها تنبت

القنا و الصاشير يتخذ فيها من اصول

القنا و منها يحمل الى سائر البلاد من

المشرق و المغرب-

و الصاشير يغش بعضاه الفيل

لمحرق و انصافى منه ما كان من صور

خاص طباشیر اسی ہندی بانس کی جز سے بنائی جاتی ہے۔

تھانہ سے فدرینہ اس وادی کے دہانہ پر واقع ہے، جو ملیبار کی طرف سے آتی ہے اور یہاں ہندوستان اور سندھ دونوں جگہوں کے جہاز آکر ٹھہرتے ہیں، اس کے باشندے مالدار اور بازار آباد ہیں، یہ تجارت کی منڈی بھی ہے، اور ذرائع معاش بھی موجود ہیں۔

اس کے شمال میں ایک بڑا بلند سرسبز اور آباد سلسلہ پہاڑ ہے۔

اس کے دامن میں قافلہ پیدا ہوتا ہے جو ساری دنیا میں سپلائی ہوتا ہے۔

اور قافلہ کا درخت شہدائج کے درخت سے بہت مشابہ ہوتا ہے۔

فدرینہ سے جریٹن ۸۰ میل ہے، یہ ایک چھوٹی سی امانت کے کنارے پر آباد شہر ہے۔ یہاں چاول اور دوسرے غلے کثرت سے پیدا ہوتے ہیں اور بیان کیا جاتا ہے کہ یہیں سے سرندیپ کے لئے رسد مہیا ہوتی ہے،

هذا القصب الهندي الشبركي كساد كرناء،

ومن تانہ الى مدينة فدرينہ ، على الساحل اربع مراحل۔ و مدينة فدرينہ على خور واد، ياتي من ناحية منيار و تحط به مراكب التجار من جزائر الهند و مراكب السند ايضا ولأهلها اموال يأسرة واسواق عامرة ومتاجر ومكاسب

و بشمال هذه المدينة وعليها جبل كبير، سامي العلو، كثيرا الشجر، عامر بالقري و المواشي۔ و تنبت في حوافيه القاقلة۔ و منها تحمل الى سائر اقطار الارض۔

و نبات القاقلة تكون اشبه الاشياء بنبات الشهدانج و لها مزود، فيها بزرها۔

ومن مدينة فدرينہ الى مدينة جريٹن خمس مراحل و هي مدينة عامرة على خور صغير و هي بلاد ارز كثير و حبوب كثيرة و يذكر أن منها ميرة سرندیپ و ينبت بجبالها شجر الفلفل كثيرا۔

اس کے پہاڑوں میں سیاہ مرج کے
پودے کثرت سے ہوتے ہیں۔

حرپٹن سے صحنی اور کیکسار دودن
کا راستہ ہے، یہ دونوں شہر ساحل
سمندر پر ایک دوسرے سے بالکل
قریب قریب واقع ہیں، اور بہت ہی
آباد ہیں، یہاں بھی دھان اور دوسرے
غلے کثرت سے پیدا ہوتے ہیں۔

یہاں سے کلکیان ایک دن کا راستہ ہے،
کلکیان سے لولو اور کچہ دودن کا
راستہ ہے، ان دونوں جگہوں میں بھی
دھان اور گیہوں پیدا ہوتا ہے، یہاں کی
سرزمین انجم کی پیداوار کے لئے بڑی
موزوں ہے، انجم کا پودا دفلی کے مشابہ
ہوتا ہے، یہاں ناریل اور میوے بھی
کثرت سے پیدا ہوتے ہیں۔

اور کچہ سے شہر سمندر کا راستہ تین
میل ہے، یہ تجارت کی بہت بڑی
منڈی اور کثیر المنفعہ جگہ ہے، یہاں کے
باشندے خوش حال اور ساز و سامان
سے بھرپور ہیں، یہاں مسافروں کی
آمد و رفت دونوں کثرت سے ہوتی ہے
یہ قنوج کی سلطنت میں شامل ہے۔

و من جربتن الی صحنی و
کیکسار مسیر یومین و ہما مدینتان
عی البحر، عامرتان متقاربتان و
فیہا ارز و حبوب کثیرہ،

و منها الی کلکیان یوم۔

و من کلکیان الی اللو و
کنجہ مسیرہ یومین و فیہما ارز و
حنطہ و نبت بارضہم البقم
کثیرا۔ و نبات البقم شبیہ نبات
الندفی و بہا نارجیل و فاکہہ
کثیرہ۔

و من کنجہ الی مدینہ سمندر
ثلاثون میلا و ہی مدینہ واسعة
المتاجر، کثیرہ المنافع۔ لاہبھا
بضائع و اموال کثیرہ و الاقلاع منها
والخط بہا کثیر و ہی من اعمال
القنوج، و هو ملت ثلث لہلا

یہ ایک آبنائے کے دہانے پر واقع ہے جس کا سلسلہ کشمیر سے ہے۔

یہاں دھان اور غلے اور کسی حد تک گیہوں کی پیداوار ہوتی ہے، پندرہ دن کی جری مسافت طے کر کے کارموت (۱) سے عود یہاں آتی ہے، کارموت میں بھی عمدہ خوشبو والی عود کی اچھی پیداوار ہوتی ہے اور یہ قامرون آسام کے پہاڑوں سے بھی یہاں آتی ہے۔

اس شہر کا ایک بہت بڑا جزیرہ ہے، ان دونوں کے درمیان ایک گھنٹہ کا راستہ ہے، یہ جزیرہ آباد بھی ہے اور یہاں ساری دنیا کے تاجر موجود ہیں، یہاں سے لٹکا کا راستہ چار منزل ہے، سمندر کے شمال میں زیریں کشمیر کا حصہ ہے، اور ان کے درمیان کا فاصلہ ۱۱۲ میل ہے، کشمیر کی ریاست ہندوستانی راجہ قنوج کی اطاعت شعاری کے لئے مشہور ہے، کشمیر سے کارموت کا فاصلہ ۶۴ میل ہے

کشمیر سے قنوج کا فاصلہ ۱۱۲ میل ہے، قنوج بہت ہی وسیع اور تجارت کی بہت

وہی ایضاً عربی خور یصل الیہا من مدینۃ قشمیر،

و فی هذه المدینۃ حبوب و ارز کثیر و حنطۃ ممکنۃ و یحمل الیہا العود من مسیرۃ حمسۃ عشر یوماً فی ماء عذب من بلاد کارموت۔ و هناك منابت عود حید طیب فی بحورہ و یحب هناك من جمال قامرون۔

و لهذا لمدینۃ جزیرۃ کبیرۃ تسماتھا و بینہما مجری ساعة و هذه الجزیرۃ عامرة بالناس و التحار من كل الآفاق۔ و منها الی جزیرۃ سرندیپ اربعۃ مجار،

و بالشمال من مدینۃ سمندر مدینۃ قشمیر الداخلة و بینہما سبع مراحل، و مدینۃ قشمیر مدینۃ مشہورۃ بین بلاد الهند فی طاعة الملت القنوج (و کذالک من قشمیر الی کارموت اربع مراحل) و من مدینۃ قشمیر الداخلة الی

القنوج نحو سبع مراحل، و ہی

(۱) اس جگہ کا ذکر اور ایسی کے علاوہ اور کسی نے نہیں کیا ہے،

بڑی منہدی ہے، اس نام سے یہ ریاست
ریاست قنوج کہلاتی ہے۔

قنوج ایک بڑے دریا کے کنارے
پر واقع ہے، جو ہندوستان کے دریائے
ملا سے نکلتا ہے، نہر ملا کا ذکر کتاب
الجبانب کے مصنف نے ان الفاظ میں
کیا ہے، اس دریا کو خوشبو کا دریا کہا جاتا
ہے، اور یہ آسام (۱) کے پہاڑوں سے
نکلتا ہے، اور اسنادا کے کنارے سے
گذرتا ہوا لوانیا کے پہاڑ کی جڑ تک چلا
جاتا ہے، اور پھر اس کے نیچے نیچے
کلکیان کے کنارے تک پہنچ کر
سمندر میں گر جاتا ہے، اس دریا کے
دونوں کناروں پر مختلف قسم کی
خوشبوئیں پیدا ہوتی ہیں، اسی وجہ سے
اس کو نہر الطیب بھی کہتے ہیں،

رساند سے اوپری کشمیر کا علاقہ
۶۴ میل پر واقع ہے، اور کشمیر
ہندوستان کے مشہور شہروں میں ہے،
یہاں کے باشندے ترک کافروں
سے براہر جنگ کرتے رہتے ہیں، اور
کبھی کبھی خرچہ ترکوں کے نقصان کا اثر

مدینة كبرى حسنة كثيرة
التجارات وبها يسمى الملك بقنوج،
و هي على نهر كبير يمد نهر
مسي بالهند و نهر مسي ذكره
صاحب كتاب العجائب، فقال: هو
النهر المسمى نهر الطيب، و
مخرج من جبال قامرون و يمر
بركن مدينة اسناد ثم يمر حتى
ينتهي الى سفح جبل لوانيا فيمر من
تحت الى ركن مدينة كلكيان و
يصب في البحر، و ينبت بصفى هذا
النهر انواع من الطيب و بذلت
سمى،

و من مدينة رساند الى مدينة
كشمير الخارجة اربع مراحل، و
كشمير مدينة من مدن الهند المشهورة،
و اهلها يচারبون كافر ترك، و
ربما بلغت مضرة الترك الخرنجبة
اليها

(۱) ناباس سے برہمپور مراد ہے،

کشمیر تک پہنچتا ہے،

ریاست قنوج کے شہروں میں ایک شہر اطراسا بھی ہے، اس شہر اور اوپری کشمیر کا فاصلہ ۹۶ میل ہے، یہ شہر گنگا کے کنارے آباد ہے، بڑا خوبصورت شہر ہے، یہاں مکانات اور پانی کی کثرت ہے، یہ ریاست قنوج کی اس سرحد پر واقع ہے، جو کابل سے لاہور تک پھیلی ہوئی ہے،

قنوج کے بادشاہ کے پاس پیدل فوج اور ہاتھی کثرت سے ہیں، اس کی سلطنت بڑی عظیم الشان اور شاندار ہے، ہندوستان میں خشکی کے بادشاہوں سے کسی بادشاہ کے پاس اتنے ہاتھی نہیں ہیں جتنے اس کے پاس ہیں، یہ بڑا عالی ہمت بھی ہے، اور اس کے پاس سلمان، اسلمہ اور دولت کی فراوانی بھی ہے، اس سے آس پاس کے تمام سلاطین پر اس کا رعب و اب ہے،

اطراسا سے ریاست کا فاصلہ ۸۰ میل ہے، یہ شہر بھی دریائے گنگا کے کنارے واقع ہے، اس کی آبادی بہت بڑی ہے، یہاں گیسوں چاول اور دوسرے غلے کثرت سے پیدا ہوتے ہیں۔

گنگا کے کنارے ہی پر ریاست سے

ومن مدن القنوج مدینة اطراسا ،
و بینہما و بین مدینة قشمیر الخارجة
ست مراحل و ہی مدینة علی نہر
جنحس الهند و ہی حسنة كثيرة
المبانی و المیاء و ہی ثغر من ثغور
القنوج، تتاخم کابل الی ارض لہاور،

و هذا المثلث القنوج (کثیر الرجال و
الفیلة، عظیم الممنکة شامخ المثلث و
لیس فی ملوک الهند البریه ملک عنده
من الفیلة ما عنده منها و له همة عالیة
و عنده عدد و اسحة و اموال و سطوته
مہابة عسی من یلیہ،

ومن مدینة اطراسا الی مدینة ریاست
خمس مراحل و ہی علی نہر جنحس
الهند و ہی مدینة عامرة کثیرة الساکن
بہا و بہا حنطة و ارز و حبوب کثیرة۔

و منها الی مدینة مادیار، علی

۱۱۲ میل دور ماریار (غالباً ماڑ واڑ ہے) کی آبادی ہے جہاں بڑی وسیع عمارتیں اور کثرت سے دیہات اور مکانات ہیں، یہ تجارتی جگہ ہے یہاں کے باشندے بڑے دولت مند ہیں۔

مادیار سے نہروارہ ۱۱۲ میل پر ہے، نہروارہ دریائے گنگا کے مغربی حصے پر واقع ہے اس کا ذکر اوپر آچکا ہے، مادیار سے مالوہ کی ریاست ۸۰ میل ہے مالوہ بڑا ہی حسین اور خوبصورت شہر ہے، جہاں کثرت سے سیاح آتے جاتے رہتے ہیں، اس کے ماتحت بھی بہت سے دیہات، عمارتیں اور پرگنہ ہیں، اس ریاست کے مشہور شہروں میں دودھ اور ٹھٹھ ہے۔

مالوہ اور ددھ کے درمیان ۶۴ میل کا فاصلہ ہے اور ددھ سے ٹھٹھ کا فاصلہ ۳۲ میل ہے۔

اور لاہور بھی انہی علاقوں میں شمار ہوتا ہے۔

اسی طرح موریدس سے ددھ کی مسافت ۴۸ میل ہے، موریدس ایک آباد اور محفوظ قلعہ بند شہر ہے، یہاں

ضفة حنجل، سبع مراحل و مدینة مادیار واسعة العمارات كثيرة القرى و الدیار، و بها تجارات و اهلها اصحاب اموال طائفة۔

و منها الى مدينة نهروارة سبع مراحل۔ و نهروارة في غربی نهـر جنجل۔ و قد سبق ذكرها۔

مالوہ | و من مادیار المذكورة الى مدينة مالوہ خمس مراحل۔ و مالوہ مدينة حسنة، كثيرة الوارد من الصادرات و لها قرى و عمالات۔

و من مدنها مدینتا ددھ و تہ۔

و بین مالوہ و ددھ اربع مراحل، و بین ددھ و تہ مرحلتان،

و لہاور ارض هذه البلاد المذكورة۔

موریدس | و کڈلٹ من موریدس

الى ددھ ثلث مراحل۔ و مدينة موریدس حصينة الحصن، عامرة

تاجروں کی بھی کثرت ہے، اور کابل کی
سرحد کی حفاظت کے لئے یہاں فوجیں
بھی رہتی ہیں،

یہ ایک بڑے عظیم الشان اور قابلِ ذکر
پہاڑ کے نشیبی دامن میں واقع ہے اس پہاڑ
میں بانس اور بید کثرت سے پیدا ہوتے ہیں۔

موریدس سے قندھار کا فاصلہ
۱۲۸ میل ہے، یہ اوپر ذکر کئے ہوئے
بعض پہاڑوں کے دامن میں واقع ہے،
اور ان کے درمیان راستہ کی تفصیلات کا
ذکر بھی آچکا ہے،

قندھار اپنے رقبہ اور آبادی کے
 لحاظ سے بہت بڑا ہے، یہاں کے
 باشندے اپنی دائیوں کی وجہ سے
دوسرے ہندوستانیوں میں ممتاز ہوتے
ہیں، وہ اپنی دائیوں بالکل کثرت
نہیں جس کی وجہ سے بعض قندھاریوں
کی دائیوں طول میں کمر اور گھٹنے تک
پہنچ جاتی ہیں۔

اسی طرح عرض میں بھی اچھی
خاصی ہوتی ہے ان کے چہرے گول
ہوتے ہیں، ان کی دائیوں کی لمبائی
ضرب المثل بن گئی، ان کا لباس ترکوں

الاول۔ و بہا تجار و جموش،
تحرر ثغر کابل،

وہی فی حضیض جبل عظیم۔
صعب الصعود الی اعلاہ، و تنبت
بہ قناکثیرہ و خیزران۔

قندھار | و من مدینۃ موریدس الی
مدینۃ القندھار ثمانی مراحل، و
ہی فی بعض الجبل الذی قد منا
ذکرہ و الطريق بینہما مع ذیلہ،

و مدینۃ القندھار کبیرۃ
القطر، کثیرۃ الخلق، و ہم قوم
یمتازون بلحاہم عن غیرہم، و
ذالک انہم یترون لحاہم (تطول
حتی یصل الاکثر) من لحاہم الی
الركب و دونہا ما وہی عراض
کثیرۃ الشعر و وجوہہ مدورۃ

و المثل یضرب بہم بکسر
لحاہم و طولہا و زینہم زی الأثران
و عندہم و فی بندہم حنطۃ و ارزو
حبوب و اغنام و ابقار۔

کے مشابہ ہوتا ہے، ان اطراف میں
گیہوں، دھان، دوسرے غلے جگیاں
اور گائیں پیدا ہوتی ہیں،

یہ مردہ جگہ کھا جاتے ہیں، لیکن
گائے قطعی نہیں کھاتے ہیں،

قندھار سے نہروارہ تیل گاڑی کی
رقدر سے پانچ منزل (تقریباً ۸۰
میل) ہے، قندھاری کابلیوں سے برابر
جنگ کرتے رہتے ہیں،

کابل ہندوستان کے اس حصہ کے
شہروں میں ہے، جو طخارستان سے ملا ہوا
ہے کابل بہت بڑا اور عمارتوں کے اعتبار
سے خوبصورت شہر ہے، اس کے
پہاڑوں میں عمدہ قسم کی عود ہوتی ہے،
ناریل اور وہ ہلیدہ جو کابلی ہلیدہ کے نام
سے موسوم ہے، یہیں پیدا ہوتا ہے،
اس کے پہاڑوں اور ان کے دامن اور
وادیوں میں زعفران بھی پیدا ہوتی ہے،
اور یہاں سے تمام پڑوسی ملکوں میں اس
کی برآمد ہوتی ہے، یہ اپنی آب و ہوا وغیرہ
کے لحاظ سے عجمیہ روزگار شہر ہے، یہاں
ایک بہت ہی عالیشان و مضبوط

و هم ياكلون الاغنام المينة و
لا ياكلون البقر البتة كما قد
ذكرناه قبل هذا،

و من مدينة القندھار الى
مدينة نہروارہ خمس مراحل بسیر
العجل و اهل القندھار يحاربون
مست کابل۔

کابل اور ہند | و کابل من مدن الهند
المجاورة لبلاد طخارستان و هي
مدينة حليمة المقدار۔ حسنة البنية
و بجبالها، عود جيد و بها النازل
والاهليج الكابلي منسوب
اليها۔ و ينبت في جبالها و يزرع
بابا طحها بصل الزعفران۔ و يرفع
منه بها الكثير و يتجهز به منها الى
مجاورها من البلاد۔ و هي من
غرر البلاد و احسنها هوا و بها
حصن موصوف بالتحصين ولا
يوجد الصعود اليه الا من طريق
واحد۔ و فيها مسلمون كثيرون۔

تعمہ ہے جس پر چڑھنے کا ایک ہی راستہ ہے، اس میں کثرت سے مسلمان ہیں، اس کے پاس یہودیوں کی ایک شہ پناہ بھی ہے۔

و لہاربض فیہ الکفار من الیہود،

یہاں کے بادشاہ کی بادشاہت اس وقت تک قابل تسلیم نہیں ہوتی، جب تک کہ کابل کے لوگ اس کی بیعت نہ کر لیں، اور اس کی بیعت کی قدیم زمانہ سے کچھ مخصوص شرطیں ہیں، یہاں قریب اور دور دراز کے مسافر آتے رہتے ہیں،

(و لا یتیم لملک من مملوک الشاہیة) عقد بیعة الا بمدينة کابل و یعقد بها عسیدہ شروط قدیمۃ تتم بها البیعة، والقصد الیہا من الآفاق القریبۃ والبعدۃ۔

کابل کے زرخیز حصہ میں زیادہ تر نیلج کی کاشت ہوتی ہے، اتنا نیلج اور خوشبودار نیلج دنیا کے کسی خطہ میں پیدا نہیں ہوتا، اور یہاں سے ساری دنیا میں بھججا جاتا ہے،

و یزرع بسواد ارض کابل کلہا نیلج الذی لا یوجد نظیرہ فی سائر البلاد المحیطۃ بها مثله کثرۃ و طیباً و یحمل منها الی کل الآفاق و یعرف بها۔

کابل سے عمدہ سوتی کپڑوں کی بھی برآمد ہوتی ہے، یہ چین، خراسان میں کثرت سے اور سندھ کے علاقہ میں کچھ کم برآمد ہوتا ہے، یہاں ان کا استعمال بہت ہوتا ہے۔

و یتجهز ایضاً من مدینۃ کابل بثیاب تصنع من القطن، حسان، تحمل الی الصين و تخرج الی بلاد خراسان و قد یسافر بها الی السند و اعمالہا و یتصرف بها کثیراً

کابل کے پہاڑوں میں لوہے کی مشہور کانیں ہیں، جہاں عمدہ اور کارآمد لوہا پیدا ہوتا ہے، اس لوہے کی کاٹ

و فی جبال کابل معادن حدید مشہورۃ کثیرۃ النفع و حدیدہا قاطع حسن۔

بہت عمدہ ہوتی ہے۔

کابل کے ماتحت بہت سے شہر ہیں، مثلاً (۱) ارزلاں (۲) خواش (۳) خیبر یہاں بہت سے قلعے اور ملی جلی بستیاں ہیں،

کابل سے خواش کا فاصلہ ۶۳ میل ہے۔

اور خواش سے حسک ۸۰ میل ہے اور حسک سے کابل ۴۸ میل ہے،

یہ تمام شہر قریب قریب ایک ہی حیثیت کے ہیں اور ان میں ہر ایک جگہ تجارتی منڈی اور مال کی کھپت ہوتی ہے، کابل سے لمطہ ۶۳ میل ہے، لمطہ اور زویلیہ، یہ دونوں اس صحرا کے کنارے پر واقع ہیں، جو ملتان اور سبجستان سے متصل ہے۔

یہ دونوں شہر متوسط درجہ کے ہیں..... یہاں زیادہ تر سندھی اور کچھ ہندوستانی اور ایک قلیل تعداد میں سبجستانی آباد ہیں، گیسوں، چاول، کچھ میوے اور پھل یہاں کی تمام پیداوار ہے، یہاں کے لوگ چشمے، دریا، گہرے

ور کابل بلاد کثیرہ منها ارزلاں و خواش و خیبر و لها قلاع و قری و عمارات متصلة۔

و من مدینة کابل الی خواش اربع مراحل۔

و من خواش الی حسک خمس مراحل و من حسک الی کابل ثنت مراحل۔

و هذه البلاد متساوية المقادیر و بها مناجرو متصرفات۔

و من مدینة کابل الی مدینة لمطہ اربع مراحل و مدینة لمطہ و زویلیہ هما علی طرف المفازة المتصلة بین الملتان و بلاد سجستان، و لمطہ و زویلیہ بلدان،

قدرهما قدر متوسط، و بهما جمل من الناس من السندية و بعض اهل الهند و قلیل من اهل سجستان، و بهما مزارع حنطة و ارز و قلیل فواکه، و شرب اهل هذه البلاد

اور تھلے کنوؤں سے پانی پیتے ہیں، یہاں بہترین قسم کے سوتی کپڑے تیار ہوتے ہیں، اور تمام ملحقہ ملکوں میں جاتے ہیں۔

ملتان کے مشرق میں اس ریاست کے جو شر واقع ہیں، ان میں ایک اودغست ہے، یہاں سے قندھار ۶۴ میل ہے، اسی طرح ملتان بھی یہاں سے ۶۴ میل ہے، یہاں بانس کی پیداوار ہوتی ہے، یہاں کے لوگ تجارت اور کاروبار میں کم شریک ہوتے ہیں، لیکن خوش حال اور دولت مند ہیں،

اودغست سے زویله کا فاصلہ ۱۶۰ میل ہے،

اور زویله اور لمطہ کا فاصلہ ۴۸ میل ہے۔

اور اودغست سے سندور کا فاصلہ بھی ۴۸ میل ہے،

اس حصہ میں جتنے شر اور ریاستیں واقع ہیں، ان کی اجمالی تفصیل بیان کر دی گئی ہے، اس حصہ کے سمندر اور جزیرہ کا ذکر اوپر آچکا ہے۔

لنکا جس کا ذکر اوپر اقلیم اول میں آچکا

من عیون و انہار صغار و جباب و آباو۔ و یعمل بہا ثیاب قطن حلوة، یتجهز بہا منها الی ما جاورہا من البلاد،

و من البلاد الی بشرقی الملتان، مدینة اودغست و منها الی القندھار اربع مراحل و من اودغست ایضاً الی الملتان اربع مراحل و باودغست، ینبت شیء من القنا۔ و اھنھا قلینوا التجارات والتصرف فی الاسعار، لکن اھلھا میاسیر، لھم اموال کثیرة۔

و من مدینة اودغست الی مدینة زویله عشر مراحل۔

و من مدینة زویله الی لمطہ ثلث مراحل۔

و من مدینة اودغست الی مدینة السند و رثلث مراحل،

فھذہ جملة صفات البلاد الی تضمینھا هذا الجزء و اما بحرہ ایضاً، فقد ذکرنا ما قبلہ من الجزائر مما فیہ کفایة و قصد معنی۔

لنکا و اما جزیرة سرندیپ الی

ہے، یہاں سے جب کوئی شخص حبشی کا قریب تر راستہ اختیار کرے چاہے گا تو اسے جرین ملے گا، ان دونوں کے درمیان نصف منزل سے بھی کم کا فاصلہ ہے،

اسی جگہ جبل آمری پڑتا ہے، یہ پہاڑ غیر معمولی بلند اور سمندر کے مشرق میں واقع ہے، دریا اسے چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے، اس جزیرہ نما پہاڑ سے جزیرہ لیکا کے لئے چار راستے ہیں، اس پہاڑ کی پیداوار کی کل کائنات بقم ہے، بقم یہاں سے ساری دنیا میں جاتی ہے، یہ پہاڑ بہت ہی مشہور ہے اور بقم کی جڑ سانپ کے کانٹے میں اگر فودی طور پر دے دی جائے تو فائدہ کرتی ہے اوپر اس کا ذکر آچکا ہے،

سبق لنا ذكرها في الاقليم الاول، فان الخارج منها اذا اراد ذالذ فمقد اقرب بر لها و هو ارض مدينه جرین و بينهما اقل من نصف محری۔

فان احد المشرق بتاریف و ما تقع تصفیة الى مدينه نیج۔ و صل آخر جبل الامری۔ و هذا الجبل هو جبل عدن، كثير العلو جدا، يخرج عن البحر في جهة المشرق و ينحون البحر عليه جونا كبيرا۔ و من طرف هذا الجون الى جزيرة ندیب، نحو من اربعة محار۔ و حسیع نبات هذا الجبل انما هو نبات البقم۔ و منه يتجهز به و يخرج الى سائر الاقطار و هذا الجبل جبل مشهور و عروق البقم تنفع من نهش الحيات بلا تاخير كما قد ماذكره فيما سبق

ابن ابی اصیبعہ

متوفی ۶۶۸ھ مطابق ۱۲۶۹ء

ابن ابی اصیبعہ کا اصل نام احمد بن قاسم، کنیت ابو العباس لقب موفق الدین اور وطن دمشق تھا۔ اس کے اجداد میں ابو اصیبعہ نامی ایک شخص گزرا ہے، اسی لئے وہ ابن ابی اصیبعہ کے نام سے معروف ہے، وہ اپنے زمانہ کا مشہور طبیب اور معالج تھا۔ طبابت اس کا خاندانی فن اور پیشہ تھا، چنانچہ اس کا دادا سلطان صلاح الدین کا طبیب، اور باپ بھی ایک حاذق اور نامی طبیب اور علاج چشم کے لئے مشہور تھا۔

ابن ابی اصیبعہ نے شروع میں اپنے باپ سے فن طب کی تحصیل کی، اور قاہرہ میں اسکی تکمیل کی، وہ سلطنت ایوبی میں بعض عہدوں بھی پر فائز رہا، اور عیون الانباء فی طبقات الاطباء کے نام سے اس نے دو جلدوں میں دنیا کی تمام متمدن قوموں کے مشہور طبیبوں کی سوانح عمری لکھی ہے، دوسری جلد کے ایک باب میں ہندوستان کے اطباء کے حالات اور انکے طبی کارناموں کا ذکر کیا ہے، یہ کتاب جرمن عالم مولر (Maller) کے اہتمام میں کوئٹہ سے ۱۸۸۴ء میں اور مصر سے ۱۸۸۱ء میں شائع ہوئی ہے، ابن ابی اصیبعہ غزالدین ایدمر کی دعوت پر صرخد گیا، اور وہیں ۶۶۸ھ مطابق ۱۲۶۹ء میں اسکی وفات ہوئی۔

عیون الأنباء فی طبقات الأطباء

جلد دوم

ہندوستان کے وید اور طبیب

اگلے زمانہ میں کچھ ہندی ،
ہندوستان کا نامی مشہور ، باکمال اور ماہر
فلسفی تھا۔ وہ طب میں درک رکھتا تھا ،
دواؤں کی تاثیر ، مخلوقات کے مزاج
و طبائع اور موجودات کے خواص
و افعال میں بھی مہارت رکھتا تھا ، اور علم
ہیئت ، ترکیب افلاک اور نجوم کی
حرکتوں کا بڑا واقف کار تھا ،

فی طبقات الاطباء الذین
کانوا من الهند (کنکھ الہندی)
حکیم بارع من متقدمی حکماء
الہند و اکابرہم ولہ نظر فی صناعت
الطب وقوی الادویۃ وطبائع
المولدات وخواص الموجودات
وکان من اعلم الناس بھیئۃ العالم
وترکیب الافلاک وحرکات
النجوم (ص ۳۲)

ابو معشر جعفر بن محمد نے کتاب الالوف
میں بیان کیا ہے کہ کچھ گذشتہ زمانہ میں
ہندوستان کے تمام پندتوں اور عالموں
کے نزدیک جو تش میں سب سے زیادہ
فائق سمجھا جاتا تھا ،

وقال ابو معشر جعفر
بن محمد بن عمر البلخی فی
کتاب الالوف ان کنکھ هو المقدم
فی علم النجوم وعند جمیع العلماء
من الهند فی سالف الدهر ،

اسکی تصنیفات میں کتاب النموذار
فی الاعمار (عمر کے بیان میں) کتاب
اسرار الموالید ، (پیدائشوں کے

(ونکنکھ) من الکتب ، کتاب
النموذار فی الاعمار ، کتاب اسرار
الموالید ، کتاب القرانات الکبیر

بھید میں) کتاب القرائات الکبیر، کتاب القرائات الصغیر (بڑے اور چھوٹے قرآن یا لگن) کی کتاب جو فن طب میں ایک دستور العمل کی حیثیت رکھتی ہے، کتاب فی التوہم (توہم) (مسمیزم) کے بیان میں) اور کتاب فی احداث العالم و الدور فی القرآن (دنیا کے واقعات اور ستاروں کے نکلنے میں چکر کے متعلق) ہیں۔

کتاب القرائات الصغیر کتاب فی الطب وهو یجری مجری کناش کتاب فی التوہم کتاب فی احداث العالم و الدور فی القرآن، (ص ۳۲)

(صنھل) یہ بھی ہندوستان کے پنڈتوں اور ویدوں میں تھا، نجوم اور طب میں مہارت رکھتا تھا، اسکی کتابوں میں کتاب الموالید الکبیر (پیدائشوں کی بڑی کتاب) ہے۔

(صنھل) کان من عماء الہند و فضلہم الخیرین بعلم الطب و لنجوم و لصنھل من الکتب کتاب الموالید الکبیر، (صف ۳۲)

صنھل کے بعد ہندوستان میں ویدوں اور طبیبوں کی ایک جماعت گزری ہے، طب اور دوسرے علوم میں اسکی مشہور کتابیں ہیں (۱) جیسے

وکان من بعد صھل الہندی جماعة فی بلاد الہند و لہم تصانیف معروفة فی صناعة الطب و فی غیرہا من العلم مثل

(۱) ان میں سے آٹھ کتابوں کا پہلے مصنفین کے یہاں ذکر ہو چکا ہے لیکن چونکہ کچھ نہ کچھ نئی چیزیں اور معومات ہر ایک کے یہاں مل جاتی ہیں، اور پھر یہ دکھانا بھی مقصود ہے کہ عربوں کو ہندوستان کے علم و فن سے کتنی زیادہ واقفیت تھی، اسلئے علم و فن کے متعلق ہر ایک کی معلومات بلا کم و کاست نقل کر دیں مناسب معلوم ہوتا ہے، (ض)

باکھر، راجہ، صکھ، داہر، انکر (انکو) زنگل، جبھر، اندی، جاری، یہ سب کے سب صاحب تصنیفات اور ہندوستان کے طبیعوں اور دانشوروں میں تھے، نجوم اور جیوتش کے متعلق ان کے مرتب قاعدے اور متعین اصول و احکام ہیں۔

تمام ہندوستانی ان کی تصنیفات کے ساتھ اعتناء کرتے، اور انکی اقترا کرتے، اور انہیں دوسری زبانوں میں منتقل کرتے ہیں، چنانچہ اکثر کتابیں عربی میں ترجمہ ہو چکی ہیں، میں نے رازی کو دیکھا ہے کہ وہ حاوی وغیرہ تصنیفات میں ہندوستان کے لوگوں کی کتابوں کا حوالہ دیتے ہیں، مثلاً شرک (چرک) ہندی کی کتاب جس کا عبداللہ بن علی نے فارسی سے عربی میں ترجمہ کیا ہے، اس سے پہلے وہ سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ ہو چکی تھی، سرود کی کتاب جس میں بیماریوں کی علامتوں اور ان کے علاج اور دوا کی تفصیل ہے، اور وہ دس بابوں میں ہے، یکنی بن خالد کے حکم سے ترجمہ کی گئی تھی، بدان کی کتاب جس میں ۴۰۴ بیماریوں کی علامتوں اور پہچان کا محض ذکر ہے، علاج کا کوئی

باکھر، راجہ، صکھ، داہر، انکر، زنگل، جبھر، اندی، جاری، کل ہولاء، اصحاب تصانیف وہم من حکماء الهند و اطباءہم ولہم الأحکام الموضوعۃ فی علم النجوم۔

والہند تشغل بمؤلفات ہولاء، فیما بینہم و یقتدون بہا و یتناقلونہا و قد نقل کثیر منها الی اللغة العربیۃ و وجدت الرازی ایضا قد نقل فی کتابہ الحاوی و فی غیرہ عن کتب جماعۃ من الهند مثل کتاب شرک الہندی و هذا الكتاب فسرہ عبد اللہ بن علی من الفارسی الی العربی لآئہ اولاً نقل من الہندی الی الفارسی وعن کتاب سرود و فیہ علامات الادواء و معرفۃ علاجہا و ادویتہا و هو عشر مقالات امر یحی بن خالد بتفسیرہ و کتاب بدان فی علامات اربعمائۃ و اربعۃ ادواء و معرفتہا بغير علاج و کتاب سندھشان و تفسیرہ کتاب صورۃ النجیح و کتاب فیما اختلف فیہ الہند و الروم فی الحار

بیان نہیں، سندھ خان کی کتاب جس کے معنی ”صورت کامیابی“ ہیں، ایک اور کتاب جس میں دواؤں کے سردو گرم ہونے، ان کی قوت اور سال کے موسموں کی تقسیم میں ہندوستانی اور یونانی طبیعوں کے اختلاف کا ذکر ہے، ایک کتاب جس میں جڑی بوٹیوں کے ناموں کی تشریح ہے، اور ایک ایک جڑی کے دس دس ناموں کا ذکر ہے، اسانگر (استانگر) کی کتاب جامع اور حاملہ عورتوں کے علاج کے بیان میں ہندوستان کی ایک مختصر کتاب جڑی بوٹیوں کے متعلق، نو فسل کی کتاب میں ایک سو بیماریوں کا ذکر ہے، ایک ہندوستانی عورت روسا کی کتاب خاص عورتوں کے علاج کے متعلق تھی، ہندوستانی منشیات کے متعلق ایک کتاب رائی ہندی کی کتاب میں سانپوں کی قسموں اور انکے زہروں کا بیان تھا، اور ابو قبیل کی ایک کتاب میں بیماریوں کے وہم اور اسباب کا ذکر تھا (ان سب کتابوں کا رازی نے حوالہ دیا ہے اور وہ عربی میں ترجمہ ہو چکی ہیں)۔

والباردو قوی الادویة وتفصیل السنة و کتاب تفسیر اسماء العقاد بأسماء عشرة و کتاب اسانکر الجامع و کتاب علاجات الحبالی لنہند و کتاب مختصر فی العقاقیر لنہند و کتاب نوفشل فیہ مائة دواء و کتاب روسی انہندیة فی علاجات النساء و کتاب السكر لنہند و کتاب رائی الہندی فی اجناس الحیات و سمومها و کتاب التوہم فی الامراض و العلل لأبی قبیل الہندی،

(ص ۳۲)

(ہندوستان کے مشہور اور نامی
طبیعوں میں شاناق بھی ہے) وہ علم طب
کا کافی تجربہ رکھتا تھا، معالجات اور
مختلف علوم اور حکمت و فلسفہ میں مشہور
تھا، جیوتش کا ماہر تھا، اس کی عیش بہت
عمدہ ہوتی تھیں، یہ ہندوستانی راجاؤں
کے یہاں مقرب تھا، وہ اپنی کتاب
مقل الجواہر میں لکھتا ہے،
اے بادشاہ زمانہ کی ٹھوکروں سے چپے،
حوادث دہر کے تسلط و اقتدار سے
خائف رہے، اعمال کے نتائج اور
انجام ہوتے ہیں، اس لیے حوادث
زمانہ کے انجام سے ڈرتے رہے،
کیوں کہ زمانہ اور اسکے حادثات بڑے
نبے وفا اور بیان شکن ہوتے ہیں، اس
لیے ان سے چوکنار رہے، تقدیر و مال
کا معاملہ پوشیدہ ہوتا ہے، اسکے لیے
مستعد رہے زمانہ بدلتا رہتا ہے، اسکی
لئیم گردش و انقلاب سے چپے، اور اسکی
پر فریب سطوت سے ڈرتے رہے،
اسکے انقلاب سے بے خوف نہ ہوئے،
یقین رکھیے کہ جو شخص اپنی زندگی میں
اپنے نفس کو گناہوں کی بیماریوں سے

(ومن المشہورین ایضامن
اطباء الهند شاناق) وکانت له
معالجات وتجارب کثیرة فی
صناعة الطب وتفنن فی العلوم و
فی الحکمة وکان بارعا فی علم
النجوم حسن الکلام متقدما عند
ملوک الهند ومن کلام شاناق قال
فی کتابه الذی سماه منتحل
الجوهر: یا ایها الوالی اتق
عشرات الزمان واخش تسلط
الایام ولوعة غلبة الدهر واعلم ان
الأعمال جزاء فاتبق عواقب الدهر
والایام فان لها غدرات فکن منها
علی حذر و الأقدار مغیبات
فاستعد لها والزمان منقلب فاحذر
دولته لئیم الكرة فحفف سطوته
سریع الغرة فلاتا من دولته واعلم
ان من لم یداو نفسه من سقام
الآثام فی ایام حیاته فما بعده من
الشفاء فی دار لادواء لها ومن اذل
حواسه واستعبدھا فیما تقدم من
خیر لنفسه ابان فضله و اظهر نبلة
ومن لم یضبط نفسه وهی

واحدة لم يضبط حواسه وهي
 خمس فاذا لم يضبط حواسه مع
 قلتها و ذلتها صعب عليه ضبط
 الأعوان مع كثرتهم و خشونة
 جانبهم فكانت عامة الرعية في
 اقاصى البلاد و اطراف المملكة
 ابعد من الضبط ،

نہ چا سکے، اسکو جس مقام پر روانہ
 ہو وہاں کیسے صحت نصیب ہو سکتی ہے
 لیکن جو اپنے حواس کو پہلے قابو میں کر
 لے، اور نیکی اور بھلائی کے لیے اپنا
 انہیں غلام بنا لے، اسکا فضل و شرف
 ظاہر و باہر ہے، اور جو اپنے ایک نفس کو
 قابو میں نہ کر سکے، وہ اپنے پانچوں
 حواس کو کس طرح قابو میں کر
 سکتا ہے، اور اگر وہ اپنے ان چند اور
 کمزور حواس کو قابو میں نہیں لاسکا تو
 اسکے لیے بہت سے سخت اور درشت
 طبع اعوان کو قابو میں لانا انتہائی دشوار
 ہے، اور اطراف و جوانب اور پورے
 ملک میں پھیلی ہوئی اس کی رعایا اور بھی
 بے لگام ہو جائے گی۔

(ولشاناق) من الكتب كتاب
 السموم خمس مقالات فسرہ من
 اللسان الهندى الى اللسان
 الفارسى منكه الهندى و كان
 المتولى لنقله بالخط الفارسى
 رجل يعرف بابى حاتم البلخى
 فسرہ ليحيى بن خالد بن برمك ثم نقل
 للمامون على يد العباس بن سعيد

شناق کی کتابوں میں کتاب
 السموم (زہروں کی کتاب) پانچ بابوں
 میں ہے محکم ہندی نے اسکا ہندی سے
 فارسی میں ترجمہ کیا ترجمہ کی فارسی خط
 میں نقل کی خدمت ابو حاتم بخاری نام کے ایک آدمی کے سپرد
 تھی، محکم نے یحییٰ بن خالد برمکی کے لیے
 یہ ترجمہ کیا تھا، پھر خلیفہ مامون کے لیے
 اسے دوبارہ انکے غلام عباس بن سعید

جوہری نے نقل کیا، کتاب البیطرہ (چوپایوں کے علاج کی کتاب) کتاب فی علم النجوم اور کتاب مثل الجوہر بھی شائع کی تصنیفات ہیں، اس آخری کتاب کو اس نے اپنے زمانہ کے ایک راجہ ابن قمانص ہندی کے لیے مرتب کیا تھا،

(جوہر) یہ ہندوستان کے فاضل حکماء اور اپنے زمانہ کے ممتاز علماء (پنڈتوں) میں تھا، طب پر اس کی اچھی نظر تھی، علوم حکمت میں بھی اس کی تصنیفات ہیں، اس کی کتابوں میں ایک کا نام کتاب الموالید (پیدائشوں کی کتاب) ہے، جو عربی میں بھی ترجمہ ہو چکی ہے،

(مکہ ہندی) طب اور علاج کا ماہر، صاحب رائے و تدبیر، فلسفی و دانا، ہندوستانی علوم و فنون میں قابل اعتماد اور ہندی اور فارسی زبانوں کا ماہر تھا، اسی نے زہروں کے متعلق شائع ہندی کی کتاب ہندی سے فارسی میں ترجمہ کی، یہ ہارون رشید کا ہم عصر اور اسی زمانہ میں ہندوستان سے عراق آیا، اور اس کے دربار میں باریاب ہوا، اور

الجوہری مولانا وکان المتولی قرائتہ علی المامون کتاب البیطرة کتاب فی علم النجوم ، کتاب متتحل الجوہر والفہ لبعض ملوک زمانہ وکان یقال لذلك الملك ابن قمانص الہندی۔ (ص ۳۳)

(جوہر) حکیم فاضل من حکماء الهند و علمائهم متمیز فی ایامہ ولہ نظر فی الطب وتصانیف فی العلوم الحکمیة ولہ من الکتب کتاب الموالید وهو قدنقل الی العربی، (ص ۳۳)

(مکہ الہندی) کان عالما لصناعة الطب حسن المعالجة لطیف التدبیر فیلسوفا من جملة المشار الیہم فی علوم الهند متقنا للغة الهند ولغة الفرس وهو الذی نقل کتاب شاناق الہندی فی السموم من اللغة الہندیة الی الفارسی و کان فی ایام الرشید ہرون وسافر من الهند الی العراق

اس کا علاج کیا، میں نے بعض کتابوں میں دیکھا ہے کہ معہ ہندی اسحاق بن سلیمان بن علی ہاشمی کے اصحاب میں تھا، اور ہندی سے فارسی اور عربی زبانوں میں کتابوں کا ترجمہ کرتا تھا۔

میں نے اخبار الخلفاء والبرامکہ کتاب میں یہ واقعہ دیکھا ہے کہ ایک دفعہ خلیفہ ہارون رشید سخت بیمار ہوا (بغداد) کے تامل اطباء کا علاج ہوا لیکن مرض میں افاقہ نہ ہوا تو ابو عمر عجمی نے بتایا کہ ہندوستان میں معہ نامی ایک طبیب ہے جو مشہور پنڈت اور فلسفی بھی ہے، اگر امیر المومنین اسے بلوا بھیجیں تو شاید اللہ تعالیٰ اسکے ہاتھ پر شفا بخشیں، چنانچہ خلیفہ رشید نے اسے بلانے کے لیے ایک شخص کو سفر خرچ دے کر بھیجا، اور اس نے آکر علاج کیا، اور اس کے علاج سے شفا ہوئی، اس کے صلہ میں خلیفہ نے اسے انعام و اکرام سے مالا مال کر دیا، کہا جاتا ہے کہ معہ (ایک مرتبہ)

فی ایامہ و اجتماع بہ و داواہ و وجدت فی بعض الكتب ان منکھ الہندی کان فی جملة اسحق بن سلیمان بن علی الهاشمی وکان ینقل من اللغة الہندیة الی الفارسیة والعربیة، (ص ۳۳)

ونقلت من کتاب اخبار الخلفاء والبرامکہ ان الرشید اعتل علة صعبة فعالجه الأطباء فلم یجد من علته افاقہ فقال له ابو عمر الاعجمی بانہند طبیب یقال له منکھ وهو احد عبادہم وفلاستہم فلو بعث الیہ امیر المومنین ففعل اللہ ان یهب له الشفاء علی یدہ قال فوجه الرشید من حملہ ووصلہ بصلۃ تعینہ علی سفرہ فقدم وعالج الرشید فبرء من علته بعلاجه فاجری علیہ رزقا واسعا و اموالا کافیۃ قال فبینما منکھ ما را فی الخلد اذا هو برجل من المائنین قد بسط کسائه والقی علیہ عقاقیر کثیرۃ وقام

یصف دواء عنده معجونا فقال في
صفته هذا دواء للحمي الدائمة
وحمي الغب وحمي الربع ولوجع
الظهر والركبتين والخراج والبواسير
والرياح ووجع المفاصل ووجع
العینین ولوجع البطن والصداع
والشقيقة ولتقطير البول والفالج
والارتعاش ولم يدع علة في
البدن إلا ذكر ان ذلك الدواء
شفاؤها (ص ۳۳)

کس سے گزر رہا تھا کہ ایک مکار اور
جھوٹے شخص کو دیکھا کہ وہ چادر پر کچھ
جڑی بوٹیاں رکھے ہوئے ایک معجون
کی خوبیاں اور خصوصیت بیان کر رہا ہے
اور کہہ رہا ہے کہ یہ روز آنے والے،
ایک دن نافع کے ساتھ آنے والے،
اور چوتھے دن آنے والے بخار، کمر، اور
گھٹنوں کے درد، بد گوشت، بواسیر،
ریاح، گھٹیا، آشوب چشم، پیٹ کے
درد، ہر اور کینچی کے درد، سلس
البول، فالج، اور ریشہ، غرض جسم کی
تمام بیماریوں کے لیے شفا بخش ہے۔

معمہ نے اپنے ترجمان سے کہا کہ یہ
کیا کہہ رہا ہے، ترجمان نے اس کا جب
ترجمہ کر دیا تو اس کو سن کر معمہ مسکرا کر
کہنے لگا کہ واقعہ جو بھی ہو، عرب کے
بادشاہ کی ناواقفیت کا ثبوت ہے، اس
لیے کہ اگر وہ صحیح کہہ رہا ہے تو خلیفہ
نے مجھے میرے وطن سے بلا کر اعزہ
واقرباء سے کیوں جدا کیا، اور تکلیف
ومشقت اور سفر کے مصارف کیوں
برداشت کیے جبکہ ایسا شخص اسکے

فقال منكه لترجماته ما يقول
هذا فترجم له ما سمع فتبسم منكه
وقال على كل حال ملك العرب
جاهل وذلك انه ان كان الأمر
على ما قال هذا فلم حملني من
بلدي وقطعني عن اهلي و تكلف
الغليظ من مئونتي وهو يجد هذا
نصب عينه و بازائه وان كان الأمر
ليس كما يقول هذا فلم لا يقتله
فان الشريعة قد اباحت هذا ومن

اشبهه لأنه ان قتل ماہی الأنفس تحيا
 بفنائها انفس خنق كثير وان ترك
 وهذا الجهل قتل في كل يوم نفسا
 وبالحرى ان يقتل اثنين و ثلاثة و
 اربعة في كل يوم وهذا فساد في
 الدين ووهن في الممكة -

سامنے ہی موجود تھا، اور اگر وہ غافل نہ
 رہا ہے تو وہ اسے قتل کیوں نہیں کر
 ڈالتا، قانون اور شریعت کی روت اس
 قسم کے لوگوں کو قتل کرنا مباح اور
 جائز ہے، اگر یہ شخص قتل کر دیا جاتا
 ہے تو یہ صرف ایک ایسے آدمی کا قتل
 ہو گا جس سے ایک مخلوق کو زندگی اور
 حیات حاصل ہو گی، اور اگر اسے آزاد
 چھوڑ دیا گیا اور وہ اپنے جمل کا اسی
 طرح اعلان کرتا رہا تو روزانہ لوگوں کی
 جان لے گا اور اندازاً ہر روز دو دو، تین
 تین یا چار چار آدمیوں کو مار ڈالے
 گا، اور اسکی وجہ سے دین میں خرابی اور
 حکومت میں کمزوری پیدا ہو گی،

(صالح بن بھلہ ہندی)

(صالح بن بھلہ الہندی)

یہ بھی ہندوستان کا ممتاز ترین
 پنڈت اور وہاں کے طریقہ علاج کا
 بڑا ماہر تھا، ہارون رشید کے زمانہ
 خلافت میں عراق آیا تھا، ابوالحسن
 یوسف بن ابراہیم الحاسب کا جوان دایہ
 کے نام سے مشہور ہیں، بیان ہے کہ
 ان سے احمد بن رشید کا تب نے اپنے آقا
 سلام ابرش کے حوالہ سے بیان کیا کہ

متميز من علماء الهند وکان
 خبيرا بالمعالجات التي لهم وله قوة
 وانذارات في مقدمة المعرفة وکان
 بالعراق في ايام الرشيد هارون قال
 ابوالحسن يوسف بن ابراهيم
 الحاسب المعروف بابن الداية
 حدثني احمد بن رشيد انکاتب مولی
 سلام الأبرش ان مولاه حدثه ان

ایک دن ہارون کے سامنے دسترخوان لگا ہوا تھا، اور جبرئیل (۱) بن خثیمشوع خلاف معمول موجود نہ تھا، احمد کا بیان ہے کہ انہیں جبرئیل کو تلاش کرنے کا حکم دیا کہ وہ حسب معمول کھانے کے وقت حاضر ہو، میں نے ہر جگہ اس کو تلاش کیا، وہ جہاں جہاں جاتا تھا کوئی جگہ نہ چھوڑی جب کہیں نہ ملا تو امیر المومنین کو اس کی اطلاع کر دی، وہ سخت برہم ہوئے، اور اسکی غیر حاضری پر برا بھلا کہنے لگے، اتنے میں جبرئیل آگیا، رشید کی برہمی کا سلسلہ جاری تھا، جبرئیل نے سن کر عرض کیا کہ اگر امیر المومنین مجھے برا بھلا کہنے کے بجائے اپنے چچا زاد بھائی ابراہیم بن صالح کے حال پر آنسو بہائیں تو یہ زیادہ مناسب ہوگا، (یہ سن کر خلیفہ کو پریشانی ہوئی) اس نے ابراہیم کا حال دریافت کیا، جبریل نے بتایا کہ اس نے جب انہیں چھوڑا تھا وہ قریب مرگ تھے اور صرف ذرا سی رmq باقی رہ گئی

الموائد قدمت بین یدی الرشید فی بعض الأيام وجبرئیل بن بختیشوع غائب فقال لی احمد قال لی ابو سلمة یعنی مولاه فامرنی امیر المومنین یطلب جبرئیل لیحضر اکنه علی عادته فی ذالک فلم ادع منزلا من منازل الولد ، ومن کان یدخل الیه جبرئیل من الحرم الا ضننه فیه ولم اقع له علی اثر فاعلمت امیر المومنین بذالک فصفق ینعنه ویقفه اذ دخل علیه جبرئیل والرشید علی تلک الحال من قذفه ولعنه فقال له لو اشتغل امیر المومنین بالبکاء علی ابن عمه ابراہیم بن صالح وترك ما هو فیه من تناولی بالسب کان اشبه فسأله عن خبر ابراہیم فاعلمه انه خلفه وبه رمق ینقضى بآخرة وقت صلاة العتمة فاشتد جزع الرشید لما اخبره به واقبل علی البکاء وامر برفع الموائد فرفعت وکثر ذالک

(۱) جبرئیل بن خثیمشوع دربار خلافت کا مشہور و معتمد یونانی عیسائی طبیب تھا (ض)

منہ حتی رحمہ مما نزل بہ جمیع
 من حضر، فقال جعفر بن یحییٰ یا
 امیر المومنین ان طب جبرئیل طب
 رومی وصالح بن بھلہ الہندی فی
 العلم بطریقة اهل الهند فی الطب
 مثل جبرئیل فی العلم بمقالات
 الروم فان رأى امیر المومنین ان
 یامر باحضاره وتوجیہہ الی
 ابراہیم بن صالح لفہم عنہ ما
 یقول مثل ما فہمنا عن جبرئیل
 فعل، فأمر الرشید جعفرًا باحضاره
 وتوجیہہ والمصیر بہ الیہ وردہ بعد
 منصرفہ من عنده ففعل ذالک
 جعفر ومضى صالح الی ابراہیم
 حتی عابنہ وجس عرقہ وصار الی
 جعفر وسأله عما عنده من العلم
 فقال لست اخبر بالخبر غیر امیر
 المومنین فاستعمل جعفر مجہودہ
 بصالح ان یخبرہ بجملة من الخبر
 فلم یجہہ الی ذالک۔

تھی، شاید ہی نماز عشاء تک زندہ
 رہیں، یہ سن کر ہارون سخت گھبرایا، اور
 رونے دھونے لگا، اور دسترخوان
 بڑھوایا اور اسقدر بے چین و بے قرار
 ہوا کہ حاضرین کو اس پر رحم
 آگیا، جعفر بن یحییٰ نے آگے بڑھ کر کہا
 کہ امیر المومنین جبرئیل کا علاج یونانی
 ہے، اور صالح بن بھلہ ہندی طبیب
 ہے، اسے ہندوستانیوں کے علم طب
 سے اسی طرح واقفیت ہے جس طرح
 جبرئیل کو یونانیوں کے علم سے، اگر
 امیر المومنین مناسب خیال فرمائیں
 اور اجازت دیں تو اسے حاضر کیا جائے
 اور ابراہیم بن صالح کو دیکھنے کے لیے
 بھیجا جائے تاکہ جبرئیل کی طرح اس
 کے معائنہ کا بھی نتیجہ معلوم ہو جائے،
 خلیفہ نے اجازت دے دی اور جعفر کو
 حکم دیا کہ صالح بن بھلہ ابراہیم کے
 پاس لے جایا جائے اور اسکا معائنہ
 کرانے کے بعد میرے پاس واپس
 لائے جعفر نے اس حکم کی تعمیل کی،
 اور صالح نے ابراہیم کے پاس جا کر اسکا
 معائنہ کیا، نبض دیکھی پھر جعفر کے

پاس آیا، جعفر نے جب اس کی رائے پوچھی تو اس نے کہا کہ وہ مریض کا حال صرف امیر المومنین سے بیان کرے گا، جعفر نے بڑی کوشش کی لیکن اس نے سمجھ نہ بتایا۔

جعفر نے رشید کے پاس جا کر کہا کہ صالح نے اپنی تشخیص بتانے سے انکار کیا ہے اور خود آ رہا ہے، چنانچہ رشید نے صالح کو حاضر ہونے کا حکم دیا، اس نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ امیر المومنین آپ خلیفہ اور امام ہیں، حاکموں کو فیصلہ کرنے کا اختیار دیتے ہیں، کسی حاکم کو بھی آپ کے فیصلہ منسوخ اور فسخ کرنے کا اختیار نہیں میں آپ کو تمام حاضرین کو گواہ بنا کر عرض کرتا ہوں کہ اگر ابراہیم آج شب میں یا اس بیماری کی وجہ سے مر جائیں تو میرے تمام اونڈی غلام خدا کے لیے آزاد، تمام جانور اسکی راہ میں وقف، اور تمام مال و دولت مسکینوں کے لیے صدقہ اور میری ساری بیویوں پر تین طلاقیں، رشید نے کہا تعجب ہے کہ تم غیب کے متعلق اس طرح قسم کھا رہے

ودخل جعفر علی الرشید فاخبرہ بحضور صالح و امتناعہ من حیارہ بما عاین فامر باحضار صالح فدخل ثم قال یا امیر المومنین انت الامام وعاقد ولاية القضاء لحکام و مہما حکمت بہ لم یخبر لحاکم فسخہ وانا اشہد ک یا امیر المومنین و اشہد عمی نفسی من حضرتک ان ابراہیم بن صالح ان توفی فی هذه الليلة او فی هذه العلة ان کل مملوک لصالح بن بهلة احرار لوجه الله وکل دابة فحییس فی سبیل الله وکل ماله فصدقة علی المساکین وکل امرأة له فطالق ثلاثا بتاتفاق قال له الرشید حلفت و یحک یا صالح علی غیب فقل صالح کلا یا امیر المومنین انما

الغیب ما لا علم لا حد به ولا دلیل
له علیہ ولم اقل ما قلت الا بعلم
واضح ودلائل بینة۔

ہو، صالح نے کہا : امیر المؤمنین !
ہرگز نہیں ، اس کا غیب سے کوئی
تعلق نہیں، غیب تو اس چیز کو کہتے ہیں
جس کا آدمی کو کوئی علم نہ ہو، اور نہ اس
کی کوئی دلیل اس کے پاس ہو، اور
میں نے جو کچھ عرض کیا ہے وہ علم کی
روشنی میں اور واضح دلائل سے عرض
کیا ہے،

قال احمد بن رشيد قال لي ابو
سلمة فسري عن الرشيد ما كان
يجد وطعم واحضر له الشراب
فشرب فلما كان وقت صلاة
العتمة ورد كتاب صاحب البريد
بمدينة السلام يخبر بوفاة ابراهيم
بن صالح على الرشيد فاسترجع
واقبل على جعفر بن يحيى باللوم
في ارشاده اياه الى صالح بن بهلة
واقبل يلعن الهند وطبهم ويقول
واسوتاه من الله يكون ابن عمي
يتجرع غصص الموت وانا اشرب
النبيذ ثم دعا برطل من نبيذ فمزج
النبيذ بالماء والقي فيه شيئا من ملح
واخذ يشرب ويتقي حتى قذف ما

احمد (راوی) کا بیان ہے کہ یہ سن کر
ہارون کا غم زائل ہو گیا اس نے کھانا کھایا
اور نمیزی، لیکن عشاء کے وقت بغداد
سے خط آیا کہ ابراہیم بن صالح کا انتقال ہو
گیا، یہ سن کر ہارون نے انا للہ وانا الیہ
راجعون کہا اور جعفر کو لعنت ملامت کر
نے لگا کہ اس نے بلاوجہ صالح بن بہلہ
کے علاج کا مشورہ دیا تھا، اور ہندوستان
اور اس کی طب پر لعنت بھیجی، اور کہا
افسوس میرا چچیرا بھائی تو موت کے تلخ
گھونٹ پی رہا ہے اور میں نمیزی پی رہا ہوں،
اس کے بعد اس نے ایک رطل نمیز
منگائی اس میں پانی ملا کر کچھ نمک ڈالا،
اور اسے پی کر قے کرنا شروع کر دی،
اور اس کے پیٹ میں جو کچھ تھا

كان في جوفه من طعام (۱)
 الى دار ابراهيم فقصد
 خدمه بالرشيد الى رواق عني
 مجانس لابراهيم على يمين الرواق
 ويساره فراشان بكراسيها و
 متكئا تهما و مساند هما وفيما بين
 الفراشين نمارق فاتكأ الرشيد على
 سيفه ووقف وقال لايحسن الجلوس
 في المصيبة بالأحبة من الأهل على
 اكثر من البسط ارفعوا هذه الفرش
 والنمارق ففعل ذلك الفراشون
 وجلس الرشيد على البساط فصارت
 سنة لبني العباس من ذلك اليوم ولم
 تكن قبله ، (ص ۳۴ و ۳۵)

سب گر گیا، پھر نہایت بے قراری کی
 حالت میں ابراہیم کے گھر آیا، خادموں
 نے جلدی سے ابراہیم کی نشست گاہ
 کے سامان میں پیونچایا، سامان میں
 دائیں بائیں فرش چھے ہوئے تھے، جن
 پر کرسیاں ، گاؤتکیے، مسندیں اور
 گدے وغیرہ لگے ہوئے تھے ، مگر
 ہارون رشید تلوار پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو
 گیا، اور کہنے لگا کہ احباب واعزہ کے غم
 میں فرش پر بیٹھنا مناسب نہیں ہے،
 سارے فرش اور تکیے اٹھا دو، خادموں
 نے حکم کی تعمیل کی، اس کے بعد ہارون
 خالی فرش پر بیٹھ گیا، اس وقت سے ہو
 عباس میں اس کا رواج ہو گیا، اس سے
 پہلے یہ رواج نہ تھا۔

ووقف صالح بن بهلة بين يدي
 الرشيد فلم يناطقه احد الى ان
 سطعت روائح المجامر فصاح عند
 ذلك اللهم الله يا امير المؤمنين ان
 تحكم علي بطلاق زوجتي
 فتنزعهما وتزوجها غيري وانا رب

صالح بن بہلہ بھی وہیں ہارون کے
 سامنے کھڑا تھا مگر کسی کو یارائے کلام نہ
 تھا، جب انگلیٹیوں سے غورات کی
 خوشبو پھیلی، اس وقت صالح بے اختیار
 اللہ اللہ چلانے لگا، اور کہا کہ امیر
 المؤمنین اگر آپ نے میری بیویوں کی

(۱) ہمارے پیش نظر جو نسخہ تھا وہ ذرا شکستہ حالت میں تھا، اس لیے یہاں عبارت چھوڑ دی گئی ہے
 مگر قیاس اور قرینہ سے ترجمہ میں مفہوم ادا کرنے کی کوشش کی گئی ہے، (ض)

طلاق کا حکم صادر کر دیا، اور ان کو مجھ سے جدا کر کے دوسرے کی زوجیت میں دے دیں گے حالانکہ میں انکا اصلی مستحق ہوں، اور میرے علاوہ کسی سے انکا نکاح جائز نہیں ہے، خدا مجھ سے میری نعمتیں نہ چھینے، اور نہ مجھے حادث (قسم توڑنے والا) بنائیے، امیر المؤمنین، برائے خدا اپنے بھائی کو زندہ نہ دفن کیجئے، واللہ وہ زندہ ہیں، مجھے ان کے پاس جا کر دیکھنے کی اجازت دیجئے، اور کئی مرتبہ پکار پکار کر یہ بات دہرائی بالآخر اسے تنہا ابراہیم کے پاس جانے کی اجازت ملی۔

راوی کہتا ہے کہ ہم نے بدن کو ہتھیلی سے ٹھونکنے کی آواز سنی، پھر وہ آواز ختم ہو گئی اس کے بعد تکبیر کی آواز سنی اور صالح مسرور اور تکبیر کہتا ہوا واپس آیا اور کہنے لگا، امیر المؤمنین تشریف لے چلیں، میں ایک عجیب تماشا دکھاؤں گا، چنانچہ خلیفہ، میں، مسرور اور ابو سلیم سب اس کے ساتھ ابراہیم کے پاس گئے، صالح نے ایک سوئی نکالی اور ابراہیم کے بائیں ہاتھ

الفرج المستحق له وينكحها من لا تحل له والله الله ان تخرجني من نعمتي ولم يلزمني حنث والله الله ان تدفن ابن عمك حياً فوالله يا امير المؤمنين مامات فاطدق لي الدخول عليه والنظر اليه وهتف بهذا القول مرات فاذن له بالدخول على ابراهيم وحده، (ص ۳۵)

.. قال احمد قال لي ابو سلمة، فاقبلنا صوت ضرب بدن بكف عنا ذالك الصوت ثم سمعنا تكبيراً فخرج الينا صالح وهو يكبر ثم قال قم يا امير المؤمنين حتى أريك عجبا فدخل اليه الرشيد وانا ومسرور الكبير وابو سليم معه فخرج صالح ابرة كانه معه فادخلها بين ظفر ابهام يده اليسرى ونحمة فجذب ابراهيم بن صالح يده وردھا الى بدنه

فَقَالَ صَالِحٌ يَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَلْ
يَحْسُنُ الصِّمْتُ بَانُوْحُ فَقَالَ الرَّشِيْدُ
لَا، فَقَالَ لَهُ صَالِحٌ لَوْ شِئْتَ اَنْ يَكْلِمَ
اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ السَّاعَةَ لَكَلِمَةٌ فَقَالَ
لَهُ الرَّشِيْدُ فَاَنَا اسْئَلُكَ اَنْ تَفْعَلَ
ذَلِكَ فَقَالَ يَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اَخَافُ
اَنْ عَالَجَتَهُ وَاَفَاقُ وَهُوَ فِي كَفْنٍ فِيهِ
رَائِحَتُهُ الْحَنُوطُ اَنْ يَنْصَدَعَ قَلْبُهُ
فَيَمُوتَ مَوْتًا حَقِيقَةً فَلَا يَكُوْنُ لِي
فِي اَحْيَائِهِ حِيلَةٌ وَلَكِنْ يَا امِيرَ
الْمُؤْمِنِينَ تَأْمُرُ بِتَجْرِيدِهِ مِنَ الْكَفْنِ
وَرَدِّهِ اِلَى الْمَغْتَسَلِ وَاِعَادَةِ الْغَسْلِ
عَلَيْهِ حَتَّى تَزُولَ رَائِحَتُهُ الْحَنُوطُ
عَنْهُ ثُمَّ يَلْبَسُ مِثْلَ ثِيَابِهِ الَّتِي كَانَ
يَبْسُغُهَا فِي حَالِ صِحَّتِهِ وَعَلَّتِهِ
وَيُطَيِّبُ بِمِثْلِ ذَلِكَ الطَّيِّبِ وَيَحْوُلُ
إِلَى فِرَاشٍ مِنْ فِرَاشِهِ الَّتِي كَانَ
يَجْسُ وِيَنَامُ عَلَيْهَا حَتَّى اَعَالَجَهُ
بِحَضْرَةِ امِيرِ الْمُؤْمِنِينَ فَانَّهُ يَكْلِمُ
مِنْ سَاعَةٍ، قَالَ اَحْمَدُ قَالَ لِي
ابُو سَلَمَةَ اِفْوَكَلْنِي الرَّشِيْدُ بِالْعَمَلِ
بِمَا حَدَّثَهُ صَالِحٌ فَفَعَلْتُ ذَلِكَ ثُمَّ
صَارَ الرَّشِيْدُ وَاَنَا مَعَهُ وَمَسْرُورٌ

کے انگوٹھے کے ناخن اور گوشت کے
درمیان چھو دی، ابراہیم نے ہاتھ
کھینچ کر اپنے جسم کے پاس کر لیا، صالح
نے عرض کیا، امیر المومنین! کیا کوئی
مردہ بھی درد و کرب محسوس کر سکتا
ہے؟ خلیفہ نے کہا نہیں، صالح نے کہا
کہ اگر آپ فرمائیں تو ابراہیم ابھی بات
کر سکتے ہیں، خلیفہ نے کہا ہاں میں
چاہتا ہوں، مگر صالح نے کہا
امیر المومنین مجھے خوف ہے کہ اگر ایسا
کیا گیا اور وہ ہوش میں آگئے تو اپنے کو
اس کفن اور خوشبوؤں میں دیکھ کر واقعی
نہ مر جائیں تو پھر انکے زندہ کرنے کی
کوئی تدبیر نہ ہو سکے گی، اس لئے پہلے
آپ کفن اتروالیں اور دوبارہ غسل کرا
دیتے تاکہ حنوط کی خوشبو زائل ہو
جائے، اور وہ کپڑے پہنا دے جائیں جو
وہ معمولاً صحت اور بیماری کی حالت
میں پہنا کرتے تھے، اور اسی طرح کی
خوشبو بھی لگا دی جائے، اور اس خواب
گاہ میں ان کو لے جایا جائے، جہاں وہ
سوتے اور بیٹھتے تھے، اور اس کے بعد
میں کوشش کروں گا کہ وہ امیر المومنین

کے سامنے بولنے لگیں، ابو سلمہ راوی کا بیان ہے کہ امیر المومنین نے مجھے سارے کام کرنے کا حکم دیا اور جب میں یہ کام کر چکا تو ہم سب صالح کے ساتھ وہاں گئے جہاں ابراہیم موجود تھا، اور صالح نے نسوار اور دھوکنی خزانہ سے منگوائی، تھوڑی ہی دیر تک اس کو نسوار سنگھائی تھی کہ اس کے بدن میں حرکت پیدا ہوئی، اور وہ چھینکتا ہوا رشید کے سامنے بیٹھ گیا اور اس کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ رشید نے اس کا ماجرا پوچھا اس نے بتایا کہ آج ایسی نیند آگئی کہ یاد نہیں پڑتا کبھی ایسی خوشگوار نیند آئی ہو، اور اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک کتا اس کی طرف بڑھ رہا ہے، اس سے بچنے کے لئے ہاتھ اٹھایا، تو اس نے بائیں انگوٹھے میں کاٹ لیا جس سے بیدار ہو گیا، اور ابھی تک اس تکلیف کا احساس ہے، پھر اس نے اپنا وہ انگوٹھا دکھایا جس میں صالح نے سوئی چھوئی تھی، اس کے بعد ابراہیم ایک زمانہ تک زندہ رہا اور اس نے ممدی کی بیٹی عباسہ سے شادی کی اور مصر و فلسطین کا گورنر ہوا اور وہیں اس کا انتقال ہوا، اور وہیں اس کی قبر ہے۔

وابو سلمہ وصالح الی الموضع الذی فیہ ابراہیم ودعا صالح بن بهلة بکنندس ومذخرة من الخزانة ونفخ من الکندس فی انفه فمکث مقدار سدس ساعة ثم اضطرب بدنه وعطس وجلس قدام الرشید وقبل یدہ وسأله عن قصته فذکر انه کان نائما نوما لا یذکر انه نام مثله قط طیبا الا انه رأى فی منامه کب قد اهوى الیه فتوقاه بیده فعض ابهام یدہ الیسری عضه انتبه وهو یحس وجعها واره ابهامه الی کان صالح ادخل فیها الابرہ وعاش ابراہیم بعد ذالک دھرا ثم تزوج العباسة بنت المهدی وولی مصر وفلسطین وتوفی بمصر وقبره بها۔ (ص ۳۵)

ابن بطوطہ

متوفی ۷۷۹ھ مطابق ۱۳۷۷ء

ابن بطوطہ : یہ آٹھویں صدی کا مشہور سیاح ہے، اس کا اصلی نام محمد بن عبد اللہ بن ابراہیم بن یوسف، کنیت ابو عبد اللہ لقب شرف الدین اور ابن بطوطہ کے نام سے مشہور ہے، ۷۰۳ھ ہجری میں طنجہ (مراکش) و بربر میں پیدا ہوا اور ۷۷۹ھ ہجری میں انتقال کیا، ۷۲۵ھ ہجری میں حج و زیارت کعبہ سے مشرف ہوا، اور اس کے بعد اسے مختلف ممالک کی سیر و سیاحت کا شوق ہوا، اور سلطان محمد تغلق کے عہد میں ہندوستان آیا اور یہاں کے چپہ چپہ کو دیکھا، دو سال تک دہلی میں عہدہ قضا پر بھی فائز رہا، اس نے دنیا کے متعدد ممالک کی سیر و سیاحت کی ہے، اور اپنی سیاحت و مشاہدہ کا پورا حال اپنی ڈائری تحفة النظار فی غرائب الامصار و عجائب الاسفار میں جو رحلتہ ابن بطوطہ (سفر نامہ ابن بطوطہ) کے نام سے مشہور ہے، بیان کیا ہے،

ہندوستان کے جغرافیائی، تمدنی، معاشرتی اور مذہبی حالات کے علاوہ یہاں کی قوموں، جماعتوں، اور حیوانات و نباتات کے متعلق اس قدر وضاحت اور تفصیل سے اس نے لکھا ہے کہ اس کی مدد سے اس عہد کے ہندوستان کی ایک مکمل تاریخ مرتب کی جا سکتی ہے اور چونکہ ابن بطوطہ کے مشاہدات عینی ہیں، اس لئے زیادہ تر وہ معتبر اور مستند ہیں، اس کتاب میں اس کے مفید، ضروری اور اہم انتخابات نقل کئے جا رہے ہیں۔

ابن بطوطہ کے سفر نامہ کی شہرت اور اہمیت کا اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کئی بار یورپ اور عرب ممالک سے شائع ہو چکا ہے، اور مختلف مغربی اور مشرقی زبانوں کے علاوہ اردو میں بھی اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔

رحلۃ ابن بطوطہ

جلد دوم

۳۴ھ کے ماہ محرم الحرام کی پہلی تاریخ تھی کہ ہم دریائے سندھ پر پہنچے، یہ دریا دنیا کے بہت بڑے دریاؤں میں شمار کیا جاتا ہے، گرمی کے موسم میں اس میں طغیانی آتی ہے،

یہاں سے سلطان محمد شاہ تھلک بادشاہ ہندو سندھ کی عملداری شروع ہوتی ہے، جب ہم اس دریا پر پہنچے تو بادشاہ کے اخبار نویس ہمارے پاس آئے اور ہمارے آنے کی خبر انہوں نے قطب الملک حاکم ملتان کے پاس پہنچی، سندھ کا امیر بادشاہ کی طرف سے ان دنوں میں سر تیز تھا، یہ شخص بادشاہ کا غلام اور فوج کا بخشی تھا،

جب ہم سندھ میں پہنچے تو امیر

ولما كان بتاريخ الغرة من شهر الله المحرم مفتتح عام اربعة و ثلاثين و سبعمائة و حسا الى وادي السند المعروف ببنج آب ومعنى ذالت المياه الخمسة وهذا الوادي من اعظم اودية الدنيا وهو يفيض في اوان الحر وهذا الوادي هو اول عمالة السلطان المعظم محمد شاه ملك الهند والسند ولما وصلنا الى هذا النهر جاء الينا اصحاب الاخبار اسوكتون بدلت وكتبوا بخبرنا الى قطب الملك امير مدينة ملتان وكان امير امراء السند على هذا العهد مسووك لسلطان يسمي سرتيز وهو عرض المماليك وبين يديه تعرض عساكر السلطان (ص ۲)

وكان في حين قدومنا بمدينة

سیوستان من السند.....(ص ۲)

واذا كتب المخبرون الى
السلطان من بلاد السند يصل
الكتاب اليه في خمسة ايام بسب
البريد، (ص ۲)

والبريد ببلاد الهند صنفان
فاما برید الخیل فيسمونه الولاق
(اولاق) وهو خيل تكون للسلطان
في كل مسافة اربعة اميال واما
بريد الرجاء فيكون في مسافة
الميل الواحد منه ثلاث رتب
ويسمونها الداوة والسداوة هي ثلاث
ميل والميل عندهم يسمى الكروة
وترتيب ذلك ان يكون في كل
ثلاث ميل قرية معمورة ويكون
بخارجها ثلاث قباب يعقد فيها
الرجاء مستعدين للحركة قد
شدوا اوساطهم وعند كل واحد
منهم مقرعة مقدار ذراعين باعلا^{ها}
جلاجل نحاس فاذا خرج
البريد من المدينة اخذ الكتاب
باعلى يده والمقرعة ذات
الجلاجل باليد الأخرى وخرج

شہر سیوستان سندھ میں مقیم تھا.....

جو اخبار نویس سندھ سے بادشاہ کو
کوئی خبر دیتے ہیں وہ اس کے پاس
ڈاک کے ذریعہ پانچ دن میں پہنچتی
ہے،

ہندوستان میں ڈاک دو قسم کی
ہوتی ہے، ایک گھوڑے کی اسے وہ
اولاق کہتے ہیں، ہر چار میل کے بعد
گھوڑا بدلتا ہے یہ گھوڑے بادشاہ کی
طرف سے رہتے ہیں (دوسری قسم
پیادوں کی ہے) ان کا یہ انتظام ہے کہ
ایک میل میں تین چوکیاں ہر کاروں
کی ہوتی ہیں، اس چوکی کو داوہ کہتے ہیں،
جو تھائی میل کے برابر ہوتا ہے، اور
میل کو کروہ کہا جاتا ہے، ہر تھائی میل
کے فاصلہ پر ایک گاؤں آباد ہوتا ہے،
گاؤں کے باہر تین برجیاں بنی ہوتی
ہیں، ہر ایک میں ہر کارے کمرے بیٹھے
رہتے ہیں، ہر ایک ہر کارے کے پاس
ایک چھڑی دو گز لمبی ہوتی ہے، جس
کے سرے پر تانبے کے گھنگرو
بندھے ہوئے ہوتے ہیں، جب شہر
سے ڈاک چلتی ہے تو وہ

ایک ہاتھ پر لفافہ رکھ لیتا ہے، اور دوسرے میں چھڑی اور تمام طاقت خرچ کر کے دوڑتا ہے، دوسرا ہر کارہ اس کے گھنگروؤں کی آواز سن کر تیار ہو بیٹھتا ہے، اور لفافہ لے کر فوراً دوڑ پڑتا ہے اس طرح جہاں کہیں خط پہنچانا ہوتا ہے، پہنچا دیتے ہیں، یہ ڈاک گھوڑوں کی ڈاک سے بھی جلدی جاتی ہے،.....

یشتند بمنتهی جہدہ فاذا سمع الرجال النذیر بالقباب صوت الجلاجل تاهبوا له فاذا وصلهم اخذ احدهم الكتاب من يده وممر باقصی جہدہ وهو يحرك المقرعة حتى يصل الى الداوة الاخری ولا يزالون كذالك حتى يصل الكتاب الى حيث يراد منه وهذا البرید اسرع من برید الخیل،

(ص، ۲-۳)

اور اخبار نویس ہر مسافر کا حال تفصیل وار لکھتے ہیں، کہ اس کی صورت ایسی ہے، لباس ایسا ہے، خادم اور ہمراہی اور جانور اس کے ساتھ اس قدر ہیں، اس کے حرکات اور سنکرات اس قسم کے ہیں، الغرض کوئی بات باقی نہیں چھوڑتے، جب کوئی مسافر شہر ملتان پہنچتا ہے جو ملک سندھ کا دار الخلافہ ہے، تو جب تک کہ بادشاہ کی طرف سے حکم رواں لگی نہ آجائے اور اس کی ضیافت کا انتظام نہ ہو جائے، اور اس کی مقدار مقرر نہ ہو جائے اس کو وہاں ٹھہرنا پڑتا ہے، ہر مسافر کی

واذا كتب المخبرون الى السلطان بخبر من يصل الى بلاده استوعبوا الكتاب وامعنوا في ذالك وعرفوه انه ورد رجل صورنه كذا ولباسه كذا وكتبوا عدد اصحابه وعساقته وخدامه ودوابه وترتيب حائه في حركته وسكونه وجميع تصرفاته لا يغادرون من ذالك كله شيئاً فاذا وصل النوار الى مدينة متان وهي قاعدة بلاد الهند اقام بها حتى ينفذ امر السلطان بقدمه وما يجرى له من الضيافة وانما يكرم الانسان هنالك بقدر ما يظن

آؤ بھگت اس کے ساز و سامان اور حرکات و سکنات کے مطابق ہوتی ہے، کیونکہ اس وقت تک اس کے حسب و نسب کی خبر غوطی نہیں ہو سکتی، بادشاہ ہند محمد شاہ تغلق پر دیسیوں کی تعظیم و تکریم بدرجہ غایت کرتا ہے اور ان سے محبت رکھتا ہے، اور بڑے بڑے عہدے ان کو دیتا ہے، اس کے بڑے بڑے خواص اور حاجب اور وزیر اور قاضی اور داماد غیر ملک کے باشندے ہیں، اس کا حکم ہے کہ پر دیسی کو ہمیشہ عزیز کے نام سے پکارا کریں.....

ہم دو منزل چلے تھے کہ جنانی کا شہر آیا، یہ شہر وسیع اور خوبصورت ہے، دریائے سندھ کے کنارے واقع ہے، اس کا بازار بہت خوشنما ہے، اس شہر میں سامرہ کی قوم کے آدمی آباد ہیں، اور قدیم زمانہ سے آباد چلے آتے ہیں، مؤرخ کہتے ہیں کہ جب حجاج بن یوسف کے وقت میں سندھ فتح ہوا تو اس قوم کے بزرگ اس شہر میں بستے تھے، شیخ رکن الدین بن شیخ شمس الدین شیخ بہاء الحق زکریا قریشی (ملتان)

من افعاله وتصرفاته وهمته اذ لا يعرف هنالك ما حسبه ولا آباؤه ومن عادة ملث الهند السلطان ابی المجاهد محمد شاہ اکرام الغرباء ومحبتهم وتخصيصهم بالولايات والمراتب الرفیعة ومعظم خواصه وحجابه ووزرائه وقضاہ واصهاره غرباء ونفذ امره بان یسمى الغرباء فی بلاده بالأعزة.....

(ص - ۳)

وسرنا من نهر السند یومین ووصنا انی مدینة جنانی مدینة کبیرة حسنة علی ساحل نهر السند نہا اسواق ملیحة وسكانها طائفة یقال لہم السامرة استوطنوها قدیما واستقر بها اسلافهم حین فتحها عنی ایام الحجاج بن یوسف جسما اثبت المؤرخون فی فتح السند واخبرنی الشیخ الامام العالم الزاهد العابد رکن الدین ابن الشیخ الفقیہ الصالح شمس الدین بن

مجھ سے ذکر کرتے تھے، کہ ان کے جد
اعلیٰ محمد بن قاسم قریشی فاتح سندھ کے
اس لشکر میں (۱) تھے جو حجاج نے
عراق سے بھیجا تھا، وہ اسی ملک میں رہ
گئے تھے، اور پھر ان کی اولاد بڑھ گئی،
یہ شیخ رکن الدین وہی ہیں جن کی
بابت مجھے شیخ برہان الدین اعرج نے
شہر اسکندریہ میں کہا تھا، کہ تو ان سے
ملے گا، سامرہ کے لوگ کسی کے ساتھ
نہیں کھاتے اور جب وہ کھاتے ہیں تو
کوئی ان کی طرف دیکھنے نہیں پاتا، اور
نہ اپنی قوم کے سوا کسی کے ساتھ رشتہ
کرتے ہیں اس زمانے میں ان کا سردار
ایک شخص و نارنامی تھا، اس کا حال میں
آگے چل کر بیان کروں گا۔

الشیخ الامام العابد الزاهد بہاء
الدین زکریا القرظی وهو احد
الثلاثة الذین اخبرنی الشیخ الولی
الصالح برہان الدین الأعرج
بمدينة الأسکندریانی سألناہم فی
رحلتی فقیلتہم والحمد لله ان
جسده الأعسی کان یسمی بمحمد
بن قاسم القرظی وشہد فتح السند
فی العسکر الذی بعثہ لذلک
الحجاج بن یوسف ایام امارتہ
عنی العراق و اقام بہا وتکاثرت
ذریتہ وهؤلاء الضائفة المعروفون
بالسامرة لا یأکلون مع احد ولا
ینظر الیہم احد حین یأکلون ولا
یصاہرون احدا من غیرہم ولا
یصاہر الیہم احد وکان لہم فی
هذا العهد امیر یسمی وناہ و
سندکر خبرہ، (ص ۴۵)

میں بھی علاء الملک کے ساتھ

پانچ روز رہا، پانچویں دن ہم

مسافرت مع علاء الملک

خمسة ایام ووصنا انی موضع

(۱) ابن بطوطہ کی روایت کے مطابق ان کے جد اعلیٰ ہندوستان میں محمد بن قاسم ثقفی کے لشکر کے

ساتھ ۹۸ھ میں آئے تھے، لیکن یہ درست نہیں، فرشتہ نے لکھا ہے کہ شیخ بہاؤ الدین کے والد اَمال
الدین قریشی مکہ معظمہ سے خوارزم میں آئے اور وہاں سے ملتان آئے۔

پانچویں دن ہم لاہری (۱) کے شہر میں پہنچے، یہ شہر بہت خوبصورت، سمندر کے کنارے واقع ہے، اس کے پاس دریائے سندھ سمندر میں جا کر گرتا ہے، یہ شہر بڑا بندرگاہ ہے، یمن اور فارس کے جہاز اور تاجر بہت آتے ہیں، اور اس لئے یہ شہر نہایت مالدار ہے، اور اس کا محاصل بھی زیادہ ہے، علماء الملک مجھ سے کہتے تھے کہ اس بندر کا محاصل ساٹھ لاکھ دینار ہے، اور امیر علماء الملک کو اس میں سے بیسواں ملتا ہے، یعنی عشر کا نصف، اور اسی شرح پر بادشاہ اپنے کارداروں کو علاقے سپرد کیا کرتا تھا۔

ایک روز میں امیر علماء الملک کے ساتھ سیر کرنے گیا، شہر سے سات میل کے فاصلہ پر ایک میدان ہے، جس کو تارنہ کہتے ہیں وہاں بے شمار آدمیوں اور حیوانات کی سنگین مورتیں ثابت اور ٹوٹی پھوٹی پڑیں ہوئی ہیں اور غلہ اور گیہوں اور چنا اور

ولایتہ و هو مدینة لاہری مدینة حسنة على ساحل البحر الكبير وبها يصب نهر السند في البحر فيلتقى بها بحران ولها مرسى عظيم يأتي اليه اهل اليمن واهل فارس وغيرهم وبذلك عظمت جباياتها وكثرت اموالها، اخبرني الأمير علماء الملک المذکور ان مجبى هذه المدينة ستون لكا في السنة وللأمير من ذلك نم (نیم) ده يك ومعناه نصف العشر وعلى ذلك يعطى السلطان البلاد لعماله يأخذون منها لأنفسهم نصف العشر - (ص ۸)

و رکبت يوماً مع علماء الملک فانتھینا الی بسیط من الارض على مسافة سبعة اميال منها يعرف بتارنا فرأيت هنالك مالا يحضره العد من الحجارة على مثل صور الادميين و البهائم وقد تغير كثير منها و دثرت اشكاله فيبقى منه

لہنٹر صاحب نے اپنے گزیر میں اس کا نام لاہوری بندر لکھا ہے، اب محض ایک گاؤں اور کراچی کے ضلع میں واقع ہے، (ض)

مسری وغیرہ پتھرائے ہوئے پڑے ہیں، فصیل اور مکانات کی دیواروں کے سامان موجود ہیں، کھنڈرات میں کھدے ہوئے پتھر کا ایک گھر ہے، اس کے وسط میں ایک چبوترہ ہے، جو ایک ہی پتھر کا بنا ہوا ہے اس پر ایک آدمی کا بت ہے، اس آدمی کا سر ذرا لمبا ہے، اور منہ ایک طرف پھرا ہوا ہے، دونوں ہاتھ کمر سے کسے ہوئے ہیں، اس جگہ نہایت بو دار پانی تھا، بہت سی دیواروں پر ہندی زبان اور خط کے کتبے ہیں، امیر علاء الملک ذکر کرتے تھے کہ اس ملک کے تاریخ دان گمان کرتے ہیں کہ یہ شہر مسخ ہو گیا تھا اور چبوترہ پر جو بت ہے وہ اس کا بادشاہ تھا چنانچہ اب بھی اس گھر کو راجہ کا محل کہتے ہیں اور دیواروں کے کتبوں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ بربادی تقریباً ایک ہزار سال گزرے ہوئی تھی

صورة رأس او رجل سواهما ومن الحجارة ايضاً على صور الحبوب من البر والحمص والفول والعدس وهنالك آثار سور وجدران ثم رأينا رسم دار فيهابيت من حجارة منحوتة في وسطه دكانة حجارة منحوتة كأنها حجر واحد عليها صورة آدمي الا أن رأسه طويل و فمه في جانب من وجهه و يده خلف ظهره كالمكتوف و هنالك مياه شديدة التشن و كتابة على بعض الجدران بالهندى و اخبرنى علاء الملك ان اهل التاريخ يزعمون ان هذا الموضع كانت فيه مدينة عظيمة اكثر اهلها الفساد فمسخوا حجارة و ان ملكهم هو الذى على الدكانة فى الدار التى ذكرناها و هى الى الآن تسمى دار الملك و ان الكتابة التى فى بعض الحيطان هنالك بالهندى هى تاريخ اهل تلك المدينة و كان ذلك منذ الف سنة او نحوها (ص

(۸ - ۹)

لاہوری سے میں بھکر

و انصرف عنه الى مدينة

گیا (۱) یہ شہر بھی خوبصورت ہے ،
دریائے سندھ کی ایک شاخ اس کے پچ
میں سے گذرتی ہے ، اور اس شاخ کے
وسط میں ایک خانقاہ ہے ، وہاں
مسافروں کو کھانا ملتا ہے ، اس خانقاہ کو
کشلو خاں نے جس کا ذکر آگے بھی آوے
گا ، اپنے ایام حکومت میں تعمیر کیا تھا ،
اس شہر میں میری ملاقات امام عبداللہ
حنفی اور قاضی شہر ابو حنیفہ اور شمس
الدین محمد شیرازی سے ہوئی ، شیخ شمس
الدین کی عمر ان کے بیان کے مطابق
اس وقت ایک سو بیس برس تھی ،

بکار وہی مدینۃ حسنة يشقها
خليج من نهر السند وفي وسط
ذلك الخليج زاوية حسنة فيها
الطعام للوارد والصادر عمرها
كشور خان ايام ولايته على بلاد
السند وسبق ذكره ولقيت بهذه
المدينة الفقيه الامام صدرالدين
الحنفي ولقيت بها قاضيا
المسمى بابي حنيفة ولقيت بها
الشيخ العابد الزاهد شمس الدين
محمد الشيرازي وهو من
المعمرين ذكر لي ان سنه يزيد
على مائة وعشرين عاما (ص ۹)

بھکر سے چل کر ہم اوچھ (۲) کے
شہر میں پہنچے ، یہ شہر دریائے

ثم سافرت من مدينة بكار
فوصت الى مدينة اوجه وهي

(۱) اس زمانہ میں بھکر فقط اس قلعہ کو کہتے ہیں ، جو دریائے سندھ کے پچ میں روڑی اور سکھر کے درمیان
واقع ہے یہ محض قلعہ ہے اور ہمیشہ سے قلعہ ہوگا بھکر کا شہر اس وقت اغلباً وہ ہوگا جس کو اب سکھر کہتے
ہیں جہاں میر محمد معصوم بھکر کی صاحب تاریخ معصومی کا مغارہ اور مقبرہ واقع ہے ، ان بطوطہ کے بیان
سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے سکھر اور قلعہ بھکر سے ایک شہر مراد لیا ہے ، کیونکہ وہ لکھتا ہے کہ
دریائے سندھ کی ایک شاخ شہر میں سے گذرتی ہے کشلو خاں کی بنائی ہوئی خانقاہ شاید وہ ہوگی جس کو اب
خواجہ خضر کی خانقاہ کہتے ہیں اور جو قلعہ کے متصل شمال میں واقع ہے لیکن دریا میں علیحدہ ایک چھوٹے
سے جزیرہ پر واقع ہے ،

(۲) اب یہ شہر بھاؤل پور کی ریاست میں دریائے پنجند کے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

سندھ کے کنارے واقع ہے، اور بڑا شہر ہے، بازار بہت عمدہ ہے اور عمارتیں مضبوط ہیں، ان دنوں میں اس شہر کا حاکم سید جلال الدین تکی تھا جو شجاعت اور کرم میں مشہور تھا، اور اسی شہر میں گھوڑے سے مارنے کے بعد اس کا انتقال ہو گیا، اس امیر کے ساتھ میری دوستی ہو گئی، اور اس کے ساتھ اکثر صحبت ہوتی تھی، دہلی میں بھی ہم دونوں ملے، اور جب کہ بادشاہ دولت آباد کی طرف تشریف لے گئے، اور مجھے وہیں مقیم رہنے کا حکم دیا اور جلال الدین بھی اس کے ساتھ گیا، اور وہ مجھے اجازت دے گیا کہ اگر مجھے ضرورت ہو تو اس کے گاؤں کا حاصل وصول کر کے خرچ کر لیا کروں، چنانچہ میں نے پانچ ہزار دینار کے قریب اس میں سے خرچ کیا، اس شہر میں میں نے

مدینة كبرى على نهر السند لها اسواق حسنة وعمارة جيدة وكان الأمير بها اذاذاك الملك الفاضل الشريف جلال الدين الكيجي احد الشجعان الكرماء، وبهذه المدينة توفي بعد سقطنة سقطها عن فرسه ونشأت بيني وبين هذا الملك الشريف جلال الدين مودة وتأكدت بيننا الصحبة والمحبة واجتمعنا بحضرة دهلې فلما سافر السلطان الى دولت آباد، وامرني بالاقامة بالحضرة قال لي جلال الدين انت تحتاج الى نفقة كبيرة والسيطان تصول غيبته فخذ قريتي واستغلها حتى اعود ففعلت ذلك واستغللت منها نحو خمسة آلاف دينار جزاه الله احسن جزائه ولقيت بمدينة اوجه

(بچھ صفحہ کا تہہ حاشیہ) کنارے پر واقع ہے، ملتان سے ۷۰ میل ہے، پہلے زمانہ میں دریائے سندھ اور پنجاب کے پانچوں دریا اوجھ کے پاس ملتے تھے، اب چالیس میل نیچے مٹھن کوٹ کے قریب ملتے ہیں، کچھ صاحب کی رائے میں یہ شہر استدر اعظم نے آباد کیا تھا، ناصر الدین قباچہ کے وقت میں یہ شہر سندھ کا دار الخلافہ تھا، سادات بخاری اور گیلانی اس شہر میں رہتے تھے، سید جلال بخاری اور محمود جنیناں کے مزار اس شہر میں ہیں لیکن کسی مزار کی عمارت قابل تعریف نہیں، ابن بطوطہ جب اوجھ پہنچا تھا تو سید جلال المعروف محمود جنیناں جمال شہت کی عمر ۲۷ سال تھی، ان کے دادا سید جلال بخاری بہت دن پہلے فوت ہو چکے تھے،

الشیخ الزاهد الشریف قطب الدین
حیدر العلوی والبسنی الخرقۃ وهو
من كبار الصالحین ولم یزل الثوب
الذی البسنیہ معی الی ان سلبنی
کفار الہنود فی البحر ، (ص ۹)

سید جلال الدین حیدری علوی کی
زیارت کی اور انھوں نے مجھے اپنا خرقہ
عنایت کیا، یہ شیخ بزرگان صالحین میں
سے تھے، اور یہ خرقہ میرے پاس اس
وقت تک رہا جب مجھے ہندو ڈاکوؤں
نے سمندر میں لوٹ لیا، اور اس وقت
یہ خرقہ بھی جاتا رہا،

ثم سافرت من اوجه الی مدینۃ
ملتان وہی قاعدة بلاد السند
ومسکن امیر امرائہ وفی الطريق
الیہا علی مسافة عشرة امیال منها
الوادی المعروف بخسرو آباد وهو
من الأودیۃ الکبار لا یجاز الا فی
المراکب وبہ یبحث عن امتعة
المحتازین اشد البحث وتفتش
رحالہم وکانت عادتهم فی حین
وصولنا الیہا ان یأخذوا الربع من
کل ما یجلبه التجار ویأخذوا علی
کل فرس سبعة دنائیر مغرما ثم
بعد وصولنا للہند بستین رفع
السلطان تلك المغارم وامر ان لا
یؤخذ من الناس الا الزکاة والعشر
لما بايع للخلیفة ابی العباس
العباسی ولما اخذنا فی اجازۃ هذا

اچھ سے چل کر میں ملتان پہونچا،
یہ شہر ملک سندھ کا دار الخلافہ ہے، اور
وہاں کا امیر الأمراء بھی اسی شہر میں
رہتا ہے، شہر میں پہونچنے سے پہلے دس
میل وادی خسرو آباد نامی ایک دریا
پر سے عبور کرنا پڑتا ہے، یہ دریا بہت
بڑا اور عمیق ہے، اور بغیر کشتیوں کے
اس پر سے عبور نہیں کر سکتے، اس جگہ
پار جانے والوں کے احوال کی
تحقیقات ہوتی ہے، اور ان کے اسباب
کی تلاشی ہوتی ہے، اس زمانے میں اس
جگہ ہر ایک تاجر سے ایک چوتھائی مال
بطور محصول کے لے لیا کرتے تھے،
اور ہر گھوڑے پر سات دینار محصول
لگتا تھا، میرے ہندوستان پہونچنے کے
دو برس بعد بادشاہ نے یہ کل محاصل
معاف کر دیئے تھے، اور جب خلیفہ

عباسی سے بیعت کی تو سوا عشر اور زکوٰۃ یعنی چالیسواں حصہ کے اور کوئی محصول باقی نہ رکھا تھا، مجھے تلاشی کی بہت فکر تھی کیوں کہ میرا ساز و سامان تو بہت معلوم ہوتا تھا، اور اندر چھ بھی نہیں تھا، مجھے خوف تھا کہ ہمیں سرا بھر مہ نہ کھل جائے، لیکن قطب الملک نے ملتان سے ایک فوج کے افسر کو بھیج دیا تھا، اور اسے ہدایت کر دی تھی کہ میری تلاشی کوئی شخص نہ لے، چنانچہ ایسا ہی ہوا، میں نے خداوند تعالیٰ کا شکر کیا، اس رات ہم دریا کے کنارے ٹھہر گئے، اور علی الصباح میرے پاس دہقان سمرقندی جو ڈاک کا افسر اور بادشاہ کا اخبار نویس تھا، آیا، میں نے اس سے ملاقات کی، اور اس کے ہمراہ حاکم ملتان کے پاس گیا،

الوادى وفتشت الرحال عظم على تفتيش رجلي لأنه لم يكن فيه ضائل وكان يظهر فى اعين الناس كبيراً فكنت اكره ان يطلع عليه ومن لطف الله تعالى ان وصل احد كبار الاجناد من جهة قطب الملك صاحب ملتان فامر ان لا يعرض لى ببحت ولا تفتيش فكان كذالك فحمدت الله على ما هيا لى من لطائفه وبتنا تلك الليلة على شاطئ الوادى وقدم علينا فى صبيحتها مدد الفريد واسمه دهبقان وهو سمرقندى الاصل وهو الذى يكتب للسلطان باخبار تلك المدينة وعمالتها وما يحدث بها ومن يصل اليها فتعرفت به ودخلت فى صحبته انى امير الملطان، (ص ۹-۱۰)

ملتان کا حاکم ان دنوں قطب الملک تھا، یہ شخص بڑا امیر اور فاضل تھا، جب میں اس کے پاس گیا تو میری تعظیم کے لئے اٹھا اور مصافحہ کر کے مجھے اپنے برابر جگہ دی، میں نے ایک

وامير الملطان هو قطب الملك من كبار الأمراء و فضلائهم لما دخلت اليه قام الى وصافحنى واجلسنى الى جانبه واهدت له مملوكاً و فرساً وشيئاً من الزبيب

غلام اور ایک گھوڑا اور کشمش اور بادام بطور تحفہ کے پیش کئے، کشمش اور بادام ان کے ملک میں نہیں ہوتے، اور تحفہ کے طور پر دیئے جاتے ہیں، ان کی درآمد خراسان سے ہوتی ہے،

حاجب اور اس کے ساتھیوں نے خداوند زادہ قوام الدین کی ضیافت کا انتظام ملتان سے کر لیا، اور بیس باورچی ساتھ لئے، یہ حاجب ایک منزل آگے چلتا تھا، اور منزل پر پہنچنے سے پہلے خداوند زادہ کے لئے انتظام کھانے کا کر چھوڑتا تھا، جس قدر اشخاص کا میں نے ذکر کیا وہ علیحدہ علیحدہ خیموں میں ٹھہرتے تھے، لیکن کھانا خداوند زادہ کے ساتھ دسترخوان پر رکھتے تھے میں فقط ایک دفعہ ان کے ساتھ کھانے میں شریک ہوا تھا، اس ترتیب سے کھانا لاتے تھے کہ پہلے روٹیاں لاتے جو نہایت تلی چپاتیاں ہوتی ہیں، بجری کو بھون لیتے ہیں، اور اس کے چار یا چھ ٹکڑے کر کے ایک ایک آدمی کے سامنے رکھتے جاتے ہیں، پھر گھی میں تلی ہوئی روٹیاں لاتے ہیں، جسکے

واللوز وهو من اعظم ما يهدى اليهم لانه ليس ببلادهم وانما يجلب من خراسان، (ص ۱۰)

والخرج الحاجب وصاحبه الذی بعث معه ما يحتاج اليه في ضيافة قوام الدين واستصبحوا من متان نحو عشرين طبابخا وكان الحاجب يتقدم ليلاً الى كل منزل فيجهر الطعام وسواه فما يصل خداوندزاده حتى يكون الطعام مسرأ وينزل كل واحد ممن ذكرنا من الوفود على حدة بمضاربه واصحابه وربما حضروا الطعام الذي يصنع لخداوندزاده ولم احضره انا الا مرة واحدة وترتيب ذلك الطعام انهم يجعلون الخبز وخبزهم الرقاق وهو شبه الجراديق ويقطعون اللحم المشوى قطعاً كباراً بحيث تكون الشاة اربع قطع او ستا ويجعلون امام كل رجل قطعة ويجعلون اقراصا مصنوعة بالسمن ويجعلون في وسطها

الحلواء الصابونية ويطغون كل
قرص منها برغيف حلواء يسمونه
الخشتی ومعناه الاجری مصنوع
من الدقيق والسكر والسمن ثم
يجعلون اللحم المطبوخ بالسمن
والبصل والزنجبيل الاخضر في
صحاف صينية ثم يجعلون شيئاً
يسمونه سموسك وهو لحم
مهروس مطبوخ باللوز والخوز
والفستق والبصل والاباذير
موضوع في جوف رقاقة مقلوة
بالسمن يضعون امام كل انسان
خمس قطع من ذلك او اربعا ثم
يجعلون الارز المطبوخ بالسمن
وعليه الدجاج ثم يجعلون لقيمات
القاضي ويسمونها الهاشمی ثم
يجعلون القاهرة ويقف الحاجب
على السمات قبل الاكل ويخدم
الى الجهة التي فيها السلطان
ويخدم جميع من حضر لخدمته
والخدمة عندهم حط الرأس نحو
الركوع فاذا فعلوا ذلك جلسوا

جوف میں حلوا صابونیہ بھرا ہوا ہوتا
ہے، اور ہر ایک تکیا کے اوپر ایک میٹھی
روٹی رکھتے تھے، جس کو خشتی کہتے
ہیں، اور اس کو آٹے اور شکر اور گھی سے
بناتے ہیں، پھر ایک چیز لاتے ہیں،
جس کو سموسہ کہتے ہیں، اور وہ قیمہ کیا
ہو گوشت ہوتا ہے، اس میں بادام اور
جائفل اور پستہ اور پیاز اور گرم مصالحہ
ڈال کر تلی چباتیوں میں پیٹ دیتے
ہیں اور پھر گھی میں تل لیتے ہیں، ہر
ایک شخص کے سامنے چار یا پانچ سموسہ
رکھتے ہیں، پھر چاول گھی میں پکے
ہوئے لاتے ہیں، اور اس کے اوپر
مرغ ہوتا ہے، پھر لقیات القاضي
لاتے ہیں، اس کو ہاشمی بھی کہتے ہیں،
پھر قاہرہ لاتے ہیں حاجب کھانا
شروع کرنے سے پہلے دسترخوان پر
کھڑا ہو جاتا ہے، اور وہ اور سب
حاضرین بادشاہ کی تعظیم کرتے ہیں، اور
تعظیم ان کے ملک میں یہ ہے کہ سر کو
رکوع کی طرح نیچے جھکاتے ہیں، جب
یہ کر چکے ہیں تو دسترخوان پر بیٹھتے ہیں
اور کھانا شروع کرنے سے پہلے چاندی

اور سونے اور کانچ کے پیالوں میں
مصری اور گلاب کا شربت پیتے ہیں ،
جب شربت پی چکتے ہیں ، تو حاجب بسم
اللہ کہتا ہے ، اس وقت سب
کھانا شروع کرتے ہیں ، کھانا ختم ہونے
پر فقاع کے پیالے چلتے ہیں ، اور جب
فقاع پی چکتے ہیں ، تو پان سپاری آتا ہے ،
جب پان چھالیہ لے چکتے ہیں تو حاجب
بسم اللہ کہتا ہے ، سب اٹھ کھڑے ہوتے
ہیں ، اور جیسی کھانے سے پہلے
تغظیم کی تھی ، اسی طرح پھر کرتے
ہیں ، اور پھر دستر خوان سے اٹھ کر
چلے جاتے ہیں ،

شکی و بر کی (کٹھنل) ہندوستان کے
نہایت عمدہ میوؤں میں سے ہے ،
ایک پھل تبندو ہے ، تیندو آبوس
کے درخت کا پھل ہے ، اس کا پھل
خوبانی کے برابر ہوتا ہے ، اور رنگ بھی
ویسا ہی ہوتا ہے شیریں بہت ہوتا ہے ،
جامن کا درخت بھی ہوتا ہے یہ
درخت بہت بڑا ہوتا ہے ، اس کا پھل
زیتون کے پھل کے مشابہ ہوتا ہے ،
لیکن رنگ میں سیاہی مائل ہوتا ہے ،

للاکل ویوتی باقداح الذهب
والفضة والزجاج مملوءة بماء
النبات وهو الجلاب محلولا فی
الماء ویسمون ذلك الشربة
ویشرّبونه قبل الطعام ثم یقول
الحاجب باسم الله فعند ذلك
یشرعون فی الاكل فاذا اكلوا اتوا
باکواز الفقاع فاذا شربوه اتوا
بالتنبول والفوفل قال الحاجب
باسم الله فیقولون ویخدمون مثل
خدمتهم اولا و ینصرفون ،
(ص ۱۱ و ۱۲)

وهذا الشکی والبرکی هو خیر
فاکهة ببلاد الهند (ص ۱۳)
ومنہا القندو وهو ثمر شجر
الآبنوس وحباته فی قدر حبات
المشمش ولونها، شدید الحلاوة،
(ص ۱۳)
ومنہا الجون واشجاره عادیة
ویشبه ثمرة الزیتون وهو اسود
اللون ونواه واحدة کا لزیتون منها
النارنج الحلو وهو عندهم کثیر،

اور زیتون کی طرح اس کے اندر ایک گٹھلی ہوتی ہے، شیریں نارنج اس ملک میں بچرت ہوتا ہے، لیکن ترش نارنج بہت کم ہوتا ہے، ایک قسم کا شیریں ترش بھی ہوتا ہے، وہ مجھے بہت خوش ذائقہ معلوم ہوتا تھا، اور میں اس کو بہت چاہ کر کھایا کرتا تھا،

ہندوستانی درختوں میں مہوا بھی ہے، اس کا درخت بہت بڑا ہوتا ہے، پتے اخروٹ کے پتوں کے مشابہ ہوتے ہیں، لیکن سرخی وزردی مائل، اس کا پھل بھی چھوٹے آکھارے کے مانند ہوتا ہے، اور نہایت شیریں ہوتا ہے، اور ہر ایک دانہ کے منہ پر ایک اور چھوٹا دانہ ہوتا ہے، جو کشمش کے مشابہ ہوتا ہے، اور پچ میں سے خالی ہوتا ہے، اور اس کا ذائقہ انگور کے مانند ہوتا ہے، لیکن زیادہ کھانے سے سر میں درد ہو جاتا ہے، خشک کیا ہوا مزہ میں انجیر کے مانند ہوتا ہے، اور میں انجیر کے بجائے اس کو کھایا کرتا تھا انجیر اس ملک میں نہیں ہوتا ہے، یہاں اس کو انگور کہتے ہیں، انگور ہندوستان میں بہت کم ہوتا ہے،

واما النارنج الحامض فغزیر الوجود ومنہ صنف ثالث یکون بین الحوی والحامض وثمرہ علی قدر اللیمہ وهو طیب جدا و کنت یعجبنی اکلہ، (ص ۳)

ومنہ المہوا و اشجارہ عادیۃ و اوراقہ کا وراق الجوز الا ان فیہا حمرة و صفرۃ و ثمرہ مثل الآجاص الصغیر شدید الحلاوة و فی اعلی کل حبة منہ حبة صغیرۃ بمقدار حبة العنب مجوفۃ و طعمہا کطعم العنب الا ان الاکثار من اکلہا یحدث فی الرأس صداعا و من العجب ان ہذہ الحبوب اذا بیست فی الشمس کان مطعمہا کمطعم التین و کنت اکلہا عوضا من التین اذا لا یوجد ببلاد الہند و ہم یسمون ہذہ الحبة الانکور والعنب بارض الہند عزیز جدا ولا یکون بہا الا فی مواضع بحضرۃ دہلی و ببلاد اخر و یثمر مرتین

دہلی میں اور بعض اور جگہ بھی ہوتا ہے،
اور موسے کے سال میں دو دفعہ
پھل (۱) لگتا ہے اس کی کٹلی کا تیل نکالتے ہیں اور
چراغوں میں جلاتے ہیں۔

ایک پھل کسیر (کیرو) ہے، اس کو زمین
سے کھود کر نکالتے ہیں، قسطل کے
مشابہ ہوتا ہے، اور نہایت شیریں ہوتا
ہے، ہمارے ملک کے پھلوں میں سے
انار ہندوستان میں بھی ہوتا ہے، اور
سال میں دو دفعہ پھل دیتا ہے، جزیرہ
ذبیہ المھل (جزائر مالدیپ) میں نے
دیکھا کہ انار بارہ مہینے پھل دیتا ہے،

خریف کے غلوں میں غلہ ہائے
مندرجہ ذیل بھی ہوتے ہیں، کدروچینہ
(۲)، شاماخ (یعنی سانوک) جو چین سے
چھوٹا ہوتا ہے اکثر عابد، زائد اور فقراء و
مساکین اسے کھاتے ہیں، خود رو بھی
ہوتا ہے، ایک ہاتھ میں چھاج لے لیتے
ہیں، دوسرے ہاتھ میں ایک چھوٹی
چھڑی سے درخت کو جھاڑتے ہیں، تو
سانوک کے دانے چھاج

ونوی هذا الثمر يصنعون منه الزيت
و يستصبحون به، (ص ۱۳)

و من فواكههم فاكهة يسمونها
كسيرا يحضرون عليها الارض و
هي شديدة الحلاوة تشبه القسطل
و ببلاد الهند من فواكه بلادنا
الرومان و يثمر مرتين في السنة و
رأيت ببلاد جزائر ذبية المھل لا
ينقطع له ثمر و هم يسمونه انار،
(ص ۱۳)

و من هذه الحبوب
الخريفية عندهم الكدر و هو نوع
من الدخن و هذه الكدر و هواكثر
الحبوب عندهم و منها القال و
ربما ثبت هذا الشاماخ من غير
زراعة و طعام الصالحين و اهل
الورع و الفقراء و المساكين
يخرجون لجمع ما نبت منه من
غير زراعة فيمسك احدهم قمة

(۱) ان بطوطہ نے موسے کے پھل اور پھول میں امتیاز نہیں کیا، اس لئے اس نے بعض باتیں خلاف
واقعہ تحریر کر دی ہیں، (۲) آئین اکبری میں اس غلہ کا نام کدرون لکھا ہے اور کدیم عوام کو وہ بھی کہتے ہیں

میں گرتے جاتے ہیں، اور یہ دانے بہت چھوٹے ہوتے ہیں، دھوپ میں اس کو خشک کرتے ہیں، اور کاٹھ کی اوکھلیوں میں کوٹ کر چھلکا علیحدہ کر لیتے ہیں، تو سفید دانہ اندر سے نکلتا ہے، کھینس کے دودھ میں اس کی کھیر پکاتے ہیں، جو اس کی روٹی کی نسبت زیادہ لذیذ ہوتی ہے، میں اکثر کھیر پکا کر کھایا کرتا اور مجھے بہت اچھی معلوم ہوتی تھی،

كبيرة بيساره و تكون بينماه
مقرعة يضرب بها الزرع فيسقط
في القفة فيجمعون منه ما يقتاتون
به جميع السنة و حب هذا
الشاماخ صغير جدا و اذا جمع
جعل في الشمس ثم يدق في مهاز
الخشب فيطيرقشرة و يبقى
لبه ابيض و يضعون منها عصيدة
يطبخونها بجليب الجواميس و هي
اطيب من خبزه و كنت آملها
كثيراً ببلاد الهند و تعجبني،
(ص ۱۴)

ماش (۱) مٹر کی ایک قسم ہے،
مونگ یہ ماش کی ایک قسم ہے، لیکن
شکل میں ذرا لمبی اور رنگ کی سبز ہوتی
ہے، مونگ اور چاول ملا کر ایک کھانا
جس کو کشری (کھجڑی) کہتے ہیں،
پکاتے ہیں، اور اس کو گھی کے ساتھ
کھاتے ہیں، کشری صبح کو بطور نہاری
کے کھاتے ہیں، جیسے کہ ہمارے ملک
میں حریرہ، لوبیا، یعنی چولا، یہ بھی ایک
قسم کا باقلہ ہے، موٹھ، یہ انانج کدرو کی

و منها الماش و هو نوع من
الجنبان و منها المنج و هو نوع من
الماش الا ان حبوبه مستطيلة و لونه
صافى الخضرة و يطبخون المنج
مع الارزو ياكلونه بالسمن و
يسمونہ کشری۔ و عليه يفطرون
في كل يوم و هو عندهم كالحريرة
ببلاد المغرب و منها اللوبيا و هي
نوع من الفول و منها الموت و هو
مثل الكدرو الا ان حبوبه اصغر و

(۱) فارسی میں مونگ کو ماش کہتے ہیں، اور اردو کو ماش سیاہ،

مانند ہوتا ہے، لیکن دانہ اس سے چھوٹا اور گھوڑے اور بیلوں کو دانہ کی جگہ دیتے ہیں، اور اس کام کے لئے چنا بھی استعمال کرتے ہیں، جو میں ان لوگوں کے نزدیک طاقت کم ہوتی ہے، اور چنے اور موٹھ کا دانہ دلتے ہیں، اور پھر پانی میں بھگو کر گھوڑے کو کھلاتے ہیں، اور گھوڑے کو خوید سبز کاٹ کر کھلاتے ہیں جس سے وہ موٹے ہو جاتے ہیں۔ پھر ایک ماہ سبز ماش کھلاتے ہیں، یہ سب خریف کی فصل ہونے کے ساٹھ دن بعد زمین میں ربیع کے اناج ہونے شروع کرتے ہیں، جیسے گندم، اور نخود مسور اور جو، زمین سب اچھی اور زرخیز ہے، چنانچہ چاول سال میں تین دفعہ ہوتے ہیں اور چاولوں کی پیدائش سب غلوں سے زیادہ ہے، تل اور نیٹھر بھی خریف کے ساتھ ہوتے ہیں،

هو من علف الدواب عندهم و تسمن الدواب باكله و الشعير عندهم لا قوة له و انما علف الدواب من هذا الموت او الحمص بنجر شونه و يبلونه بالماء و يطعمونه الدواب و يطعمونها عوضا من القصيل و بعد ذلك يطعمونها اوراق الماش كما ذكرنا شهراً او نحوه و هذه الحبوب التي ذكرناها هي الخريفية و اذا حصدوها بعد ستين يوما من زراعتها ازدرعوا الحبوب الربيعية و هي القمح و الشعير و الحمص و العدس و تكون زراعتها في الارض التي كانت الحبوب الخريفية مزدرة فيها و بلادهم كريمة طيبة التربة و اما الارز فانهم يزور عونه ثلاث مرات في السنة و هو من اكبر الحبوب عندهم و يزدرعون السمسم و قصب السكر مع الحبوب الخريفية، (ص ۱۳)

ہم دار الخلافہ دہلی میں پہونچے، یہ ایک عظیم الشان شہر ہے، اور اس کی

وصلنا الى حضرة دہی قاعدة بلاد الهند و هي المدينة العظيمة

عمارت میں خوبصورتی اور مضبوطی
دونوں پائی جاتی ہیں، اس کی فصیل ایسی
مضبوط ہے کہ دنیا بھر میں اس کی نظیر
نہیں، اور مشرق میں کوئی شہر خواہ
اسلامی ہو، خواہ غیر اسلامی اس کی
عظمت کا نہیں، بڑا فراخ شہر ہے اور
سب آباد ہے، اصل میں چار شہر ہیں جو
ایک دوسرے کے متصل واقع ہیں،
اول دہلی جو پرانا ہندوؤں کے وقت کا
شہر ہے وہ ۵۸۲ھ میں فتح ہوا تھا، اور
دوسرا شہر سیری ہے، اس کو دار الخلافہ
بھی کہتے ہیں، یہ شہر بادشاہ نے غیاث
الدین خلیفہ مستنصر العباسی کے پوتے
کو دیدیا تھا، جب وہ دہلی میں مقیم تھا،
سلطان علاء الدین اور قطب الدین
اسی شہر میں رہتے تھے،

الشان الضخمة الجامعة بين
الحسن والحصانة وعليها السور
الذى لا يعلم له فى بلاد الدنيا
نظير و هى اعظم مدن الهند بل
مدن الاسلام كلها بالمشرق و
مدينة دهلئ كبيرة المساحة كثيرة
العمارة و هى الآن اربع مدن
متجاورات متصلات احداها
المسماة بهذا الاسم دهلئ و هى
القديمة من بناء الكفار و كان
اقتصرها سنة اربع و ثمانين و
خمسائة و الثانية تسمى سيري و
تسمى ايضاً دار الخلافة وهى التى
اعطاها السلطان لغياث الدين
حفيد الخليفة المستنصر العباسى
لما قدم عليه و بها كان سكنى
السلطان علاء الدين و ابنه قطب
الدين، (ص ۱۹)

تیسرا شہر تغلق آباد ہے، اس کو
بادشاہ کے باپ غیاث الدین تغلق شاہ
نے آباد کیا تھا، غیاث الدین ایک روز
سلطان قطب الدین خلجی کی مایزمت
میں کھڑا تھا اس وقت اس نے عرض کی

والثالثة تسمى تغلق آباد باسم
بانيها السلطان تغلق والد سلطان
الهند الذى قدمنا عليه و كان
سبب بنائه لها انه وقف يوماً بين
يدى السلطان قطب الدين فقال له

کہ اے خوند عالم اس جگہ ایک نیا شہر
 بنانا چاہیے، بادشاہ نے طنز سے کہا کہ تو
 بادشاہ ہو جاوے تو یہاں شہر آباد کیجو،
 جب وہ تقدیر الہی سے بادشاہ ہو گیا تو
 اس نے یہ شہر آباد کیا، اور اپنے نام پر
 اس کا نام تغلق آباد رکھا، چوتھا شہر
 جہاں پناہ ہے، اس میں سلطان محمد شاہ
 تغلق بادشاہ حال رہتا ہے، اور اس نے
 اس شہر کو آباد کیا ہے، بادشاہ کا ارادہ تھا
 کہ چاروں شہروں کو ملا کر ایک فصیل
 ان کے گرد بنادے، اور بنانی شروع
 بھی کی تھی، لیکن بہت خرچ دیکھ کر
 ادھوری چھوڑ دی،

شہر کی فصیل تمام دنیا میں بے
 نظیر ہے، اس کا عرض گیارہ ہاتھ
 ہے، اس میں کوٹھریاں اور مکانات
 بنے ہوئے ہیں، جن میں چوکیدار
 اور دروازوں کے محافظ رہتے ہیں،
 اور غلہ کے کھیتے بھی، جن کو انبار
 کہتے ہیں، فصیل میں بنے ہوئے ہیں،
 منجیق اور لڑائی کے سامان بھی ان
 ہی گوداموں میں رکھے جاتے ہیں،
 غلہ بھی ان ہی میں جمع کرتے
 ہیں، یہ غلہ ہر ایک آفت

یاخوند عالم کان ینبغی ان تبنی
 هنا مدینة فقال له السلطان
 متھکما اذا کنت سلطاناً فابنھا
 فکان من قدر الله ان کان سلطانا
 فبنھا و سماھا باسمه والرابعة
 تسمى جھان بناہ و هی مختصة
 بسکنی السلطان محمد شاه منك
 الھند الآن الذی قدمنا علیہ و هو
 الذی بناھا و کان اراد ان يضم
 هذه المدن الاربع تحت سور
 واحد فبنی منه بعضا و ترك بناء
 باقیہ لعظم ما یلزم فی بنائہ،

(ص ۱۹)

والسور المحيط بمدينة دھلی
 لا یجد له نظیر عرض حائطہ
 احد عشر ذراعا و فیہ بیروت
 یسکنھا السمار و حفاظ الابواب و
 فیھا مخازن للطعام و یسمنونھا
 الانبارات و مخازن للعدو و مخازن
 للمجانیق، و الرعدات و یبقی
 الزرع بها مدة طائلة لا یتغیر و لا
 تطرقہ آفة و لقد شاهدت الارز
 یخرج من بعض تلك المخازن و
 لونه قد اسود و لكن طعمه

سے محفوظ رہتا ہے اور اسکا رنگ بھی نہیں بدلتا ، میرے سامنے ان گوداموں میں سے چاول نکالے گئے ، ان کا رنگ اوپر سے سیاہ ہو گیا تھا لیکن مزہ میں کچھ فرق نہ آیا تھا ، مکئی اور جوار بھی اس سے نکال رہے تھے ، کہتے ہیں کہ شاہ بلبن کے وقت جس کو نوے سال ہوئے ہیں ، یہ غلے بھرے گئے تھے فسیل کے اوپر کئی سوار اور پیادے تمام شہر کے گرد گھوم سکتے ہیں ، شہر کے اندر کی طرف گوداموں میں تابدان ہیں جن میں سے روشنی پہونچتی ہے ، اس فسیل کے نیچے کا حصہ پتھر کا بنا ہوا ہے ، اور اوپر کا حصہ پختہ اینٹوں سے برج تعداد میں بہت اور قریب قریب ہیں ، اس شہر کے اٹھائیس دروازے ہیں ، ان میں سے بعض کا ہم ذکر کرتے ہیں ،

بدایوں دروازہ جو ایک بڑا دروازہ ہے شہر بدایوں کے نام سے مشہور ہے مندوی دروازہ اس کے باہر کھیت ہیں ، اور گل دروازہ جس کے باہر باغ ہیں ، اور نجیب دروازہ اور کمال دروازہ کسی

طیب و رأیت ایضاً الکذرو یخرج منها وکل ذالک من اختزان السلطان بلبن منذ تسعين سنة ویمشی فی داخل السور الفرسان والرجال من اول المدينة الی آخرها وفيه طبقات مفتحة الی جهة المدينة یدخل منها الضوء واسفل هذا السور مبنی بالحجارة واعلاه بالآجر وابرأجه كثيرة متقاربة ولهذه المدينة ثمانية وعشرون بابا وهم یسمون الباب دروازہ ، (ص ۱۹ و ۲۰)

فمنها دروازة بذاؤن وهی الکبری و دروازة المندوی وبها رحبة الزرع و دروازة بالماسم قرية قد ذکرناها و دروازة نجیب اسم رجل و دروازة کمال كذلك و

شخص کے نام پر ہیں، عزہ دروازہ جس کے باہر عید گاہ اور بعض قبرستان ہیں، اور پالم دروازہ جو پالم گاؤں کی طرف ہے، اور جالہ دروازہ جس کے باہر دہلی کے کل قبرستان ہیں، قبرستان خوبصورت ہیں، ہر ایک قبر پر گنبد نہیں تو محراب ضرور ہوتی ہے، اور پچ میں گل شبو اور رائے ہیل، اور گل نسرین، اور قسم قسم کی پھلوری لگی ہوئی ہے، اور وہاں ہر فصل میں پھول ہوتے ہیں،

دروازة غزنة نسبة الى مدينة غزنة التي في طرف خراسان وبخار جها مصلى العيد وبعض المقابر و دروازة البجالة وبخارج هذه الدروازة مقابر دہلی وہی مقبرة حسنة بينون بها القباب ولا بد عند كل قبر من محراب وان كان لاقبة له ويزرعون بها الاشجار المزهرة مثل قل شنبه (كلشنبو) وريبول (رايبيل) والنسرین وسواها و الازاهير هنالك لا تنقطع في فصل من الفصول، (ص ۲۰)

جامع مسجد دہلی کا ذکر

شہر کی جامع مسجد بڑی وسیع ہے، اس کی دیواریں اور چھتیں اور فرش ہر ایک چیز تراشی اور سفید پتھر کی بنی ہوئی ہے جس کو سیسہ لگا کر جوڑ لگایا ہے، اور لکڑی کا اس میں نام نہیں، اس مسجد میں تیرہ گنبد ہیں جو پتھر کے ہیں، اور منبر بھی پتھر کا ہے، چار صحن ہیں، اور اس کے وسط میں ایک لاٹ ہے، معلوم نہیں کس دھات کی بنی ہوئی ہے، کسی نے مجھ سے ذکر

ذکر جامع دہلی

جامع دہلی کبیر الساحة و حیطانہ وسقفہ وفرشہ کل ذالك من الحجارة البيض المنحوتة ابداع نحت ملصقه بالرصاص اتقن الصاق ولا خشبة به اصلا وفيه ثلاث عشرة قبة من حجارة ومنبره ايضا من الحجر وله اربعة من الصحنون وفي وسط الجامع العمود الهائل الذي لا يدري من ای المعادن هو ذکر لہ

کیا تھا، کہ ہفت جوش یعنی سات دھاتوں کو جوش دے کر ان سے یہ لاث بنائی گئی ہے، کسی نے اس لاث میں سے انگل بھر ٹکڑا تراشا ہے، وہ جگہ نہایت چکنی ہے، لوہا اس میں اثر نہیں کرتا اس کا طول تیس ہاتھ کا ہے، جو میں نے اپنی پگڑی سے ناپا تھا، مسجد کے اور شرقی دروازے کے باہر تانبے کے دو بڑے بڑے بت پتھر میں جڑے ہوئے پڑے ہیں، مسجد میں آنے جانے والے ان پر پاؤں رکھ کر جاتے ہیں،

مسجد کے شمالی صحن میں ایک مینار ہے، جس کی نظیر اسلام کے کسی ملک میں نہیں پائی جاتی، یہ مینار سرخ پتھر کا بنا ہوا ہے، حالانکہ مسجد سفید پتھر کی ہے مینار کے پتھروں پر نقش کندہ ہیں، اور اس کا اوپر کا چمتر خالص سنگ مرمر کا ہے، اور لٹو زر خالص کے ہیں، اوہ اندر سے اس کا زینہ اس قدر چوڑا ہے کہ اس پر ہاتھی چڑھ جاتا ہے، ایک ثقہ آدمی نے مجھ سے ذکر کیا تھا، کہ جب

بعض حکمائہم انہ یسمی ہفت جوش ومعنی ذلك سبعة معادن وانه مولف منها وقد جلی من هذا العمود مقدار السبابة ولذلك المجلو منه بریق عظیم ولا یوثر فیہ الحدید وطولہ ثلاثون ذراعاً وادرنا به عمامة فکان الذی احاط بدائرته منها ثمانی اذرع وعند الباب الشرقي من ابواب المسجد صنمان کبیران جدا من النحاس مطروحان بالارض قد الصقا بالحجارة ویطأ علیہما کل داخل الی المسجد او خارج منه (ص ۲۰) وفي الصحن الشمالی من المسجد الصومعة التي لا نظیر لہا فی بلاد الاسلام وهي مبنیة بالحجارة الحمر خلافاً لحجارة سائر المسجد فانها بیض وحجارة الصومعة منقوشة وهي سامیة الارتفاع وفحلها من الرخام الابيض الناصع وتفايحها من الذهب الخالص و سعة ممرها بحیث تصعد فیہ الفیلة ، حدثنی

یہ مینار بنایا جا رہا تھا، تو میں نے ہاتھیوں کو اس کے اوپر پتھر لے جاتے ہوئے دیکھا ہے، اس مینار کو معز الدین بن ناصر الدین بن التمش نے بنوایا تھا، اور قطب الدین خلجی نے ارادہ کیا تھا کہ غرلی صحن میں اور مینار بنادے جو اس مینار سے بہت بڑا اور اونچا ہو اور ایک تہائی کے قریب اس نے بنوایا تھا کہ وہ مارا گیا،

سلطان محمد تغلق نے اس کے پورا کرنے کا ارادہ کیا تھا، لیکن پھر فال بد سمجھ کر اپنے ارادہ سے باز رہا ورنہ یہ مینار دنیا کے عجائبات میں سے ہوتا، وہ اندر سے اس قدر چوڑا ہے کہ تین ہاتھی برابر اس میں اوپر چڑھ سکتے ہیں، اور یہ تہائی اس قدر بلند ہے، جس قدر کہ صحن شمالی کا کل مینار، میں ایک دفعہ اس پر چڑھا تھا، تو میں نے دیکھا کہ شر کے اونچے اونچے گھر اور فصیل باوجود بلندی کے چھوٹے چھوٹے معلوم ہوتے تھے، اور اس کی جڑ میں کھڑے ہوئے آدمی چھوٹے چھوٹے پچ معلوم ہوتے تھے، نیچے سے کھڑے ہو کر

من اثق به انه رأى الفيل حين بنيت يصعد بالحجارة الى اعلاها وهي من بناء السلطان معز الدين بن ناصر الدين ابن السلطان غياث الدين بلبن واراد السلطان قطب الدين ان يبنى بالصحن الغربى صومعة اعظم منها فبنى مقدار الثلث منها واخترم دون تمامها، (ص ۲۱)

واراد السلطان محمد اتمامها ثم ترك ذلك تشاؤما وهذه الصومعة من عجائب الدنيا فى ضخامتها وسعة ممرها بحيث تصعده ثلاثة من العينة متقارنة وهذا الثلث المبنى منها مساو لارتفاع جميع الصومعة التى ذكرنا انها بالصحن الشمالى و صعدتها مرة فرأيت معظم دور المدينة وعائنت الاسوار على ارتفاعها وسموها منحة وظهر لى الناس فى اسفلها كانهم الصبيان الصغار ويظهر لناظرها من اسفلها ان ارتفاعها ليس بذلك اعظم جرمها وسعتها، (ص ۲۱)

دیکھنے سے یہ نامکمل مینار بسبب کلائی اور وسعت کے کم اونچا معلوم ہوتا ہے،

سلطان قطب الدین خلجی نے ارادہ کیا تھا کہ وہ سیری میں ایک ایسی مسجد بناوے لیکن فقط ایک دیوار اور محراب کے سوانہ بنا سکا، اس نے سفید اور سرخ اور سبز و سیاہ پتھروں سے تعمیر شروع کی تھی، اگر بن جاتی تو ایسی مسجد کسی ملک میں نہ ہوتی، سلطان محمد نے اس کے بنانے کا ارادہ کیا تھا، اور معماروں اور کاریگروں سے اندازہ کرایا تھا تو معلوم ہوا کہ اس میں ۳۵ لاکھ روپیہ لگے گا صرف کثیر دیکھ کر اس نے ارادہ ترک کر دیا، لیکن بادشاہ کا ایک مصاحب کہتا تھا کہ فال بد کے سبب اس نے بنانا شروع نہیں کیا، کیوں کہ قطب الدین اس کے شروع کرتے ہی مارا گیا تھا،

شہر کے حوض شمس و حوض خاص شہر دہلی کے باہر ایک حوض ہے جو سلطان شمس الدین التمش کی طرف منسوب ہے، اہل شہر اس کا پانی پیتے ہیں، اور شہر کی عید گاہ بھی اسی کے

وكان السلطان قطب الدين اراد ان يبنى ايضا مسجدا جامعاً بسيرى المسماة دار الخلافة فلم يتم منه غير الحائط القبلى والمحراب وبنائوه بالحجارة البيض والسود والحمير والخضر ولو كمل لم يكن له مثل فى البلاد واراد السلطان محمد اتمامه وبعث عرفاء البناء ليقدروا النفقة فيه فرعموا انه ينفق فى اتمامه خمسة وثلاثون لكا فترك ذلك استكثاراً له واخبرنى بعض خواصه انه لم يتركه استكثاراً لكنه تشاءم به لما كان السلطان قطب الدين قد قتل قبل اتمامه، (ص ۲۱)

ذكر الحوضين العظيمين بخارجها وبخارج دہلی الحوض العظيم المنسوب الى السلطان شمس الدين التمش ومنه يشرب اهل المدينة وهو بالقرب من مصلاها

قریب ہے، اس میں بارش کا پانی جمع ہوتا ہے، طول اس کا دو میل اور عرض ایک میل کے قریب ہے، اور اس کے غریبی طرف عید گاہ کی جانب پتھر کے گھاٹ بنے ہوئے ہیں، جو چبوتروں کی شکل میں ہیں، اور کئی چبوترے نیچے اوپر سے بنے ہوئے ہیں، چبوتروں سے پانی تک سیڑھیاں ہیں، اور ہر ایک چبوترہ کے کونے پر گنبد بنا ہوا ہے، جس میں تماشاکی بیٹھ کر سیر کرتے ہیں، اور حوض کے وسط میں بھی منقش پتھروں کا گنبد بنا ہوا ہے، یہ گنبد دو منزلہ ہے، جب تالاب میں پانی بہت ہوتا ہے تو کشتیوں میں بیٹھ کر اس گنبد تک پہنچ سکتے ہیں، جب پانی تھوڑا ہوتا ہے تو اکثر آدمی ویسے ہی چلے جاتے ہیں اس کے اندر ایک مسجد ہے، اکثر زاہد اور متوکل وہاں جا کر رہتے ہیں، جب حوض کے کنارے سوکھ جاتے ہیں، تو ان میں نیشکر اور لکڑی اور کچری اور تربوزہ اور خربوزے پودے ہیں، خربوزہ اس میں چھوٹا لیکن نہایت شیریں ہوتا ہے، دہلی اور دارالخلافہ

وماءه يجتمع من ماء المطر وطوله نحو مئين وعرضه على النصف من طوله والجهة الغربية منه من ناحية المصلی مبنية بالحجارة مصنوعة امثال الدكاكين بعضها اعلى من بعض وتحت كل دكان درج ينزل عليها الى الماء وبجانب كل دكان قبة حجارة فيها مجالس لمتنزهين والمتفرجين وفي وسط الحوض قبة عظيمة من الحجارة المنقوشة معجولة طبقتين فاذا كثر الماء في الحوض لم يكن سبيل اليها الا في القوارب فاذا قل الماء دخل اليها الناس وداخلها مسجد وفي اكثر الاوقات يقيم بها الفقراء المنقطعون الى الله المتوكلون عليه واذا جف الماء في جوانب هذا الحوض زرع فيها قصب السكر والخيار والقثاء والبطيخ الاخضر و الاصفر وهو شديد الحلاوة صغير الجرم ، وفيما بين

کے درمیان ایک اور حوض ہے، جس کو حوض خاص کہتے ہیں یہ حوض حوض شمسی سے بھی بڑا ہے، اور اس کے کناروں پر چالیس کے قریب گنبد ہیں، اس کے گرد اہل طرب رہتے ہیں، اور ان کی وجہ سے اسے طرب آباد کہتے ہیں، یہاں اہل طرب کا ایک بازار ہے، جو بہت بڑا ہے، اور اس میں ایک مسجد جامع بھی ہے، اور اس کے سوا اور مسجدیں بھی ہیں، گانے جانے والی عورتیں جو اس محلہ میں رہتی ہیں، رمضان شریف میں تراویح کی نماز جماعت سے پڑھتی ہیں اور ان کے امام مقرر ہیں، عورتیں تعداد میں بہت زیادہ ہیں، اور ڈوم ڈھاڑی بھی بہت ہیں اور میں نے امیر سیف الدین ان مہنی کی شادی میں دیکھا کہ جوں ہی اذان ہوئی ہر ایک ڈوم وضو کر کے اور مصلے چھا کر نماز پڑھ رہا ہو گیا،

بعض علماء و صلحاء کا ذکر

علمائے زندہ میں شیخ محمود کیا ہیں، یہ بڑے بزرگ ہیں، لوگ مشہور کرتے ہیں کہ ان کو دست غیب

دہلی و دار الخلافہ حوض الخاص و هو اکبر من حوض السلطان شمس الدین و علی جوانہ نحو اربعین قبة و یسکن حوله اهل الطرب و موضعہم یسمی طرب آباد ولہم سوق هنالك من اعظم الاسواق و مسجد جامع و مساجد سواہ كثيرة و اخبرت ان النساء المغنیات الساکنات هنالك یصلین التراویح فی شهر رمضان بتلك المساجد مجتمعات و یوم بہن الائمة و عددہن کثیر و كذلك الرجال المغنون و لقد شاهدت الرجال اهل الطرب فی عرس الامیر سیف الدین غدا ابن مہنی لکل واحد منهم مصلی تحت رکبته فاذا سمع الاذان قام فتوضأ و صلی (ص ۲۲)

ذکر بعض علمائہا و صلحاءہا

فمنہم الشیخ الصالح العالم محمود الکیا و هو من کبار الصالحین و الناس یزعمون انه ینفق

حاصل ہے، کیونکہ وہ خرچ بہت کرتے ہیں، اور کوئی ظاہر ذریعہ آمدنی کا نہیں معلوم ہوتا، ہر مسافر کو روٹی دیتے ہیں اور روپیہ اور اشرفی اور کپڑے تقسیم کرتے ہیں، اور ان سے بہت سی کرامتیں بھی ظاہر ہوئی ہیں، اور وہ کرامتیں مشہور ہیں، میں نے کئی بار ان کی زیارت کی، اور فیض حاصل کیا، شیخ علاء الدین نیلی دوسرے شخص ہیں، یہ صاحب شیخ نظام الدین بزاوانی کے خلیفہ ہیں، ہر جمعہ کو وعظ کہتے ہیں، بہت سے سامعین ان کے ہاتھ پر توبہ کرتے ہیں، اور سر منڈوا کر صاحب وجد ہو جاتے ہیں،

تیسرے عالم شیخ صدر الدین کھرائی ہیں جو صائم الدہر اور قائم اللیل ہیں دنیا کو بالکل ترک کر دیا ہے، صرف ایک کمل ان کا لباس ہے، بادشاہ اور امیر ان کی زیارت کو آتے ہیں مگر وہ ان سے چھپتے پھرتے ہیں، ایک دفعہ بادشاہ نے درخواست کی کہ لنگر کے خرچ کے واسطے کچھ دینا قبول کر لیں لیکن شیخ نے انکار کیا، ایک دفعہ بادشاہ

من الیكون لانه لا مال له ظاهرا وهو يطعم التوارد والصادر ويعطى الذهب والدرهم والاثواب وظهرت له كرامات كثيرة واشتهر بها، رأيتہ مرات كثيرة وحصلت لى برکتہ ومنهم الشيخ الصالح العالم علاء الدين النيلي كانه منسوب الى بيل مصر والله اعلم كان من اصحاب الشيخ العالم الصالح نظام الدين البزاوانى وهو يعظ الناس فى كل يوم جمعة فيتوب كثير منهم بين يديه و يحلقون رؤسهم ويتواجدون ويغشى على بعضهم، (ص ۲۳)

ومنهم الشيخ الصالح العابد صدر الدين الكهراني وكان يصوم الدهر ويقوم الليل وتجرد عن الدنيا جميعا ونبذها ولباسه عباءة ويزوره السلطان واهل الدولة وربما احتجب عنهم فرغب السلطان منه ان يقطعه قرى يطعم منها الفقراء والواردين فابى ذلك وزاره يوما واتى اليه بعشرة آلاف

زیارت کے لئے آیا، اور دس ہزار دینار
نذر کئے شیخ نے قبول نہ کئے،

چوتھے بزرگ امام الصالح یگانہ
عصر فرید دہر کمال الدین عبداللہ
غازی ہیں، آپ شیخ نظام الدین بدائونی
کی خانقاہ کے پاس ایک غار میں رہتے
ہیں، میں نے تین دفعہ اس غار میں آپ
کی زیارت کی،

قاضی القضاۃ علامہ کمال الدین محمد
بن برہان الدین الملقب بہ صدر جہاں
ذکر کرتے ہیں کہ دہلی کی فتح ۵۸۴ھ
میں ہوئی تھی، اور مسجد جامع کی محراب
میں بھی یہی تاریخ لکھی ہوئی تھی، جو
میں نے خود پڑھی، دہلی کو قطب الدین
ایک (۱) نے فتح کیا ہے، یہ شخص
سلطان شہاب الدین محمد بن سام غوری
بادشاہ غزنوی و خراسان کا غلام اور اس کی
طرف سے سپہ سالاری کا عہدہ رکھتا تھا،
اور یہ محمد بن غوردی سلطان ابراہیم بن
سلطان محمود غازی کے ملک پر جس نے

منہم الامام الصالح العالم
العابد الورع الخاشع فرید دہرہ
ووحید عصرہ کمال الدین عبداللہ
الغازی نسبة الی غاسرکان یسکنہ
خارج دہلی بمقربة من زاویۃ
الشیخ نظام الدین البدائونی زرتہ
بہذا الغار ثلاث مرات، (ص ۲۳)

حدثنی الفقیہ الامام العلامة
قاضی القضاۃ بالہند والسند کمال
الدین محمد بن البرہان قفزنوی
الملقب بصدر الجہان ان مدینۃ
دہلی افتتحت من ایدی الکفار فی
سنۃ اربع و ثمانین و خمس مائۃ
وقد قرأت انا ذالک مکتوباً علی
محراب الجامع الاعظم بہا
واخبرنی ایضاً انها افتتحت علی
ید الامیر قطب الدین ایبک وکان
یلقب (سیاہ) سالار ومعناہ مقدم
الجیوش وھو احد ممالیئک

(۱) اس زمانے کے اور کئی غلام اس نام کے تھے، اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نام کسی عیب کی وجہ
سے نہیں ہے جیسا کہ فرشتہ وغیرہ نے غلطی سے سمجھ لیا ہے،

ہندوستان کی فتح شروع کی، بہ زور
قابلض ہو گیا تھا، سلطان شہاب الدین
نے قطب الدین کو ایک بڑا الشکر دے
کر ہندوستان پر بھیجا اس نے پہلے لاہور
کو فتح کیا، اور وہاں سکونت اختیار کی،
وہ ایک عظیم الشان بادشاہ ہو گیا،

السلطان المعظم شہاب الدین
محمد بن سام الغوری ملک غزنہ
وخراسان المتغلب علی ملک
ابراہیم بن السلطان الغازی
محمود بن سبکتکین الذی ابتداءً
فتح الہند وکان السلطان شہاب
الدین المذكور بعث الامیر قطب
الدین بعسکر عظیم ففتح اللہ علیہ
مدینۃ لاہور وسکنہا وعظم شاء نہ
(ص ۲۴)

سلطان شمس الدین للمش (۱)، یہ
دہلی کا اول مستقل بادشاہ ہے پہلے یہ
قطب الدین کا غلام اور سپہ سالار اور
نائب تھا، قطب الدین کے مرنے کے
بعد مستقل بادشاہ ہوا، اور لوگوں سے

ذکر السلطان شمس الدین للمش
وہو اول من ولی الملک بمدینۃ دہلی
مستقلاً بہ وکان قبل تملکہ مملوکاً
للامیر قطب الدین ایبک و صاحب
عسکرہ و نائباً عنہ فلما مات قطب

(۱) اگرچہ اس لفظ کے حرکات اور اشتقاق میں اکثر مصنفوں نے اختلاف کیا ہے، کسی نے التمش، کسی
نے التمش کہا ہے، لیکن التمش کسی نہیں لکھا، بد اؤنی نے لکھا ہے کہ ”وجہ تسمیہ بہ التمش آنت کہ
تولد دے در شب گرفت ماہ واقع شدہ بود و ترکان این چنین مولد را التمش خوانند“ ترکی میں آہی
چاندی کو کہتے ہیں، اور تو تل مش چاند گسن کے گرہن کو کہتے ہیں، لیکن فرشتہ نے لکھا ہے کہ جس
وقت قطب الدین شمس الدین ایبک دو غلام دہلی میں خریدے تو ایک کا نام (اغلبا اپنے ہم نام ہونے کے
سبب) طمغاچ رکھا، اور شمس الدین کا نام التمش رکھا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نام اس کا شروع
سے نہ تھا، ممکن ہے کہ یہ نام اس کا قطب الدین نے اس کے حسن کے سبب سے رکھا ہو، گویا کہ دو ماہ
کو شرمندہ کرنے والا تھا، (عجائب الاسفار ترجمہ سفر نامہ ابن بطوطہ) (ج ۲، ص ۵۸)

بیعت یعنی شروع کی، تمام علماء و فتناء و
 قضاة و جیہ الدین کا شافی کے ہمراہ آئے
 اور اس کے سامنے بیٹھ گئے، قاضی اس
 کے برابر حسب عادت بیٹھ گیا، بادشاہ
 سمجھ گیا کہ وہ کیا کرنا چاہتے ہیں، اپنے
 فرش کا کونہ اٹھا کر اس میں سے ایک
 کاغذ نکال کر قاضی کو دیا، جس سے
 معلوم ہوا کہ قطب الدین نے اس کو
 آزاد کر دیا تھا، قاضی اور فقیہوں نے اس
 کو پڑھا، اور سب نے اس کی بیعت کر لی،
 بیس برس تک اس نے سلطنت کی، وہ
 نیک چلن اور انصاف پرور اور عالم و
 فاضل تھا، انصاف کی جانب اس کی توجہ
 بدرجہ غایت تھی، حکم دیا تو تھا کہ جس
 کسی پر کوئی ظلم ہوا ہو وہ رنگے ہوئے
 کپڑے پہن کر پھرے تاکہ بادشاہ
 فوراً اسکو پہچان لے کیونکہ ہندوستان
 میں عموماً سفید رنگ کے کپڑے پہنتے
 ہیں، رات کے واسطے یہ تجویز کی تھی کہ
 اپنے دروازے کے برجوں پر دو شیر
 سنگ مرمر کے بنے ہوئے رکھوا دیئے
 تھے، اور ان دونوں کے گلوں میں
 زنجیریں ڈالی ہوئی تھیں، اور زنجیروں

الدين استبد بالملك و اخذ الناس
 بالبيعة فاتاه الفقهاء يقدمهم قاضى
 القضاة اذ ذاك وجيه الدين
 الكاسانى فدخلوا عليه وقعدوا بين
 يديه وقعد القاضى الى جانبه عسى
 العادة و فهم السلطان عنهم ما
 ارادوا ان يكلموه به فرفع طرف
 البساط الذى هو قاعد عليه و
 اخرج لهم عقداً يتضمن عنقه
 فقرأه القاضى و الفقهاء و بايعوه
 جميعاً و استقل بالملك و كانت
 مدته عشرين سنة و كان عادلاً
 صالحاً فاضلاً و من مآثره انه يشتد
 فى رد المظالم و انصاف
 المظلومين و امر ان يلبس كل
 مظلوم ثوباً مصبوغاً و اهل الهند
 جميعاً يلبسون البياض فكان متى
 قعد للناس او ركب فراساً احداً
 عبيه ثوب مصبوغ نظر فى قضيتة و
 انصافه ممن ظنمه ثم انه اعبى فى
 ذلك فقال ان بعض الناس تجرى
 عليهم المظالم بالليل و اريد
 تعجيل انصافهم فجعل على باب

قصرہ اسدین مصورین من الرخام
موضوعین علی برجین هناك و فی
اعناقہما سنسلتان من الحديد
فیہما جرس کبیر فکان المظلوم
یأتی لیلا فیحرک الجرس، فیسمعه
السلطان و ینظر فی امره للحنین و
ینصفه و لما توفی السلطان شمس
الدین خلف من الاولاد الذکور
ثلاثة و هم رکن الدین و معز الدین
و ناصر الدین و بنت تسمى رضیة
ہی شقیقة معز الدین فتولی بعده
رکن الدین (ص ۲۵)

ذکر السلطان رکن الدین ابن
السلطان شمس الدین و لما بویع
رکن الدین بعد موت ابیہ افتتح امرہ
بالتعدی علی اخیه معز الدین فقتله
و كانت رضیة شقیقة فانکرت
ذلک علیہ فاراد قتلها فلما کان فی
بعض ایام الجمع خرج رکن الدین
الی الصلاة فصعدت رضیة علی
سطح القصر القدیم المجاور
للمجامع الاعظم و هو یسمى دولة

میں بڑے گھنٹے تھے، جب کوئی مظلوم
آکر زنجیر بلاتا تھا تو فوراً بادشاہ کو خبر ہو
جاتی تھی اور وہ فوراً اس کے مقدمے کا
فیصلہ کرتا تھا، لیکن اس پر قانع نہ ہوتا
تھا، اور کتا تھا کہ لوگوں پر رات کے
وقت ظلم ہوتا ہوگا، اور صبح تک دیر
ہو جاتی ہے، اس لئے حکم دیا کہ فوراً
فریقین کو طلب کر کے فیصلہ کیا
جاوے، انتقال کے وقت تین زینہ
اولاد رکن الدین، معز الدین اور
ناصر الدین اور ایک لڑکی رضیہ جو معز
الدین کی حقیقی بہن تھی، چھوڑی، اور
اس کے بعد رکن الدین تخت نشین ہوا،

سلطان رکن الدین

جب سلطان رکن الدین اپنے باپ شمس
الدین کے انتقال کے بعد اس کی جگہ
تخت نشین ہوا تو اس نے اول اپنے بھائی
معز الدین کو جو رضیہ کا حقیقی بھائی تھا، اور
رکن الدین کی دوسری ماں کے پیٹ سے
تھا، قتل کر ڈالا، رضیہ ناراض ہوئی،
بادشاہ نے چاہا کہ اس کو بھی مروا ڈالے،
چنانچہ ایک روز وہ جمعہ کی نماز کو جامع
مسجد میں گیا ہوا تھا، رضیہ مظلوموں

خانہ و لبست علیہا ثياب
المظلومين و تعرضت للناس و
کلمتهم من اعلی السطح و قالت
لهم ان اخي قتل اخاه و هو یرید
قتلی معه و ذکرتمہ ایام ایہا و
فعنه الخیر و احسانہ الیہم فثاروا
عند ذالك الی السلطان رکن
الدین و هو فی المسجد فقبضوا
علیہ و اتوا به الیہا فقالت لهم
القاتل لیقتل فقتلوه قتلہ باخیہ و
کان اخوہما ناصر الدین صغیر
فاتفق الناس علی تولیة رضیة،
(ص، ۲۵-۲۶)

کی پوشاک پہن کر پرانے بادشاہی محل
یعنی دولتانے کی چھت کے اوپر کھڑی
ہو گئی، جو مسجد جامع کے متصل تھا، اور
لوگوں سے اپنے باپ کے عدل و
احسان یاد دلا کر کہا رکن الدین نے
میرے بھائی کو مار ڈالا ہے، اور مجھے بھی
مروانا چاہتا ہے، اس پر نوگ برافروختہ
ہو گئے، اور رکن الدین پر شورش
کر کے اس کو مسجد میں پکڑ لیا، اور رضیہ
کے پاس لے آئے اس نے اپنے بھائی
کے قصاص میں اس کو مروا ڈالا، اور
چونکہ تیسرا بھائی ناصر الدین ابھی
چھوٹا تھا اس لئے لوگوں نے رضیہ کو
سلطانہ مقرر کیا۔

ذکر السلطانۃ رضیہ

ولما قتل رکن الدین اجتمعت
العساكر علی تولیة اختہ رضیہ
الملك فولوها واستقلت بالملك
اربع سنين و كانت ترکب بالقوس
والترکش والقربان کما یرکب
الرجال ولا تستر وجهہا ثم انها
اتهمت بعبد لها من الحبشة
فاتفق الناس علی خلعتها وتزویجها
فخلعت وزوجت من بعض اقاربها

سلطانہ رضیہ

رکن الدین کے بعد لشکر اور
امیروں نے اس کو سلطانہ مقرر کیا،
اس نے چار برس سلطنت کی، یہ سلطانہ
مردوں کی طرح ہتھیار لگا کر گھوڑے
پر سوار ہوا کرتی تھی، اور اپنا چہرہ کھلا
رکھتی تھی، جب اس پر تمت لگائی گئی
کہ وہ ایک حبشی غلام سے تعلق رکھتی
ہے، تو لوگوں نے اتفاق کر کے اس کو
تخت سے اتار دیا، اور اس کی رشتہ دار

وولی الملک اخوہا ناصر الدین،
(ص ۲۶)

قریبی عزیز کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا
اور اس کے بھائی ناصر الدین کو بادشاہ
بنالیا،

ذکر سلطان ناصر الدین ابن
السلطان شمس الدین

سلطان ناصر الدین بن سلطان شمس
الدین کا ذکر

ولما خلعت رضیۃ ولی الناصر
الدین اخوہا الاصغر واستقل
بالمملک مدة ثم ان رضیۃ وزوجها
خالفا علیہ ورکبا فی مما لیکهما
ومن تبعهما من اهل الفساد وتہیا
لقتاله وخرج ناصر الدین ومعه
مملوکہ النائب عنه غیاث الدین
بلبن متولی الملک بعدہ فوقع اللقاء
وانهزم عسکر رضیۃ وفرت
بنفسها فادرکها الجوع واجهدھا
الاعیاء فقصدت حرثا رأتہ یحرث
الارض فطلبت منه ما تاکله
فاعطاھا کسرة خبز فاکلتها
وغلب علیھا النوم وکان فی زی
الرجال فلما نامت نظر الیھا
الحرث وهی نائمة فرأی تحت
ثیابھا قبا مرصعا فعلم انها امرأة
فقتلھا وسلبھا وطرد فرسھا ودفنها
فی فدانہ واخذ بعض ثیابھا

جب سلطانہ رضیہ کو تخت سے
علحدہ کیا گیا تو اس کا چھوٹا بھائی بادشاہ
بنا، اور مدت تک حکومت کرتا رہا،
تھوڑے دنوں کے بعد رضیہ اور اس
کے شوہر نے بغاوت کی اور اپنے
غلاموں اور ساتھیوں کو لے کر مقابلہ
کے لئے آمادہ ہوئی، ناصر الدین اور اس
کے نائب بلبن نے جو اس کے بعد
بادشاہ ہوا، مقابلہ کیا، رضیہ کے لشکر کو
شکست ہوئی، اور رضیہ میدان سے
بھاگ گئی، اور جب وہ تھک گئی اور
بھوک اور پیاس نے غلبہ کیا، تو ایک
کسان کو بل چلاتے دیکھا، اس سے
کھانے کو کچھ مانگا اس نے ایک روٹی کا
ٹکڑا دیا، وہ کھا کر سو گئی، اس وقت وہ
مردانہ لباس پہنے ہوئی تھی، کسان کی
نظر اس کی قبا پر جا پڑی جس میں
جواہرات جڑے ہوئے تھے، وہ سمجھ
گیا کہ یہ عورت ہے اس کو سوتے

ہوئے قتل کر کے اس کے کپڑے اور
سامان اتار لیا، اور گھوٹے کو بھگا دیا، اور
اس کی نعش کو کھیت میں دفن کر کے
خود اس کا کوئی کپڑا بازار میں بیچنے گیا،
بازار والوں نے شبہ کیا اور اس کو
کو توال کے پاس پکڑ کر لائے، کو توال نے
کسان کو مارا پیا تو اس نے اقبال کیا، اور
تمام حالات بتادے اور اس کی نعش بھی
بتادی، نعش کو وہاں سے نکال لاکرے اور
غسل اور کفن دے کر اسی جگہ اس کو
دفن کر دیا اور اس کے قبر پر ایک گنبد بنادیا،
اب اس کی قبر زیارت گاہ ہے، اور وہ
دریائے جمن کے کنارے پر شر سے
ایک فرسخ ہے،

اس کے بعد ناصر الدین
بالا استقلال بادشاہ ہو گیا، اور اس نے
۲۰ برس سلطنت کی، یہ بادشاہ نہایت
نیک چلن تھا، قرآن شریف کی کتابت
کر کے اس کی قیمت سے گزارہ کرتا تھا،
قاضی کمال الدین نے اس کے ہاتھ کا
لکھا ہوا قرآن شریف مجھے دکھایا خط اچھا
تھا، اور کتابت منشانہ تھی، پھر اس کا
غلام غیاث الدین بلبن اسے قتل کر

فذهب الى السوق يبيعها فانكر
اهل السوق نشانه واتوا به
الشحنة وهو الحاكم فضر به فاقر
بقتلها ودلهم على مدفنها
فاستخرجوها وغدوها وكفنوها
ودفنت هنالك وبنى عليها قبة وقبها
الآن يزار ويتبرك به وهو على
شاطئ النهر الكبير المعروف بنهر
الجون على مسافة فرسخ واحد
من المدينة، (ص ۲۶)

واستقل ناصر الدين بالملك
بعدها واستقام له الامر عشرين
سنة وكان ملكا صالحا ينسخ
نسخا من الكتاب العزيز و يبيعها
فيقتات بثمانها وقد وقفني القاضي
كمال الدين على مصحف بخطه
متقن محكم الكتابة ثم ان نائبه
غياث الدين بلبن قتله وملك بعده،
(ص ۲۶)

کے خود تحت حکومت پر متمکن ہو گیا،

سلطان غیاث الدین بلبن کا ذکر

بلبن اپنے آقا کو قتل کر کے خود

بادشاہ بن بیٹھا، اور بیس برس تک

سلطنت کرتا رہا، اس سے پہلے بیس

برس تک بطور نائب کے بھی کل امور

سلطنت اس کے ہاتھ میں تھے، یہ

بادشاہ منصف مزاج، بردبار اور نہایت

نیک چال چلن کا تھا، اور عالم اور فاضل

تھا، اس نے ایک مکان بنوایا تھا، اور

اس کا نام دارالامن رکھا تھا، جو

مقروض اس میں داخل ہو جاتا تھا اس

کا قرضہ ادا کر دیتا تھا، اور جو شخص کسی

کو قتل کر کے یا کوئی جرم کر کے اس

میں داخل ہو جاتا تھا، تو مقتول یا مظلوم

کے وارثوں کو عوض دے کر ان کو

راضی کر دیتا تھا اس بادشاہ کی قبر بھی

اسی مکان میں بنائی گئی ہے، میں نے

اس کی قبر دیکھی ہے،

اس بادشاہ کی نسبت ایک عجیب حکایت

بیان کرتے ہیں، کہتے ہیں..... کہ خارا

کے بازار میں اس کو ایک فقیر ملا، بلبن

پستہ قد اور کم رو اور بد صورت تھا،

ذکر السلطان غیاث الدین بلبن

ولما قتل بلبن مولاه السلطان

ناصرالدین استقل بالملك بعده

عشرین سنة وقد كان قبلها نائما له

عشرین سنة اخرى و كان من خيار

السلاطین عادلا حلیمًا فاضلا

ومن مكارمه انه بنى دارا وسماها

دار الامن فمن اهل الديون قضى

دينه ومن دخلها خائفا امن ومن

دخلها وقد قتل احدا ارضى عنه

اولياء المقتول و من دخلها من

ذوى الجنايات ارضى ايضا من

يطلبه و بتلك الدار دفن لما مات

وقد زرت قبره، (ص ۲۷)

(حکایتہ الغریبہ) یذکر ان

احد الفقراء ببخاری رأى بها بلبن

هذا و كان قصيرا حقيرا ذميما

فقال له يا تركي وهى لفظه تعرب

عن الاحتقار فقال له لبيك يا خوند
فاعجبه كلامه فقال له اشتري لي
هذا الرمان وأشار الي رمان يباع
بالسوق فقال نعم واخرج فليسات
لم يكن عنده سواها واشتري له من
ذلك الرمان فلما اخذها الفقير قال
له وهبناك ملك الهند فقبل بلبن يد
نفسه وقال قبلت ورضيت
واستقر ذلك في ضميره ، (ص ۲۷)

فقير نے کہا اے ترک (یعنی
ترکڑے) گویا حقارت سے نام لیا، اس
نے کہا حاضر اے خوند، فقیر خوش ہوا
اور کہا کہ مجھے یہ انار خرید دے، اس
نے کہا بہت اچھا، اور اپنی جیب سے کچھ
پیسے نکالے جو اس کے پاس موجود تھے،
اور ان کے سوا اور کچھ نہ تھا، اور انار
خرید کر فقیر کو دے دیا، فقیر نے وہ انار
لے کر کہا کہ ہم نے تجھے ہندوستان کا
ملک بخشا، بلبن نے اپنا ہاتھ چوم کر کہا
کہ مجھے منظور ہے، یہ بات اس کے
دلنشین ہو گئی،

ثم انه ظهرت نجابته فجعل
امير السقائين ثم صار من جملة
الاجناد ثم من الامراء ثم تزوج
السلطان بنته قبل ان يلي الملك
فلما ولي الملك جعله نائبا عنه مدة
عشرين سنة ثم قتله بلبن واستولى
على ملكه عشرين سنة اخرى كما
تقدم ،

(ص ۲۸)

بلبن نے اپنی لیاقت سے ترقی کی،
اور وہ سقوں کا امیر ہو گیا، اور پھر لشکر
میں داخل ہو گیا، اور رفتہ رفتہ سردار
بن گیا، سلطان ناصر الدین نے بادشاہ
ہونے سے پہلے اس کا نکاح اپنی بیٹی
سے کر دیا، اور جب ناصر الدین بادشاہ
ہوا تو اس کو اپنا نائب بنالیا، بیس برس
تک نیابت کی، اور پھر اس نے سلطان
ناصر الدین کو قتل کر ڈالا، اور خود
بادشاہ ہو گیا،

وكان للسلطان بلبن ولدان

بلبن کے دو بیٹے تھے، بڑا بیٹا خان

۱۲۔ احمدا الخان الشہید ولی عہدہ وکان والیا لایہ ببلاد السد ساکنا بمدینہ ملتان و قتل فی حرب لہ مع التترو ترک ولدین کیقباد وکیخسرو و ولد السلطان بلبن الثانی فسمی ناصرالدین وکان والیا لایہ ببلاد اللکنوتی وبنجالہ فلما استشهد الخان الشہید جعل السلطان بلبن العہدالی ولده کیخسرو وعدل بہ عن ابن نفسه ناصرالدین وکان لناصرالدین ایضا ولد ساکن بحضرۃ دہلی مع جدہ یسمی معز الدین، (ص ۲۸)

ذکر السلطان قطب الدین ابن السلطان علاء الدین

فدخل علی اخیه شہاب الدین و اقام بین یدیه ایاما کانہ نائب لہ ثم عزم علی خلعه فخلعه وقطع اصبعه وبعث بہ الی کالیور فجس مع اخوتہ واستقام الملک لقطب الدین ثم انہ بعد ذالک خرج من حضرۃ دہلی الی دولت آباد وہی علی مسیرۃ اربعین یوما

شہید تھا، جو اس کا ولی عہد تھا، اور وہ اپنے باپ کی طرف سے سندھ کا حاکم تھا، اور ملتان میں رہا کرتا تھا، وہ تاتاریوں سے لڑکر ایک لڑائی میں شہید ہو گیا، اس کے دو بیٹے تھے ایک کیقباد دوسرا کیخسرو، بلبن کے دوسرے بیٹے کا نام ناصر الدین تھا، وہ اپنے باپ کے وقت لکھنوتی اور بنجالہ کا حاکم تھا، جب خان شہید مارا گیا، تو بلبن نے اس کے بیٹے کیخسرو کو ولی عہد بنایا، اور اپنے بیٹے کو نہ بنایا، اس ناصر الدین کے بھی ایک بیٹا تھا، جو بادشاہ کے پاس رہا کرتا تھا، اور اس کا نام معز الدین تھا، سلطان قطب الدین کا ذکر

قطب الدین کچھ دنوں تو اپنے بھائی شہاب الدین کے نائب کے طور پر کام کرتا رہا، لیکن پھر اس کو تخت سے علیحدہ کر کے خود بادشاہ ہو گیا، اور شہاب الدین کی انگلیاں کاٹ کر اس کو بھی اور بھائیوں کے پاس گوالیار کے قلعہ میں بھیج دیا، اور آپ دولت آباد کی طرف گیا، دولت آباد دہلی سے چالیس

منہا والطریق بینہما تکنفہ
الاشجار من الصفصاف وسواہ
فکأن الماشی بہ فی بستان وفی
کل میل منہ ثلاث داوات وہی
البرید وقد ذکرنا ترتیبہ وفی کل
داوة جمیع ما یحتاج للمسافر الیہ
فکانہ یمشی فی سوق مسیرة
الاربعین یوما وکذا لک یتصل
الطریق الی بلاد التلک والمعبر
مسیرة ستة اشهر وفی کل منزلة
قصر للسلطان وزاویة للوارد
والصادر فلا یفتقر الفقیر الی حمل
زاد فی ذلک الطريق، (ص ۳۳)

منزل پر ہے، اور تمام رستہ پر برابر ہید
مجنوں کے اور قسم قسم کے درخت دو
رویہ لگے ہوئے ہیں، چلنے والے کو
معلوم ہوتا ہے، کہ گویا وہ باغ کے
درمیان چلا جاتا ہے، اور ہر ایک میل
پر تین داوات (چوکیاں) ڈاک کے
ہر کاروں کی ہیں جس کا ذکر ہم پہلے کر
چکے ہیں، اور ہر چوکی پر ہر چیز جس کی
مسافر کو ضرورت ہوتی ہے ملتی ہے،
گویا وہ بازار میں جا رہا ہے، اور اسی طرح
سے یہ سڑک تلگانہ اور معبر کے ملک
تک چلی گئی ہے، جو دہلی سے چھ مہینے کا
راستہ ہے، ہر ایک منزل پر بادشاہی
محل ہے، اور مسافروں کے لئے
سرائیں، کچھ ضرورت نہیں کہ مسافر
اپنے ساتھ زاد راہ اٹھاتا پھرے،

سلطان محمد تغلق شاہ

ذکر السلطان محمد شاہ ابن
السلطان غیاث الدین تغلق

جب سلطان تغلق مر گیا تو اس
کابیلہا تنازع اور بغیر مخالفت کے تخت پر
متمکن ہوا، میں پہلے کہ آیا ہوں کہ اس کا
اصلی نام جو نہ خان تھا، بادشاہ ہونے کے
بعد اس نے اپنا نام ابو النجاہد محمد

ولما مات السلطان تغلق
استولی ابنہ محمد علی الملک عن
غیر منازع له ولا مخالفت علیہ وقد
قدمنا انہ کان اسمہ جونہ فلما
ملک تسمى محمد واکتنى بابی

شاہ رکھا، بادشاہان سابق کا جو میں نے
حال لکھا ہے، اس کا اکثر حصہ شیخ
کمال الدین غزنوی قاضی القضاۃ سے
سنا ہے، لیکن اس بادشاہ کی بابت جو کچھ
میں نے لکھا ہے وہ میرا چشم دید ہے،

المجاهد وکل ما ذکر ت من شان
سلاطین الهند فهو مما اخبرت به
و تنقیته او معظمة من الشيخ
کمال الدین بن البرهان الغزنوی
قاضی القضاۃ واما اخبار هذا الملك
فمعظمها مما شاهدته ایام کونی
ببلاده، (ص ۴۰)

اس کی سخاوت اور شجاعت اور سختی اور
خونریزی کی حکایات عوام الناس کی
زبان زد ہیں، اس کے باوجود میں نے
کوئی شخص اس سے زیادہ متواضع اور
منصف نہیں دیکھا، شریعت کا پابند ہے
اور نماز کی بابت بڑی تاکید کرتا ہے، جو
نہیں پڑھتا ہے اس کو سزا دیتا
ہے، اور منجملہ ان بادشاہوں کے ہے
جن کی نیک بختی اور مبارک نفسی
حد سے بڑھی ہوئی ہوتی ہے،

وقد شهرت فی الناس حکایاته فی
الکرم والشجاعة وحکایاته فی
الفتن والبطش بذوی الجنایات
وهو اشد الناس مع ذلك تواضعا
واکثرهم اظهارا للعدل والحق
وشعائر الدین عنده محفوظة وله
اشتداد فی امر الصلوة والعقوبة
على ترکها وهو من الملوك الذین
اطردت سعادتهم، (ص ۴۱)

شاہی محل کو جو دہلی میں ہے
دارسرا کہتے ہیں، اس میں کئی دروازوں
میں سے ہو کر جانا پڑتا ہے، پہلے
دروازہ پر پہرہ کے سپاہی رہتے ہیں،
اور نفیری اور نقارے اور سرنے والے
بھی اس دروازہ پر بیٹھے رہتے ہیں، جس
وقت کوئی امیر یا آدمی آتا ہے، تو وہ

ودار السلطان بدھلی تسمى
دارسرا ولها ابواب كثيرة فاما
الباب الاول فعليه جملة من
الرجال موکلون به ويقعد به اهل
الانفار والابواق والصرنايات فاذا
جاء امير وکبير ضربوها ويقفون
فی ضربتهم جاء فلان جاء فلان

وكذلك ايضا ففى البابين الثانى والثالث، (ص ۴۱)

نقائے اور نفی بجائے شروع کرتے ہیں، اور جانے میں یہ آواز نکالتے ہیں، کہ فلاں شخص آیا اور اسی طرح سے دوسرے اور تیسرے دروازہ پر ہوتا ہے،

وفى فضاء هذا الباب الثانى الى مشور كبير متسع يقعد به الناس واما الباب الثالث فعليه دكاكين يقعد فيها كتاب الباب ومن عوائد هم ان لا يدخل على هذا الباب احد الا من عينه السلطان لذلك ويعين لكل انسان عددا من اصحابه وناسه يدخلون معه وكل من ياتى الى هذا الباب يكتب الكتاب ان فلانا جاء فى الساعة الاولى او الثانية او ما بعدهما من الساعات الى آخر النهار ويطالع السلطان بذلك بعد العشاء الآخرة ويكتبون ايضا بكل ما يحدث بالباب من الامور وقد عين من ابناء الملوك من يوصل كل ما يكتبونه الى السلطان، (ص ۴۱ و ۴۲)

دوسرے دروازہ کے اندر ایک بڑا دیوان خانہ ہے، جس میں عام لوگ بیٹھے رہتے ہیں، تیسرے دروازہ پر مقصدی بیٹھے رہتے ہیں، ان کا یہ کام ہوتا ہے کہ کوئی شخص اندر آنے نہیں پاتا جب تک اس کا نام ان کی کتاب میں درج نہ ہو ہر ایک امیر کے ہمراہیوں کی تعداد مقرر اور درج ہوتی ہے، مقصدی اپنے روزنامچہ میں لکھتے رہتے ہیں کہ فلاں شخص اس قدر ہمراہیوں کے ساتھ فلاں وقت آیا، بادشاہ اس روزنامچہ کو عشاء کی نماز کے بعد ملاحظہ کرتا ہے، اس روزنامچہ میں جو کچھ حادثات دروازہ پر واقع ہوتے ہیں لکھے جاتے ہیں، بادشاہ کے بیٹوں میں سے ایک کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ یہ روزنامچہ بادشاہ کے سامنے پیش کرے،

ومن عوائدهم ايضا انه من غاب عن دار السلطان ثلاثة ايام فصاعد العذر او لغير عذر فلا

یہ بھی دستور ہے کہ جو امیر تین دن یا اس سے زیادہ بلا عذر یا کسی عذر کے سبب سے غیر حاضر ہوتا ہے، تو وہ

پھر دروازہ میں داخل نہیں ہو سکتا جب تک کہ بادشاہ کی خاص اجازت از سر نو حاصل نہ کی جاوے، اگر وہ بیماری یا کسی اور عذر کے سبب سے نہ آسکا تھا، تو وہ جس روز آتا ہے اپنی حیثیت کے موافق ہدیہ یعنی نذر پیش کرتا ہے، اسی طرح دستور ہے کہ ہر شخص جو پہلی دفعہ سلام کے لئے آتا ہے تو کچھ نہ کچھ نذر کے طور پر پیش کرتا ہے، اگر مولوی ہو تو قرآن شریف یا کوئی اور کتاب، فقیر ہو تو مصلیٰ یا تنبیج، یا مسواک، امیر ہو تو گھوڑے یا اونٹ، یا ہتھیار، اس تیسرے دروازہ کے اندر ایک بہت بڑا میدان ہے، جس میں ایک دیوان خانہ بنا ہوا ہے، اس دیوان خانے کا نام ہزار ستون ہے، کیونکہ اس کی چھت جو لکڑی کی ہے، لکڑی کے ہزار ستونوں پر قائم ہے، ان ستونوں پر روغن کیا ہوا ہے، اور چھت میں بھی روغن ہے، اور طرح طرح کے نقش و نگار اس میں بنے ہوئے ہیں، سب لوگ اس مکان میں آکر بیٹھ جاتے ہیں، اور بادشاہ بھی جلوس عام کے

یدخل هذا الباب بعدها الا باذن من السلطان فان كان له عذر من مرض او غيره قدم بين يديه هدية مما يناسب اهداؤها الى السلطان و كذلك ايضا القادمون من الاسفار فالفقيه يهدي المصحف والكتاب و شبهه والفقير يهدي المصلى والسبحة والمسواك ونحوها والامراء ومن اشبههم يهدون الخيل والجمال والسلاح، وهذا الباب الثالث يفضى الى المشور الهائل الفسيح الساحة المسمى هزار اسطون وهو سواری من خشب مدهونة عليها سقف خشب منقوشة ابدع نقش يجلس الناس تحتها وبهذا المشور يجلس السلطان الجلوس العام، (ص ۴۲)

وقت اس میں آکر اس میں بیٹھتا ہے،

عید کی نماز کا جلوس

عید کی پہلی رات کو بادشاہ اپنی طرف سے امیروں اور مسافروں اور منصدیوں اور حاجیوں اور نقیبوں اور افسروں اور غلاموں اور اخبار نویسوں کے لئے ایک ایک خلعت ہر ایک کے درجہ کے موافق بھجتا ہے، جب صبح ہوتی ہے، تو ہاتھی سجائے جاتے ہیں ان پر ریشم کی طلائی اور جڑاؤ اور جھولیس ڈالی جاتی ہیں، ان میں سے ۱۶ ہاتھی خاص بادشاہ کی سواری کے ہوتے ہیں، ان سب پر ایک ایک چھتر ہوتا ہے، جو ریشم کا بنا ہوا اور جواہرات سے جڑا ہوا ہوتا ہے، ہر ایک چھتر کی ڈنڈی خالص سونے کی ہوتی ہے، اور ہر ایک ہاتھی پر ایک ریشمی گدی مرصع بہ جواہرات رکھی جاتی ہے، ایک ہاتھی پر بادشاہ سوار ہوتا ہے،

ذکر خروجه للعیدین

واذا كانت ليلة العيد بعث السلطان الى الملوك و الخواص و ارباب الدولة و الأعزة و الكتاب و الحجاب و النقباء و القواد و العبيد و اهل الاخبار الخلع التي تعميمهم جميعا فاذا كانت صبيحة العيد زينت الفيلة كلها بالحرير و الذهب و الجواهر و يكون منها ستة عشر فيلا لا يركبها احد انما هي مختصة بركوب السلطان و يرفع عليها ستة عشر شطرا (جترا) من الحرير مرصعة بالجوهر قائمة كل شطر منها ذهب خالص و على كل فيل مرتبة حرير مرصعة بالجواهر و يركب السلطان فيلها، (ص ۴۴)

اور صدر جہاں قاضی القضاة کمال

الدین غزنوی اور صدر جہاں قاضی

القضاة ناصر الدین خوارزمی اور تمام

قاضی ذی رتبہ پردیسی عراقی،

ویرکب قاضی القضاة صدر

الجهان کمال الدین الغزنوی

وقاضی القضاة صدرالجهان

ناصرالدین الخوارزمی و سائر

خراسانی ، شامی ، اور مغربی سب ہاتھیوں پر سوار ہوتے ہیں ، (اس ملک میں سب پر دیسیوں کو خراسانی کہتے ہیں) اور مؤذن بھی ہاتھیوں پر سوار ہوتے ہیں ، اور تکبیر کہتے جاتے ہیں ، بادشاہ اس ترتیب سے محل شاہی کے دروازے سے نکلتے ہیں اور لشکر باہر منتظر ہوتا ہے ، ہر ایک امیر اپنی فوج کو لئے علیحدہ علیحدہ کھڑا ہوتا ہے ، اور ہر ایک کے ساتھ نو بہت نقارے والے بھی ہوتے ہیں سب سے پہلے بادشاہ کی سواری بڑھتی ہے ، بادشاہ کے آگے وہ لوگ جن کا ذکر میں کر آیا ہوں اور قاضی اور مؤذن ہوتے ہیں ، جو تکبیر پڑھتے جاتے ہیں ،

جب بادشاہ عید گاہ کے دروازے پر پہنچتے ہیں تو وہیں کھڑے ہو جاتے ہیں ، اور حکم دیتے ہیں کہ قاضی اور مؤذن اور بڑے بڑے امیر اور ذی رتبہ پر دیسی پہلے داخل ہو جائیں ، بادشاہ پیچھے اترتا ہے ، اور امام نماز شروع کرتا ہے ، اور خطبہ پڑھتا ہے ، اور بقر عید ہوتی ہے تو بادشاہ نیزہ

القضاة وكبار الاعزة من الخراسيين والعراقيين والشاميين والمصريين والمغاربة كل واحد منهم على فيل وجميع الغرباء عندهم يسمون الخراسانيين و يركب المؤذنون ايضاً على الفيلة وهم يكبرون ويخرج السلطان من باب القصر على هذا الترتيب و العساكر تنتظره كل امير بفوجه على حدة معه طبوله و اعلامه فيقدم السلطان وامامه من ذكرناه من لمشاة وامامهم القضاة والمؤذنون يذكرون الله تعالى، (ص ۴۵)

فاذا وصل السلطان الى باب المصلی وقف على بابہ و امر بدخول القضاة و كبار الأمراء و كبار الاعزة ثم نزل السلطان ويصلي الامام ويخطب فان كان عيد الاضحى اتى السلطان بجمل فبحره برمح يسمونه النيزة بعد ان يجعل على ثيابه فوطه حرير توقيا من الدم ثم

سے اونٹ کو نحر کرتا ہے، اور اس سے پہلے اپنے کپڑوں پر ایک ریشمی لنگی اوڑھ لیتا ہے، تاکہ کپڑوں پر خون کی چھینٹیں نہ پڑیں، یہ قربانی کر کے بادشاہ ہاتھی پر سوار ہو کر محل میں واپس آجاتا ہے،

یر کب الفیل ویعود الی قصره
(ص ۴۵-۴۶)

عید کا دربار

عید کے دن تمام دیوان خانہ میں فرش چھایا جاتا ہے، اور طرح طرح کی آرائشی کی جاتی ہے، اور دیوان خانہ کے صحن میں بارگہ (۱) (بارگاہ) کھڑی کرتے ہیں، وہ ایک بہت بڑا خیمہ ہوتا ہے، جو بہت سے موٹے موٹے ستونوں پر کھڑا کیا جاتا ہے، اور اس کے چاروں طرف اور خیمے ہوتے ہیں، اور ریشم کے بوٹے جن میں رنگ برنگ کے ریشمی پھول بڑے چھوٹے لگائے جاتے ہیں، اور ان درختوں کی تین صفیں دیوان خانہ میں بناتے ہیں، دو درختوں کے درمیان ایک سونے کی

ذکر جلوس یوم العید

ویفرش القصر یوم العید ویزین
بأبدع الزینة وتضرب البارة علی
المشور کله وهی شبه خيمة
عظيمة تقوم علی اعمدة ضخام
کثیرة وتحفها القباب من کل
ناحية ویصنع شبه اشجار من
حریر ملون فیها شبه الازهار و
یجعل منها ثلاثة صفوف بالمشور
ویجعل بین کل شجرتین کرسی
ذهب غلیه مرتبة مغطاة، (ص ۴۶)

(۱) آئین اکبری جلد اول ص ۳۳ پر بارگہ کی شکل بنائی گئی ہے، ابو الفضل لکھتا ہے کہ بڑی بارگاہ کے نیچے دس ہزار کے قریب آدمی بیٹھ سکتے ہیں، اور اس کو ایک ہزار فراش سات دن کے عرصہ میں کھڑا کرتے ہیں، سادہ بارگہ کے بنانے میں کم سے کم دس ہزار روپیہ لاگت آتی ہے، اگر زہنت اور طلا لگا دیں تو کوئی حد نہیں۔

چوکی رکھی جاتی ہے، اور اس پر ایک گدی ہوتی ہے، جس پر رومال پڑا ہوتا ہے،

دیوان خانہ کے صدر میں ایک بڑا تخت رکھا جاتا ہے، یہ تخت خاص سونے کا ہے، اس میں جواہرات جڑے ہوئے ہیں اس کا طول ۲۳ بالشت کا اور عرض اس سے نصف ہے، علحدہ علحدہ ٹکڑے ہوتے ہیں، جب دیوان خانہ میں لگاتے ہیں تو ٹکڑوں کو جوڑ لیتے ہیں، ایک ایک ٹکڑے کو کئی کئی آدمی اٹھاتے ہیں اس کے اوپر ایک کرسی بچھاتے ہیں، اور بادشاہ کے سر پر چھتر لگاتے ہیں، جب بادشاہ تخت پر بیٹھتا ہے، تو نقیب اور حاجب بلند آواز سے بسم اللہ کہتے ہیں پھر ایک ایک شخص سلام کے واسطے آگے بڑھتا ہے، سب سے پہلے قاضی اور خطیب اور عالم اور سید اور مشائخ اور بادشاہ کے بھائی اور نزدیکی اور رشتہ دار آگے بڑھتے ہیں ان کے بعد پردیسی، پھر وزیر پھر فوج کے بڑے بڑے افسر پھر بوڑھے غلام پھر فوج کے سردار، ہر ایک سولیت سے سلام کر کے واپس آتا ہے، اور اپنی جگہ آکر بیٹھ جاتا ہے،

وينصب السرير الاعظم في صدر المشور وهو من الذهب الحاصل كله مرصع القوائم بالجواهر وطوله ثلاثة وعشرون شبرا وعرضه نحو النصف من ذالك وهو منفصل وتجمع قطعه فتتصل وكل قطعة منها يحملها جملة رجال لثقل الذهب وتجعل فوقه المرتبة ويرفع الشطر الموضع بالجواهر على راس السلطان وعند ما يصعد على السرير ينادى الحجاب والنقيب باصوات عالية باسم الله ثم يتقدم الناس للسلام فاولهم القضاة و الخطباء والعلماء والشرفاء و المشايخ واخوة السلطان واقاربه واصهاره ثم الاعزة ثم الوزير ثم امراء العساكر ثم شيوخ المماليك ثم كبار الاجناد ويسلم واحد اثر واحد من غير تراحم ولا تدافع، (ص ۴۶)

یہ بھی دستور ہے کہ عید کے دن جن لوگوں کے پاس جاگیر میں دیہات ہیں وہ کچھ اشرفیاں لاتے ہیں، اور رومال میں باندھ کر جس پروینے والے کا نام ہوتا ہے، ایک سونے کے تھالوں میں جو اس مطلب کے واسطے رکھے ہوئے ہوتے ہیں ڈالتے جاتے ہیں، اس طرح بہت سامال جمع ہو جاتا ہے، اس میں سے بادشاہ جس کو چاہتا ہے بخشش کرتا ہے، جب سلام ہو چکتا ہے تو کھانا آتا ہے،

وہ پردیسوں پر خاص طور سے سخاوت کرتا ہے اور اہل ہند پر ان کو ترجیح دیتا ہے، انکو جاگیریں اور انعام اور بڑے بڑے عہدے دیتا ہے، اس کا حکم ہے کہ پردیسوں کو کوئی غریب و پردیسی نہ کہے بلکہ عزیز کے لفظ سے پکارے کیونکہ وہ کہتا ہے کہ پردیسی کو پردیسی کہنا اس کی دل شکنی کرتا ہے۔

شہاب الدین تاجر گارونی کو بادشاہ کی بخشش گارون (۱) کا ایک ملک التجار جس کا پرویز نام تھا، اور شہاب الدین اس کا ایک دوست تھا،

ومن عوائدہم فی یوم العید ان کل من بیدہ قریۃ منعم بها علیہ یأتی بدنانیر ذہب مصرورۃ فی خرقة مکتوبا علیہا اسمہ فیبقیہا فی طست ذہب هنالك فیجتمع منها مال عظیم یعطیہ السلطان لمن شاء فاذا فرغ الناس من السلام وضع لهم الطعام علی حسب مراتبہم، (ص ۴۶)

ولا سیمما جودہ علی الغرباء فانہ یفضلہم علی اهل الهند و یؤثرہم ویجزل لهم الاحسان و یسیغ علیہم الانعام ویولیہم الخطط الرفیعۃ ویولیہم المواہب العظیمۃ ومن احسانہ الیہم ان سماہم الاعزۃ ومنع من ان یدعوا الغرباء وقال ان الانسان اذا دعی غریبا انکسر خاطرہ وتغیر حالہ ، (ص ۴۹)

ذکر عطائہ لشہاب الدین الکازرونی التاجر و حکایتہ کان شہاب الدین ہذا صدیقاً لملك التجار الکازرونی الملقب

(۱) شیراز کے پاس ایک شہر کا نام ہے۔

ملک پرویز کی جاگیر میں بادشاہ نے کنبایت کا شہر دیدیا تھا، اور اس سے وعدہ کیا تھا کہ اسے وزارت کا عہدہ دے گا، اس نے اپنے دوست شہاب الدین کو بلا بھیجا، اور جب وہ آیا تو اس کو حکم دیا کہ بادشاہ کے لئے نذر تیار کرے، اس نے جو نذر تیار کی اس میں ایک سراچہ یعنی ڈیڑھ جو مشجر تھا، اور جس پر زریں بوٹیاں نکلی ہوئی تھیں، اور جس کا صیوان (صائبان) بھی مشجر زربفت کا تھا اور ایک خیمہ تھا، مع قنات وغیرہ کے ایک آرامگاہ تھی یہ سب چیزیں مشجر کنوآب کی بنی ہوئی تھیں، اور بہت سے خنجر بھی تھے، جب شہاب الدین یہ سب چیزیں لے کر اپنے دوست ملک التجار کے پاس آیا تو وہ بھی ملک کا خراج اور نذر لے کر چلنے کو تیار بیٹھا تھا، بادشاہ کے وزیر خواجہ جہاں کو معلوم ہوا کہ بادشاہ نے پرویز سے وزارت دینے کا وعدہ کیا ہے، اور یہ بات اسے نہایت ناگوار گذری تھی،

چونکہ اس سے پہلے کنبایت اور گجرات اس کی جاگیر میں تھے، اور اس کے باشندوں سے اس کا دلی تعلق تھا، ان میں اکثر ہندو تھے، اور بعض بادشاہ سے سرکش

برويز و كان السلطان قد اقطع ملك
التجار مدينة كنباية و وعدہ ان يوليه
الوزارة فبعث الى صديقه شهاب
الدين ليقدم عليه فاتاه و اعد هدية
لسلطان و هي سراجة من الملف
المقصوع المزين بورقة الذهب و
صیوان مما يناسبها و خباء و تابع و
خباء راحة كل ذلك من الملف
المزين و بغال كثيرة فلما قدم شهاب
الدين بهذه الهدية على صاحبه ملك
التجار وجدہ آخذ في القدوم على
الحضرة بما اجتمع عنده من مجابی
بلاده و بهدية للسلطان و علم الوزير
خواجہ جہان بما وعدہ به السلطان
من ولاية الوزارة فغار من ذلك و قلق
بسبه، (ص ۵۰-۴۹)

و كانت بلاد كنباية والجزرات
قبل تلك المدة في ولاية الوزير و
لاهلها تعلق بجانبه و انقطاع اليه و
تخدم له و اكثرهم كفار و بعضهم

عصاة يمتنعون بالجبال فدرس الوزير
اليهم ان يضربوا على ملك التجار اذا
خرج الى الحضرة فلما خرج
بالخزائن و الاموال و معه شهاب
الدين بهديته نزلوا يوماً عند الضحى
على عادتهم و تفرقت العساكر و نام
اكثرهم فضرب عليهم الكفار فى
جمع عظيم فقتلوا ملك التجار و
سلبوا الاموال و الخزائن و هدية
شهاب الدين و نجا هو بنفسه و كتب
المخبرون الى السلطان بذلك فامر ان
يعطى شهاب الدين من مجبى بلاد
نهر و الة ثلاثين الف دينار و يعود الى
بلاده فعرض عليه ذلك فابى من
قبوله و قال ما قصدى الاروية
السلطان و تقبيل الارض بين يديه
فكتبوا الى السلطان بذلك فاعجبه
قوله و امر بوصوله الى الحضرة
مكرماً، (ص ۵۰)

بھی تھے، خواجہ جہاں نے ان میں سے
کسی کو چپکے سے کہہ دیا کہ ملک التجار کو
رستہ میں مار ڈالو چنانچہ جب ملک التجار
نذر اور خراج لے کر دار الخلافہ کی طرف
روانہ ہوا تو ایک روز چاشت کے وقت
کسی منزل میں اترے، اور تمام لشکر اپنی
ضروریات کے لئے پر اگندہ ہو گیا اور
اکثر سو گئے تو اس وقت ہندوؤں کی ایک
بڑی جماعت ان پر آن پڑی ملک التجار کو
قتل کر ڈالا اور اس کا مال لوٹ لیا خزانہ
اور نذر کو بھی نہ چھوڑا، اور شهاب الدین
کا بھی سب مال لوٹ لیا، لیکن وہ خود بچ
گیا، اخبار نویس نے جب یہ حال بادشاہ کو
لکھا، بادشاہ نے حکم دیا کہ نہروالہ کے
خراج سے تیس ہزار دینار اس کو دیدیئے
جائیں اور وہ اپنے ملک کو واپس چلا
جائے، شہاب الدین سے جب یہ کہا گیا
تو اس نے کہا میں بادشاہ کی زیارت کے
لئے جاتا ہوں، اور اس کی دہلیز کو بوسہ
دینا چاہتا ہوں، بادشاہ کو اس کا جواب لکھا
گیا، تو بادشاہ بہت خوش ہوا اور اجازت
دی کہ شہاب الدین دار الخلافہ کی
طرف چلا آئے،

کو چھڑی دے کر کہا کہ اپنا عوض لے لے، اور اس کو اپنے سر کی قسم دلائی کہ جیسا میں نے تجھ کو مارا تھا تو بھی مار، لڑکے نے ہاتھ میں چھڑی لیکر اکیس چھڑیاں بادشاہ کے لگائیں، یہاں تک کہ ایک دفعہ اس کی کلاہ بھی سر سے گر پڑی،

نماز کی تاکید

یہ بادشاہ نماز کے معاملہ میں بہت تاکید کرتا تھا، اور اس کا حکم تھا کہ جو شخص جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھے اس کو سزا دی جائے، ایک روز اس نے آدمی اس بات پر قتل کر ڈالے، ان میں سے ایک مطرب (۱) تھا، اس کام پر بہت سے آدمی لگائے گئے تھے، کہ جماعت کے وقت جو شخص بازار میں مل جائے اس کو پکڑ لاؤ، یہاں تک کہ سائیس لوگ جو دیوان خانے کے دروازے پر گھوڑے لئے کھڑے رہتے تھے ان کو بھی پکڑنا شروع کیا، حکم تھا کہ ہر شخص فرانس نماز و شرائط اسلام کو سیکھے، لوگوں سے سوال کئے جاتے تھے، اور اگر کوئی اچھی

و قد عاد لمجلسه و استحضر الصی و اعطاء عصی و قال له و حق راسی لتضر بنی کما ضربتک فاخذ الصبی العصی و ضربه بها احدی و عشرین ضربة حتی رأیت الکلا (الکلاه) قد طارت عن راسه (ص ۶۲)

ذکر اشتدادہ فی اقامۃ الصلوۃ

وکان السلطان شدیداً فی اقامۃ الصلوۃ آمراً بملازمته فی الجماعات یعاقب علی ترکھا اشد العقاب ولقد قتل فی یوم واحد تسعة نفر علی ترکھا کان احدہم مغنیاً و کان یبعث الرجال الموکلین بذالک الی الاسواق فمن وجد بها عند اقامۃ الصلوۃ عوقب حتی انتھی الی عقاب المستأیین الذین یمسکون دواب الخدام علی باب المشور اذا ضیعوا الصلوۃ وامر ان یطلب الناس یعلم فرائض الوضوء والصلوۃ وشروط الاسلام فکانوا یستنون عن ذالک فمن لم یحسنه عوقب و صار الناس

لہ ان بطوطہ جو پہلے لکھ آیا ہے، کہ ڈوم اور ارباب نشاط عموماً نماز پڑھتے تھے، اور ان کی مسجدوں میں تراویح کی جماعت ہوتی تھی، اس کا سبب غالباً یہی حکم ہوگا، ورنہ اس فرقے کو نماز اور تراویح سے کیا واسطہ۔

بادشاہ کی تواضع اور انصاف

ایک ہندو امیر نے بادشاہ پر دعویٰ کیا کہ بادشاہ نے اس کے بھائی کو بلا سبب مار ڈالا، بادشاہ بغیر کسی ہتھیار کے پیدل قاضی کے محکمہ میں گیا اور وہاں جا کر سلام اور تعظیم کی اور قاضی کو پہلے حکم دیدیا تھا کہ جب میں آؤں تو وہ تعظیم کے لئے کھڑا نہ ہو اور کسی طرح کی حرکت نہ کرے، بادشاہ محکمہ میں گیا اور قاضی کے سامنے کھڑا ہوا قاضی نے حکم دیا کہ بادشاہ مدعی کو راضی کرے ورنہ قصاص کا حکم ہوگا، چنانچہ بادشاہ نے اس کو راضی کر لیا،

اسی طرح ایک دفعہ کسی مسلمان نے اس پر کچھ مال کا دعویٰ کیا، جھگڑا قاضی کے سامنے پیش ہوا، قاضی نے حکم دیا کہ بادشاہ اس کا مال دیدے، بادشاہ نے دے دیا۔

ایک دفعہ ایک امیر کے لڑکے نے دعویٰ کیا کہ بادشاہ نے بلا سبب مجھے مارا ہے قاضی نے حکم دیا کہ یا تو لڑکے کو راضی کرو، ورنہ قصاص دو، میں نے دیکھا کہ اس نے دربار میں آکر لڑکے کو بلایا اور اس

حکایتہ فی تواضع السلطان و

انصافہ

ادعی عیہ رجل من كبار الهنود انه قتل اخاه من غير موجب و دعاه الى القاضی فمضى على قدميه و لا سلام معه الى مجلس القاضی فسلم و خدم و كان قد امر القاضی قبل ذلك انه اذا جاءه الى مجلسه فلا يقوم له و لا يتحرك فصعد الى المجلس و وقف بين یدی القاضی فحكم عليه ان يرضی خصمه من دم اخيه فارضاه

(ص ۶۲)

و ادعی علی السلطان مرة رجل من المسلمين انه له قبله حقا مالیا فتخاصما فی ذالك عند القاضی فتوجه الحكم علی السلطان باعطاء المال فاعطاه۔ (ص ۶۲)

و ادعی عیہ صبی من ابناء الملوك انه ضربه من غير موجب و دفعه الى القاضی فتوجه الحكم عليه ان يرضیه بالمال ان قبل ذالك و الا امکنه من القصاص فشاھدته يومئذ

طرح سے جواب نہیں دے سکتا تھا، تو اس کو سزا ملتی تھی، تمام لوگ بازاروں میں نماز کے مسائل یاد کرتے پھرتے تھے، اور کاغذوں پر لکھواتے تھے،

احکام شرعی کی پابندی

احکام شرع کی پابندی کی بھی سخت تاکید کرتا تھا، اپنے بھائی مبارک خاں کو حکم دیا تھا کہ وہ دیوان خانہ میں قاضی کے ساتھ بیٹھ کر انصاف کراوے، اس کو حکم تھا کہ ایک بلند برج میں بیٹھے اور قاضی کے واسطے اسی برج میں ایک مسند بادشاہ کی مسند کی طرح لگائی جاتی تھی، مبارک خاں قاضی کے دائیں ہاتھ بیٹھتا تھا، اگر کسی شخص کا دعویٰ کسی بڑے امیر پر ہوتا تھا، تو مبارک خاں کے سپاہی اس امیر کو بلا کر قاضی کے سامنے پیش کرتے تھے، اور وہ قاضی سے اس کا انصاف دلاتا تھا،

انصاف کا دربار

۱۷۷۱ء میں بادشاہ نے حکم دیا کہ سوائے زکوٰۃ اور عشر کے اور سب محصول (۱) اور ڈنڈ معاف کر دئے

یتداریسون ذالک بالمشور و الاسواق و یکتبونه، (ص ۶۲ و ۶۳)

ذکر اشتدادہ فی اقامة احکام الشرع

وکان شدیداً فی اقامة الشرع ومما فعل فی ذالک ان امر اخاه مبارك خان ان یکون قعوده بالمشور مع قاضی القضاة کمال الدین فی قبة مرتفعه هنالك مفروشة بالیسط وللقاضی بها مرتبة تحف بها المخاد کمرتبة السلطان ویقعد اخو السلطان عن یمینه فمن کان علیه حق من کبار الامراء و امتنع من ادائه لصاحبه یحضره رجال اخی السلطان عند القاضی لینصف منه، (ص ۶۳)

ذکر رفعه للمغارم والمظالم وقعوده لانصاف المظلومین

ولما کان فی سنة احدى واربعین امر السلطان برفع المكوس

(۱) غیر شرعی محاصل کی ایک فہرست فیروز شاہ نے بھی دی ہے، وہ اپنی (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

جائیں، اور خود بچتے میں دودفعہ پیر اور جمعرات کے دن انصاف رسانی کی غرض سے دیوان خانہ کے سامنے ایک میدان میں بیٹھتا تھا، اور اس روز اس کے سامنے فقط امیر حاجب و خاص حاجب اور سید الحجاب اور شرف الحجاب چار شخص ہوتے تھے، اور سب کو عام اجازت تھی کہ جس کسی کو کسی کی شکایت کرنا ہو عرض کرے چار امیروں کو چار دروازوں پر مقرر کیا گیا تھا کہ وہ مستغیثوں کی شکایتیں قلم بند کریں، اور ان میں چوتھا ملک فیروز بادشاہ کا چچا زاد بھائی تھا، اگر پہلے دروازے والا اس کی شکایت لکھ بھیجتا تھا تو فیما، ورنہ دوسرے دروازے والے کے پاس آتا تھا، اگر وہ بھی نہ لکھتا تو تیسرے اور چوتھے دروازے والے کے پاس اگر وہ

عن بلادہ وان لا یؤخذ من الناس الا الزکاة والعشر خاصة وصار یجلس بنفسه للنظر فی المظالم فی کل یوم اثین وخمیس برحبہ امام المشور ولا یقف بین یدیه فی ذالک الیوم الا امیر حاجب و خاص حاجب وسید الحجاب وشرف الحجاب لا غیر ولا یمنع احد ممن اراد الشکوی من الوقوف بین یدیه وعین اربعة من کبار الامراء یجلسون فی الابواب الاربعة من المشور لاخذ القصص من المشتکین والرابع منهم هو ابن عمه ملک فیروز فان اخذ صاحب الباب الاول الرقع من الشاکی فحسن والاخذہ الثانی او الثالث او الرابع وان لم یأخذ وہ منه مضی بہ الی صدر الجہان قاضی الممالیک

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) فتوحات میں لکھتا ہے کہ ”وہ مجھے وجوہات نامعقول کہ ”عظیم داخل مال واجب کردہ ہر سال بزرگے گرفتہ مثل چرائے و گل فروشی و نیگری و مایہ فروشی و ندانی و ریسمان فروشی و خود بزیایاں گری و دوکانانہ و خمار خانہ و داد نیکی، و کو توالی و احتساب ہمہ راہ طرف کردم“، لیکن اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو سلطان محمد تغلق نے یہ محصول پھر عائد کر دئے ہوں گے، یا اس کے مرنے کے بعد فیروز شاہ کی سلطنت کے شروع میں عائد ہو گئے ہوں گے۔

بھی انکار کرتا تو صدر جہاں قاضی القضاۃ کے پاس، اگر وہ بھی نہ لکھتا تو بادشاہ کے پاس آنے کی اس کو اجازت ہوتی تھی، اگر بادشاہ کو یقین ہو جاتا تھا کہ ان میں سے کسی کے پاس وہ گیا تھا اور رانہوں نے اس کی شکایت نہیں لکھی، تو ان کو ڈانٹ پلا کر لاتا تھا، یہ سب تحریریں بادشاہ عشاء کے بعد خود مطالعہ کیا کرتا تھا۔

قط میں لوگوں کی پرورش

جب ہندوستان اور سندھ میں قحط پڑا یہاں تک کہ گیہوں چھ دینار فی من ہو گیا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ دہلی کے کل باشندوں کو بلا تمیز چھوٹے بڑے یا غلام و آزاد کے حساب ڈیڑھ رطل مغربی روزانہ فی کس چھ مہینہ کا ذخیرہ سرکاری گودام سے دے دو فقیہ اور قاضی محلہ کی فرست تیار کرتے تھے، اور ان لوگوں کو حاضر کرتے تھے، اور ہر ایک شخص کو چھ مہینے کی خوراک دی جاتی تھی۔

فان اخذه منه والا شکی الی السلطان فان صح عنده انه مضی به الی احد منهم فلم یأخذه منه ادبه وکل ما یجتمع من القصص فی سائر الایام یطالع به السلطان بعد العشاء الآخرة، (ص ۶۳)

ذکر اطعامه فی الغلاء

ولما استولی القحط علی بلاد الهند و السند واشتد الغلاء حتی بلغ من القمح الی ستة دنانیر امر السلطان ان یعطی لجمع اهل دہلی نفقة ستة اشهر من المخزن بحساب رطل ونصف من ارطال المغرب لکل انسان فی الیوم صغیر و کبیر حوا وعبدا وخرج الفقهاء والقضاة یکتبون الازمة باهل الحارات ویحضرون الناس ویعطی لکل واحد عولة ستة اشهر یقتات بها، (ص ۶۳، ۶۴)

شیخ شہاب الدین کا قتل

ذکر تعذیبہ للشیخ شہاب
الدین وقتلہ ،

شیخ شہاب الدین (۱) شیخ احمد جام خراسانی شہر کے بڑے مشائخ میں سے تھے، اور چودہ دن تک برآمد روزہ رکھتے تھے، سلطان قطب الدین اور سلطان تغلق ان کی زیارت کو جاتے تھے، اور ان سے دعا کی آرزو رکھتے تھے سلطان محمد شاہ بادشاہ ہوا تو اس نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ مشائخ اور عالموں کو اپنی بیعت کی خدمتیں سپرد کیا کرتا تھا، اور یہ دلیل اٹاتا تھا کہ خلفائے راشدین سوا اہل علم اور اہل صلاح کے کسی کو کوئی خدمت سپرد نہیں کرتے تھے، شیخ شہاب الدین نے انکار کیا، جب بادشاہ نے دربار عام میں بالمشافہ کہا تو بھی انکار کر دیا، بادشاہ غصہ ہوا اور شیخ ضیاء الدین سمنانی کو حکم دیا کہ شیخ شہاب الدین کی داڑھی کے بال نوچے، ضیاء الدین نے انکار کیا اور کہا کہ میں یہ کام نہیں کروں گا، بادشاہ نے حکم دیا کہ ان دونوں کی داڑھی نوچی جاوے، چنانچہ نوچی گئی،

وكان الشيخ شهاب الدين ابن
شيخ الجوام الخراساني الذي
نسب مدينة الجوام بخراسان الى
جده جسما قصصنا ذلك من كبار
المشائخ الصلحاء الفضلاء وكان
يواصل اربعة عشر يوما وكان
السلطانان قطب الدين وتغلق
يعظمانه ويزورانہ ويتبركان به فلما
ولى السلطان محمد اراد ان يخدم
الشيخ في بعض خدمته فان عادة
ان يخدم الفقهاء والمشائخ
والصلحاء محتجا ان الصدر الاول
رضى الله عنهم لم يكو نوا يستعملون
الا اهل العلم والصلاح فامتنع
الشيخ شهاب الدين من الخدمة
وشافهه السلطان بذلك في
مجلسه العام فاطهر الالباب
والامتناع فغضب السلطان من
ذلك وامر الشيخ الفقيه المعظم

(۱) شیخ شہاب الدین احمد جام، شیخ الاسلام احمد جام زندہ پیل حضرت جریر بن عبد اللہ مہدٰیؓ کی اولاد سے تھے جن کو حضرت عمرؓ اس امت کا یوسف کہا کرتے تھے،

..بہارِ برزخ کی، کریمؐ کی، خیریت، سید محمد کریمؑ کے لئے، لکھی“ (تیسرا حجم صفحہ ۱۷)

[illegible]

سبب ذلك انهم كانوا يكتبون بطائق فيها شتمه و سبه و يخبثون عليها و يكتبون عليها و حق رأس خوند عالم بايقروها غيره و يرمونها بالمشكور ليلاً فاذا فضها وجد فيها شتمه و سبه فعزم على تخريب دهلي و اشترى من اهلها جميعاً دورهم و منازلهم و دفع لهم ثمنها و امرهم بالانتقال عنها الى دولة آباد فابوا ذلك فنادى مناديه ان لا يبقى بها احد بعد ثلاث فانتقل معظمهم و اختفى بعضهم في الدور فامر بالبحث عنم بقي بها فوجد عبده بازقتها رجلين

کو جلاوطن کر دیا، اور اس کا سبب یہ تھا کہ وہ لوگ رقعہ لکھ کر ان پر مہر لگاتے تھے اور لفافہ پر لکھتے تھے کہ بادشاہ کے سر کی قسم ہے کہ سوائے بادشاہ کے اور کوئی نہ کھولے، اور یہ رقعے رات کو دیوان خانے میں ڈال جایا کرتے تھے، جب بادشاہ ان کو کھولتا تھا تو ان میں بادشاہ کو گالیاں درج ہوتی تھیں، بادشاہ نے دہلی کے اجاڑنے کا ارادہ کیا اور اس کے متوطنوں کے مکان خرید لئے اور ان سب کو گنہگاروں کی پوری پوری قیمت دیدی، یہ بھی حکم دیا کہ سب دولت آباد چلے جائیں، لوگوں نے انکار کیا تو منادی کی گئی کہ تین دن

(پچھلے صفحہ کا بقیہ) ”حکم دوا اگر کسے ترک سکونت دولت آباد خواستہ بدلی باز گرد و تعرض باد نرسانند“ ایک اور جگہ لکھا ہے کہ :-

”بعد از تخریب دہلی مردم را از قصبات و مواضع در اں شر آورده آبادان ساختند و بار دیگر کوچانده بدولت آباد و رند و ضیاع و عقار و اسباب و اشیاء ہمہ ضائع و تلف شد“

پہلا فقرہ ۱۷۷۷ھ کے حکم سے تعلق رکھتا ہے، اور دوسرا ۱۷۷۹ھ کے حکم سے، فرشتہ نے یہی واقعات لکھے ہیں، لیکن بے ترتیب ہیں، ضیاء برنی نے دہلی کے چھوڑنے کا سبب یہی لکھا ہے کہ دولت آباد کو اپنی مقبوضات کا پچ فرض کر کے بادشاہ نے وہاں دارالخلافہ مقرر کیا تھا، کسی مورخ نے دہلی کے اجاڑنے کا یہ سبب نہیں لکھا جو ان بطوطہ نے لکھا ہے، لیکن اور مورخوں کا ماخذ فقط ضیاء الدین برنی ہے، اور ضیاء الدین برنی فیروز شاہ کی رعایت سے اس قسم کی پوری بات بہت کم لکھتا ہے،

کے بعد شہر میں کوئی شخص نہ رہے، بہت سے لوگ چل پڑے اور بعض اپنے گھروں میں چھپ کر بیٹھ رہے، بادشاہ نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ شہر میں جا کر دیکھو کوئی شخص باقی تو نہیں رہا، انھوں نے دو آدمی ایک کوچہ میں پائے ایک اندھا اور دوسرا بوا، ان دونوں کو بادشاہ کے سامنے لائے، بادشاہ نے لوہے کو منجیق سے اڑایا، اور اندھے کے واسطے حکم دیا کہ اس کو دلی سے دولت آباد تک جو چالیس دن کا راستہ ہے گھسیٹ کر لے جاویں، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، اور اس کا ایک پیر دولت آباد پہونچا جب لوگوں نے یہاں دیکھا تو کل آدمی اپنے اسباب اور اموال چھوڑ کر نکل گئے اور شہر سنان ہو گیا، ایک معتبر آدمی نے مجھ سے ذکر کیا کہ بادشاہ ایک رات اپنے چھت پر چڑھا اور شہر کی طرف دیکھا تو اس کو آگ نہ دھواں، اور نہ چراغ کچھ نہ نظر آیا، بادشاہ نے کہا اب میرا دل ٹھنڈا ہوا، اور پھر اور شہروں کے باشندوں کو حکم دیا کہ دھلی میں آن کر رہیں، چنانچہ اور شہر

احدهما مقعد و الآخر اعمى فاتوا بهما فامر بالمقعد فرمى به فى المنجنيق و امر ان يجزى الاعمى من دهنلى الى دولة آباد مسيرة اربعين يوماً فتمزق فى الطريق و وصل منه رجله و لما فعل ذلك خرج اهلها جميعاً و تركوا اثقالهم و امتعتهم و بقيت المدينة ساوية على عروشها فحدثنى من اثق به قال سعد السلطان ليلة الى سطح قصره فنظر الى دهنلى و ليس بها نار و لا دخان و لا سراح فقال الآن طاب قلبى و تهدن خاطرى ثم كتب الى اهل البلاد ان ينتقلوا الى دهنلى ليعمروها فخربت بلادهم و لم تعمر دهنلى لا تساعها و ضخامتها و هى من اعظم مدن الدنيا و كذلك وجدناها لما دخلنا اليها خالية ليس بها الا قليل عماراة -

(ص ۷۱)

بھی ویران ہو گئے لیکن دہلی آباد نہ ہو سکی
کیونکہ وہ بہت وسیع اور دنیا کے عظیم ترین
شہروں میں ہے، اور جب ہم شہر میں داخل
ہوئے تو اس وقت تک دلی بالکل غیر آباد
تھی، اور اس میں کوئی مکان آباد نہ تھا۔

جب میں بادشاہ کے پاس پہنچا،
میری پہلے سے بھی زیادہ تعظیم کی اور
فرمایا کہ میں تجھے اپنی طرف سے سفیر بنا
کر بادشاہ چین کے پاس بھیجتا ہوں کیونکہ
مجھے معلوم ہے کہ تجھے سفر اور رُردش کا
بہت شوق ہے، بادشاہ نے سفر کا تمام
سامان میا کر دیا، اور میرے ہمراہ جانے
کے لئے آدمی مقرر کئے، بادشاہ چین
نے بادشاہ کے پاس سوغلام اور لونڈیاں
اور پانچ سو تھان کُھواب کے جن میں سو
شہر زیتون کے بنے ہوئے تھے، اور سو
شہر خُسان کے، اور پانچ من مشک اور
پانچ خلعت جن میں جو اہر جڑے ہوئے
تھے، اور پانچ ترکش طلا کار اور پانچ
تلواریں بھیجیں، اور یہ بھی درخواست
کی کہ کوہ ہمالیہ میں جو بت خانے
ہیں ان کو بنانے کی پھر اجازت دی
جائے، اس پہاڑ میں ایک جگہ ہے،

و لما وصلت الى السلطان زاد
في اكرامى على ما كنت اعهدده و
قال لى انما بعث اليك لتوجه
عنى رسولاً الى ملك الصين فانى
اعلم حيث فى الاسفار و الجولان
فجهزنى بما احتاج له و عين
للسفر معى يذكر بعد و كان ملك
الصين قد بعث الى السلطان مائة
مملوك و جارية و خمسمائة ثوب
من الكمخا منها مائة من التى
تصنع بمدينة الزيتون و مائة من
التى تصنع بمدينة الخنسا و خمسة
امنان من المسك و خمسة اثواب
مرصعة بالجواهر و خمسة من
التراکش مزر كشة و خمسة سيوف
و طلب من السلطان ان ياذن له فى
بناء بيت الاصنام الذى بناحية جبل
قراجيل ويعرف الموضع الذى هو

جس کو سمہل کہتے ہیں، وہاں چین کے لوگ جاتا کو آتے ہیں، جب بادشاہ نے پہاڑ پر حملہ کیا تو اس شہر اور مت خانے کو برباد کر دیا تھا، اب بادشاہ چین نے سلطان کو خط لکھا اور سلطان نے اس کو یہ جواب بھیجا کہ ملک اسلام میں سوا اس شخص کے جو جزیہ دیوے، مت خانہ بنانے کی کسی اور شخص کو اجازت نہیں ہو سکتی، اگر بادشاہ چین جزیہ دینا منظور کرے تو اجازت ہو سکتی ہے، اور نذر بادشاہ چین کی نذر سے بھی بڑھ کر ہے، سو ہندو غلام اور سو ہندو لونڈیاں جو ناچنا گانا جانتی تھیں، اور سو تھان بیر میہ کپڑے کے جو روئی کا بنا ہوا ہوتا ہے، اور خوبصورتی میں بے نظیر ہوتا ہے، جن میں سے ایک ایک تھان کی قیمت سو سو دینار ہوتی ہے، اور سو تھان ریشمی کپڑے کے جس کو جز کہتے ہیں جس میں پانچ رنگوں کا ریشم استعمال کیا جاتا ہے، اور ایک سو چار تھان صلاحیہ کے اور سو تھان شریں باف کے اور پانسو تھان مرغز کے جو ایک اونٹنی کپڑا مار دین سے کن کر آتا ہے، جس میں سے

بہ بسہمل والیہ یحج اہل الصین وتعلب علیہ جیش الاسلام بالہند فخر بوه و سلبوه فلما وصلت هذه الهدية الى السلطان كتب اليه بان هذا المطلب لا يجوز في ملة الاسلام اسعافه ولا يباح بناء كنيسة بارض المسلمين الا لمن يعصى حرج وان رضيت باعطائها ابحننا لك بنائه وكافاً عن هديته بخير منها وذلك مائة فرس من الحيات مسرجة ملحمة ومائة مملوك ومائة جارية من كفار الهند مغنيات ورواقص ومائة ثوب بیر میہ وہی من القطن ولا نظیر نہا فی الحسن قيمة الثوب منها مائه دینار ومائة شقة من ثياب التحریر المعروفة بالجز وہی التي یكون حریرا احداها مصبوغا بخمسة الوان واربعة ومائة ثوب من الثياب المعروفة بالصلاحیة و مائة ثوب من الشیرین باف و مائة ثوب من الشان باف و خمسمائة ثوب من المرعز مائة منها سود

سو تھان سیاہ رنگ کے اور سو تھان سفید رنگ کے اور سو سرخ رنگ کے، اور سو سبز رنگ کے اور سو نیلے رنگ کے اور سو تھان کتان رومی کے اور سو سرخ رنگ کے اور سو سبز رنگ کے اور سو نیلے رنگ کے، اور (بے آستین) قزاگند کے اور ڈیرہ اور چھ خیمے اور چار شمعدان سونے کے اور چار شمعدان چاندی کے جن پر مینا کاری کا کام تھا اور چار سونے کی طشت مع لوٹوں کے اور چھ چاندی کے طشت اور دس خلعت بادشاہ کی پوشش کے زردوز اور دس شاشیہ کلاہ جن میں سے ایک پر جواہر لگے ہوئے تھے، اور دس ترکش طلاکار جن میں سے ایک پر موتی جڑے ہوئے تھے، اور دس تلواریں جن میں سے ایک کے نیام پر موتی اور جواہرات جڑے ہوئے تھے، دس دست بان یعنی دستانے جن میں موتی جڑے ہوئے تھے، اور پندرہ نوجوان غلام یہ سب چیزیں بادشاہ نے روانہ کیں، اور میرے ساتھ جانے کے لئے میر ظہیر الدین زنجانی کو حکم دیا یہ شخص بڑا عالم تھا، اور یہ سب

و مائة بیض و مائة حمرو مائة من الکتان الرومی و مائة فضلة من الملف و سراجة و ست من القباب و اربع حسک من ذهب و ست حسک من فضة منیلة و اربعة طسوت من الذهب ذات اباریق کمثلها و ستة طسوت من الفضة و عشر خلع من ثياب السلطان مزرکشة و عشر شواش من لباسه احداها مرصعة بالجواهر و عشرة تراکش مزرکشة و احداها مرصع بالجواهر و عشرة من السيوف احداها مرصع الغمد بالجواهر و دشت بان و هوتقاز مرصع بالجواهر و خمسة عشر من الفتيان و عین السلطان للسفر معی بهذه الهدية الامیر ظہیر الدین الزنجانی و هو من فضلاء اهل العلم و الفتی کافور الشربدار والیه سلمت الهدية و بعث معنا الامیر محمد الهروی فی الف فارس لیوصلنا الی الموضع الذی نرکب منه البحر و توجه صحبتنا ارسال ملک الصين

چیزیں اپنے غلام کافور شرب دار کی تحویل میں روانہ کیں، اور ہمیں سمندر تک پہنچانے کے لئے امیر محمد ہروی اور ہزار سوار بھیجے، اور بادشاہ چین کی سفارت جس میں ۱۵ آدمی تھے اور سفیر کا نام طوسی تھا، اور سو خادم اس کے ہمراہ تھے، یہ سب بھی ہمارے ساتھ چلے، اس طرح سے ہمارے ساتھ ایک بڑی جماعت ہو گئی، بادشاہ نے حکم دیا کہ تمام راستے میں ہماری ضیافت سرکار کی طرف سے ہوتی رہے۔

و هم خمسة عشر رجلا يسمي كبيرهم ترسي و خدامهم نحو مائة رجل و انفصلنا في جميع كبير و محلة عظيمة و امر لنا السلطان بالضيافة مدة سفرنا ببلاده،

(ص ۱۱۲، ۱۱۳)

صفر ۴۳۳ھ کی سترہویں تاریخ کو ہم روانہ ہوئے اس ملک میں اکثر دوسری ساتویں، بارہویں، سترہویں، بائیسویں یا ستائیسویں کو سفر کرتے ہیں، اول دن ہم نے موضع تلپت (۱) میں قیام کیا،

و كان سفرنا في السابع عشر لشهر صفر سنة ثلاث و اربعين و هو اليوم الذي اختاروه للسفر لانهم يختارون للسفر من ايام الشهر ثانيه او سابعه او الثاني عشر

(۱) تلپت۔ اب مقرر کی سڑک کے متصل ضلع دہلی میں ایک پرانے گاؤں کا نام ہے، وہاں ایک سرکاری مدرسہ بھی ہے، اس زمانے کی تاریخوں میں اس قصبہ کا نام بہت آتا ہے، کیونکہ وہ دہلی میں داخل ہونے سے پہلے ایک ایسی جگہ تھی کہ جہاں پورب سے آئے ہوئے جہن کو پار کر کے مسافر ضرور گزرتا تھا، یہ اغلباً مہابھارت کے پانچ بیوں میں سے ایک ہے، اندرپت، تلپت، سونی پت، باگھپت، پانی پت، اور اس لئے بہت قدیم شہر ہے، یہ سب شہر اس زمانہ میں جہن کے غری کنارہ پر تھے، اب دریا مشرق کی جانب ہٹ گیا ہے، باگھپت جس کو اب باغپت کہتے ہیں، مشرقی کنارہ پر ہے، سرنری ایٹ کی تاریخ کے مترجموں نے غلطی سے اس کو کہیں پہلی بھیت اور کہیں تل بھیت پڑھا ہے۔

دہلی سے سات آٹھ میل کے فاصلے پر واقع ہے اور اس کے بعد آواز (۱) میں اور اس کے بعد بیانہ میں پہنچے، بیانہ ایک بہت بڑا اور خوشنما شہر ہے، اس کے بازار بہت خوبصورت اور جامع مسجد بھی نادر بنی ہوئی ہے، اس کی دیواریں اور چھت پتھر کی بنی ہوئی ہے۔

او السابع عشر او الثانی والعشرين
او السابع والعشرين فكان نزولنا
فی اول مرحلة بمنزل تلبت علی
مسافة فرسخين و ثلث من حضرة
دهلی و رحلنا منها الی منزل او
رحلنا منه الی منزل هیلو و رحلنا
منه الی مدينة بیانة مدينة کبيرة
حسنة البناء ملیحة الاسواق و
مسجدها الجامع من ابداع
المساجد و حیطانہ و سقفه
حجارة، (ص ۱۱۳)

اس شہر کے عالموں میں سے امام عز الدین زیری تھے، جو حضرت زیر بن العوام صحابی رسول خدا کی اولاد میں سے تھے میری ملاقات ان سے گوالیار میں ملک عز الدین ملتانی المشہور باعظم ملک کے مکان پر ہوئی تھی، پھر ہم بیانہ سے چل کر شہر کول میں پہنچے، اس شہر میں باغ بہت ہیں، اور اکثر باغ انگور کے ہیں،

و من کبار اهل هذه المدينة
الامام العالم عز الدين الزبيري من
ذرية الزبير بن العوام رضى الله عنه
احد كبار الفقهاء الصلحاء لقيته
بکالیور عند الملك عز الدين
البنثانی المعروف باعظم ملک ثم
رحلنا من بیانة فوصلنا الی مدينة
کول مدينة حسنة ذات بساتين و

(۱) آواز یہ گاؤں اب بھی مٹھرا کے ضلع اوکھلا نگر سے چند میل فاصلے پر بھر پور، اور مٹھرا کی سڑک کے قریب واقع ہے اور ایک پرانا گاؤں جو قصبہ آو کے نام سے مشہور ہے، اسی نواح میں قلعہ ڈیگ کے قریب بھر پور کی ریاست میں واقع ہے، اغلباً ان بطوطہ کی مراد قصبہ آو سے ہے، آئین اکبری میں ایک محال آو نام سرکار آگرہ میں شیخ زادوں کی ملکیت درج ہے (حاشیہ سفر نامہ ابن بطوطہ جلد دوم ص ۲۴۵)

ہم شہر کے باہر میدان میں ٹھہرے
تھے، وہاں میں نے شیخ صالح عابد
شمس الدین کی جو تاج العارفین کے
لقب سے مشہور تھے، زیارت کی۔

ہم نے کول سے کوچ کیا دوسرے
دن برج پورہ میں منزل کی، اور وہاں ایک
نمائت عمدہ خانقاہ تھی اور اس میں ایک شیخ
کی جو صورت اور سیرت دونوں میں اچھا تھا،
اور جس کا نام محمد عریاں تھا، زیارت کی۔

برج پور سے چل کر ہم ایک دریا
پر جس کو آب سیاہ (کالی ندی) کہتے
تھے، پہنچے۔ پھر قنوج پہنچے یہ بہت بڑا
شہر ہے۔ قلعہ بڑا مضبوط ہے اور شکر
کی ارزانی اور پیداوار کے لئے مشہور
ہے، شکر یہاں سے دہلی لے جاتے ہیں
اس کی فصیل بہت اونچی ہے، اس شہر کا

و اکثر اشجارها العبا و نزلنا بخارجها
فی بسیط افیح و لقینا بها الشیخ الصالح
العابد شمس الدین المعروف بابن
تاج العارفین (ص ۱۱۴)

فرحنا من کول و نزلنا برج بورہ
و بہ زاویۃ حسنة فیہا شیخ حسن
الصورة و السيرة یسمى بمحمد
العریان، (ص ۱۱۹)

و رحلنا من برج بورۃ و نزلنا علی
الماء المعروف بآب سیاہ ثم رحلنا الی
مدینۃ قنوج مدینۃ کبیرۃ حسنة العمارۃ
حصینۃ رخیصۃ الاسعار کثیرۃ السكر و
منہا یحمل الی دہلی و علیہا سور عظیم
و قد تقدم ذکرہا و کان بها الشیخ معین
الدین الباخری اضافنا بها (ص ۱۱۹-۱۲۰)

(۱) کالی ندی یہاں دو آب میں دو ندیاں اس نام سے مشہور ہیں، مغربی کالی ندی تو کوہ سواک سے
نکل کر مظفر نگر اور سہارنپور کے اضلاع میں بہہتی ہوئی دریائے یمنڈن میں شامل ہو جاتی ہیں،
مشرقی کالی ندی مظفر نگر کے ضلع سے نکلتی ہے، تھوڑے فاصلے تک اس کو ناگن کہتے ہیں، خورجہ کے
قریب پہنچ کر اپنا رخ بدل لیتی ہے اور ۳۱۰ میل بہہ کر میرٹھ اور بلند شہر، علی گڑھ، ایڈ اور فرخ آباد
کے اضلاع سے گذرتی ہوئی قنوج سے چار میل پرے دریائے گنگ میں شامل ہو جاتی ہے، ان اطوار
کی مراد اسی ندی سے ہے۔

ذکر ہم پہلے لے کر آئے ہیں، اس شہر
میں شیخ معین الدین باخرزی رہتے
تھے، انھوں نے ہماری دعوت کی۔

پھر ہم (گالی پور) گوالیار کی طرف
چلے جو ایک بڑا شہر ہے، اور اس قلعہ کا
ایک علیحدہ چٹان پر نہایت مضبوط بنا ہوا
ہے، جس کے دروازے پر ہاتھی اور
فیل بان کامت بنا ہوا ہے، اس شہر کا حاکم
احمد بن شیر خان فاضل ہے، اس سفر
سے پہلے میں اس کے پاس ٹھہرا تھا اس
نے میری بہت مدارات کی تھیں۔

گوالیار سے چل کر ہم برون (۱)
گئے یہ ایک چھوٹا سا شہر ہے، جو
ہندوؤں کے شہروں کے درمیان ہے،
اس پر مسلمانوں کا قبضہ ہے، اس کا حاکم
محمد بن بیرم ترکی ہے، اس شہر میں
درندے بچرت ہیں۔ وہاں کا ایک
باشندہ مجھ سے ذکر کرتا تھا کہ دروازہ بند
ہونے کے بعد ایک شیر اس شہر میں
داخل ہو جاتا تھا اور بہت سے آدمیوں کو

ثم سافرنا الى مدينة كاليور و
هي مدينة كبيرة لها حصن منيع
منقطع في رأس شاهق على باب
صورة فيل و فيال من الحجارة و
امير هذه المدينة احمد بن سير
خان فاضل كان يكرمني ايام
اقامتي عنده قبل هذه السفارة،

(ص ۱۲۲)

ثم رحلنا من مدينة كاليور الى
مدينة برون - مدينة صغيرة للمسلمين
بين بلاد الكفار اميرها محمد بن
بیرم التركي الاصل، و السباع بها
كثيرة و ذكر لي بعض اهلها ان
السبع كان يدخل اليها ليلا
و ابوابها مغلقة فيفترس الناس حتى
قتل من اهلها كثيرا و كانوا
يعجبون في شان دخوله و اخبارني

(۱) اس نام کا آج کل کوئی شہر نہیں ہے، لیکن آئین اکبری میں جو ایک محال اور قلعہ بروکی نام سرکار نرور صوبہ آگرہ
میں درج ہے وہ غالباً یہی شہر ہے۔ نرور گوالیار میں دریائے سندھ کے کنارے پر واقع ہے۔ یہ دریائے چنبل سے
چند میل پرے جنوب کی طرف جتنا میں مل جاتا ہے۔ (حاشیہ سفر نامہ ابن بطوطہ جلد دوم، ص ۲۶۶)

بھاڑ کھاتا تھا، اور معلوم نہ ہوتا تھا کہ وہ
شہر میں کس طرح داخل ہوتا تھا، محمد
توفیری اس شہر کے باشندہ نے مجھ سے
ذکر کیا کہ میرا ایک ہمسایہ تھا شیر اس
کے گھر میں داخل ہوا اور اس کے بچے
کو چارپائی پر سے اٹھا کر لے گیا، ایک
شخص ذکر کرتا تھا کہ ہم ایک دفعہ
شادی میں جمع تھے، ایک شخص کسی کام
کے واسطے باہر گیا شیر نے اس کا خون پی
لیا تھا، اور گوشت کو بالکل نہ چھیڑا تھا
کہتے ہیں کہ شیر اسی طرح کیا کرتا ہے
بعض لوگ تو یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ شیر
نہیں ہوتا بلکہ آدمی ہوتا ہے جس کو
جوگی کہتے ہیں جو شیر کی صورت بن کر
آجاتا ہے مگر مجھے اس بات کا یقین نہ آیا،
حالانکہ متعدد لوگوں نے ایسا ہی بتایا۔

جوگی (۱) عجیب عجیب کام کرتے ہیں۔ بعض
مہینوں تک نہ کچھ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں

محمد التوفیری من اهلها وكان
جارا لى بها انه دخل داره ليلا و
افترس صبيبا من فوق السرير و
اخبرنى غيره انه كان مع جماعة
فى دار عرس فخرج احدهم
لحاجة فافترسه اسد فخرج
اصحابه فى طلبه فوجدوه مضروحا
بالسوق وقد شرب دمه ولم ياكل
لحمه، وذكروا انه كذلك فعلة
بالناس. و من العجب ان بعض
الناس اخبرنى ان الذى يفعل ذالك
ليس بسبع و انما هو آدمى من
السحرة المعروفين بالجوكية
يتصور فى صورة سبع ولما اخبرت
بذالك انكرته و اخبرنى به
جماعة، (ص ۱۲۲)

وهؤلاء الطائفة تظهر منهم عجائب
منها ان احدهم يقيم الاشهر لا ياكل

(۱) ہتان کا مصنف کنخرون آذر کیوان پارسی (داراشکوہ کا ہم عصر تھا) جو گیوں کی بابت اس طرح
کہتے ہیں: جو گیان طائفہ اند در ہند معروف۔ جوگ در لغت سنسکرت پیوستن است وایں گروہ
خود را واصلان حق گیرند و خدا را الگ گویند۔ و در اعتقاد ایشان برگزیدہ حق بلکہ عین حق گوزار است
و نزد ایشان برہما ویشن میبش ہم از شاگرد۔ و رستہ تھ ہستند وایں طائفہ دوازده پختہ اند۔۔۔

اور بعض ایک غار زمین میں کھود کر اس پر عمارت بنادیتے ہیں، اور فقط ہوا کے لئے ایک سوراخ رکھتے ہیں، اور اس میں مہینوں تک رہتے ہیں، اور بعض کے متعلق سنا ہے کہ وہ برس دن تک اسی طرح رہ سکتے ہیں، منگور کے شر میں میں نے ایک مسلمان کو دیکھا جو جوگیوں کی شاگردی کرتا تھا، اور ایک بلند ڈھول میں بیٹھا تھا، اور وہاں بغیر کھانے پینے کے رہتا تھا، ۲۵ دن تو اسے ہو چکا تھا، پھر میں چلا آیا، معلوم نہیں کہ وہ کتنے دن تک اسی طرح رہا، لوگ کہتے ہیں کہ یہ جوگی ایک قسم کی گولیاں تیار کرتے ہیں، اور ایک گولی چند متعین دنوں یا مہینوں تک کے لئے کھالیتے ہیں، پھر انہیں اس مدت میں کھانے پینے کی ضرورت نہیں ہوتی، یہ لوگ غیب کی باتوں کی بھی خبر دیتے ہیں، بادشاہ ان لوگوں کی بہت تعظیم کرتا ہے، اور ان کو اپنی صحبت میں رکھتا ہے، بعضے فقط ترکاری کھاتے ہیں، اور بعضے گوشت بھی کھاتے ہیں، مگر اکثر گوشت نہ کھانے والے ہوتے ہیں،

ولا يشرب وكثير منهم تحفر لهم حفر تحت الارض وتبنى عليه فلا يترك له الاموضع يدخل منه الهواء ويقيم بها المشهور وسمعت ان بعضهم يقيم كذالك سنة ورأيت بمدينة منجر ورجلا من المسلمين ممن يتعلم منهم قد رفعت له طيلة واقام باعلاها لا ياكل ولا يشرب مدة خمسة وعشرين يوما وتركته كذالك فلا ادرى كم اقام بعدى والناس يذكرون انهم يركبون حبوبا ياكلون الحبة منها لايام معلومة او اشهر فلا يحتاج في تلك المدة الى طعام ولا شراب و يخبرون بامور مغيبة والسلطان يعظمهم ويجالسهم ومنهم من يقتصر في اكله على البقل ومنهم من لا ياكل اللحم وهم الاكثرون والظاهر من حالهم انهم عودوا انفسهم الرياضة ولا حاجة لهم في الدنيا وزينتها ومنهم من ينظر الى الانسان فيقع ميتا من نظره و تقول العامة انه اذا قتل بالنظر وشق

عن صدر المیت وجد دون قلب
ویقولون اکل قلبه واکثر ما یکون
هذا فی النساء والمرأة التي تفعل
ذالت تسمى کفتار - (ص ۱۲۳)

ظاہر سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ
ریاضت سے اپنے نفس کو اس کا عادی
بنا لیتے ہیں۔ دنیا کی زیب و زینت سے
ان کو سروکار نہیں ہوتا، ان میں سے
بعض ایسے بھی ہیں کہ اگر کسی کی طرف
نظر بھر کر دیکھ لیں تو وہ آدمی فوراً مر
جاتا ہے، عوام الناس کہتے ہیں کہ جب
کوئی آدمی نظر سے مر جاتا ہے اگر اس کا
سینہ چیرا جائے تو اس میں دل نہیں
ہوتا، نظر والا آدمی اس کا دل کھا لیتا
ہے، یہ کام اکثر عورتیں کرتی ہیں،
اور ایسی عورتوں کفتار (۱) کہتے ہیں۔

ثم سافرنا من مدينة اجین الى
مدينة دولت آباد وهي المدينة الضخمة
العظيمة الشان الموازية لحضرة دہلی
فی رفعة قدرها واتساع خطتها وهي
منقسمة ثلاثة اقسام احدها دولت
آباد وهو مختص بسكنی السلطان و
عساكره ، والقسم الثاني يسمى
الکتکة والقسم الثالث قلعتها التي

اجین سے چل کر ہم دولت آباد
پہونچے شہر بہت بڑا ہے دہلی کا مقابلہ
کرتا ہے، اس کے تین حصے ہیں، ایک
حصے کو دولت آباد کہتے ہیں اس میں
بادشاہ اور شاہی لشکر رہتا ہے، اور
دوسرے حصے کو کتکہ کہتے ہیں، تیسرے
حصے کو جو قلعہ ہے دیوگیر کہتے ہیں یہ
قلعہ مضبوطی میں بے نظیر ہے، خان

(۱) کفتار لغت میں جرک کو کہتے ہیں، جس کی ہڈیاں چلتے ہوئے بولا کرتی ہیں، اور چونکہ یہ مشور ہے
کہ ڈاکٹروں اور جادوگروں کی یہ جانور سواری ہے، اس لئے ڈاکٹر کو بھی کفتار کہنے لگے، آئین اکبری میں
ابوالفضل نے صوبہ سندھ کے ذکر میں ڈاکٹر یا جگر خوار کا مفصل حال لکھا ہے، (سفرنامہ ابن بطوطہ)

اعظم قلعہ خان بادشاہ کا استاد اسی قلعہ میں رہتا ہے، ساگر اور تلنگانہ بھی اسی کے ماتحت ہیں۔ اس کا علاقہ تین مہینے کی مسافت میں پھیلا ہوا ہے، اس کی طرف سے نائب اور حاکم جگہ جگہ رہتے ہیں۔

دولت آباد کے باشندے مرہٹے ہیں، ان کی عورتیں نہایت خوب صورت ہوتی ہیں، خصوصاً ان کی ناک اور ابرو بے نظیر ہوتے ہیں، خوش صحبت ہوتی ہیں، اس شہر کے ہندو سوداگری کرتے ہیں اکثر جواہرات کی سوداگری کرتے ہیں اور بہت مالدار ہیں، ان کو شہر (ساہوکار) کہتے ہیں، جیسے کہ مسر میں تاجروں کو مکام کہتے ہیں، دولت آباد میں انگور اور انار بہت ہوتے ہیں، اور سال میں دو دفعہ پھلتے ہیں، اس ملک کا محاصل بھی بسبب آبادی اور وسعت کے اور صوبوں سے زیادہ ہے،

دولت آباد میں اہل طرب کا ایک بازار ہے جس کو طرب آباد کہتے ہیں، یہ بازار بہت خوبصورت اور وسیع ہے

لا مثل لها ولا نظیر فی الحصانہ و تسمى الدویقیر وبهذه المدينة سكنى الخان الاعظم قطنو خان معلم السلطان بها وبلاد صاغر و بلاد التكنك ما اضيف الى ذلك و عمالتها مسيرة ثلاثة اشهر عامرة كلها لحكمه ونوابه فيها، (ص ۱۲۶)

واهل بلاد دولت آباد هم قبيل المرهتة الذين خص الله نسائهم بالحسن وخصوصا في الانوف و الحواجب وبنهن من طيب الخلوة و المعرفة بحركات الجماع ماليس لغيرهن وكفار هذه المدينة اصحاب تجارات واكثر تجارتهم في الجوهر واموالهم طائلة وهم يسمون الساهة واحدهم ساه وهم مثل الاكارم بديار مصر وبدولت آباد العنب والرمال و يثمران مرتين في السنة وهي من اعظم البلاد مجبى واكبرها خراجا لكثرة عمارتها واتساع عمالتها (ص ۱۲۷)

وبمدينة دولت آباد سوق للمغنيين والمغنيات تسمى سوق طرب آباد من اجمل الاسواق واكبرها فيه الدكاكين

دوکانات بھی بہت ہیں، ہر ایک دوکان میں ایک دروازہ گھر کی طرف کھلتا ہے، اور گھر کا دوسری طرف بھی دروازہ ہوتا ہے، دوکان میں بہت مکلف فرش ہوتا ہے، اور اس کے وسط میں ایک گہوارہ ہوتا ہے، جس میں گانے والی عورت بیٹھ جاتی یا رقص کرتی ہے، اس کی لونڈیاں گہوارہ کو ہلاتی رہتی ہیں۔ گہوارہ بہت آراستہ ہوتا ہے، بازار کے وسط میں ایک گنبد ہے جو نہایت آراستہ اور فروش سے پیراستہ ہوتا ہے، اس میں مطربوں کا چودھری عصر کی نماز کے بعد ہر جمعرات کو بزم عشرت و طرب آراستہ کرتا ہے، اس موقع پر اس کے غلام اور خادم بھی اس کے سامنے وہیں موجود ہوتے ہیں، اور طوائف باری بادی اگر اس کے سامنے رقص و سرود کرتی اور گاتی جاتی ہیں، مغرب کے بعد یہ بزم نشاط ختم ہو جاتی ہے اور چودھری اپنے گھر واپس چلا آتا ہے، اس بازار میں مسجدیں بھی ہیں، اور ان میں نمازیں بھی ہوتی ہیں اور رمضان کے مہینہ میں ترلوک کی جماعت بھی ہوتی ہے، بعض ہندو راجہ جب اس بازار میں سیر و تفریح کے لئے آتے ہیں تو وہ اس گنبد میں بھی آتے ہیں، اور طوائف ان کے سامنے رقص و سرود کرتی ہیں بعض بعض مسلمان بادشاہ بھی ایسا کرتے ہیں۔

الكثيرة كل دكان له باب يفضى الى دار صاحبه وللدان باب سوى ذلك والحنوت مزين بالفرش وفي وسطه شكل مهد كبير تجلس فيه المغنية او ترقد وهي متزينة با نواع الحلوى وجواربها يحركن. مهدها وفي وسط السوق قبة عظيمة مفروشة مزخرفة يجلس فيها امير المطربين بعد صلاة العصر من يوم كل خميس وبين يديه خدامه ومماليكه وتاتي المغنيات طائفة بعد اخرى فيغنين بين يديه و يرقصن الى وقت المغرب ثم ينصرف وفي تلك السوق المساجد للصلوة ويصلى الائمة فيها التراويح في شهر رمضان وكان بعض سلاطين الكفار بالهند اذا مر بهذه السوق ينزل بقمبتها ويغنى المغنيات بين يديه وقد فعل ذلك بعض سلاطين المسلمين ايضاً، (ص ۱۲۷)

قلقشدری

المتونی ۸۲۱ھ مطابق ۱۴۱۸ء

ابوالعباس شہاب الدین احمد بن علی قلقشدری آٹھویں صدی ہجری کا مشہور مصنف اور فاضل ادیب ۵۶۱ھ میں مصر کے ایک گاؤں قلقشدرہ میں پیدا ہوئے اور اسی نسبت سے وہ قلقشدری کہلاتا ہے، ۹۱۱ھ میں اسے مصر کے دیوان انشاء کا افسر اعلیٰ مقرر کیا گیا، اس کی کئی مفید اور بلند پایہ تصنیفات ہیں، لیکن ان سب میں اہم اور عربی زبان و ادب میں لازوال شہرت رکھنے والی صبح الاغشی ہے، اس کا موضوع فن انشاء ہے، لیکن اس میں تاریخ و سیر لغت و ادب تفسیر و حدیث اور فقہ و افتاء جیسے علوم و فنون کے علاوہ خلافت اسلامیہ کا تعارف، خلفائے اسلام کے حالات اور مشرق و مغرب کے تمام اسلامی ممالک کے متعلق معلومات بھی ہیں اور ان کا جغرافیہ، ان کی تہذیب و معاشرت اور نظم مملکت کی تفصیل، اور اسلام کی تمدنی ترقیوں کا ذکر بھی ہے، اور انشاء کے اصول و قوانین، مختلف اسلامی ملکوں میں اس کی مختلف کیفیات، دیوان انشاء کا قیام، عربی زبان کی خصوصیات، عہد جاہلیت سے آٹھویں صدی ہجری تک اسلامی ممالک میں اس کی تدریجی نشر و اشاعت وغیرہ پر معلومات آفریں بحث بھی۔ اس اعتبار سے کتاب نہ صرف ادب و انشاء بلکہ مختلف علوم و فنون کا دل آویز مجموعہ اور انسائیکلو پیڈیا ہے۔

اس کتاب کی پانچویں جلد آٹھویں صدی ہجری کے ہندوستان کی حکومت، تہذیب و تمدن اور معاشرت کے علاوہ اس کا مفصل جغرافیہ مختلف شہروں خصوصاً دار السلطنت دہلی اور ہندوستان کی پیداوار، حیوانات، صنعت و حرفت، تجارت و زراعت، سکوں، نرخ اور مسلم سلاطین بالخصوص محمد بن تغلق شاہ کے نظام حکومت اور لوازم شاہی کا سیر حاصل اور جامع تذکرہ ہے، مصنف کے دو ماخذ ہیں، ایک عرب سیاحوں اور جغرافیہ

نویسوں کی کتابیں، دوسرے ہندوستان کے بعض اہل علم شیخ مبارک بن محمود الانباتی (کھنابتی) اور شیخ عبد الرحمن الریان السندی وغیرہ جو ان ممالک تک پہنچے، ان کے بیانات، محمد تعلق نے مصر کے عباسی خلفاء کی بیعت کر لی تھی، اس لئے اس زمانہ میں ہند کے مصر سے نہایت گہرے تعلقات تھے،

یہ کتاب ۱۹۱۳ء تا ۱۹۲۰ء میں دار الکتب المصریہ سے ۱۴ جلدوں میں شائع ہوئی ہے، اور اس سے پہلے یورپ میں بھی شائع ہو چکی ہے۔



صبح الاشی جلد پنجم

چوتھا ملک ہندوستان اور اس کے
مضافات

مسالک الابصار میں ہے کہ یہ دنیا
کی عظیم الشان اور بے نظیر سلطنت ہے
اس کا رقبہ نہایت وسیع اور مال و دولت
اور فوجوں کی کثرت ہے، اس کا بادشاہ
شاہانہ دبدبہ و شکوہ، شہرت و ناموری
میں بہت ممتاز ہے، میں یہاں کے
متعلق نہایت حیرت انگیز خبریں سنتا
اور کتابوں میں پڑھتا تھا، مگر چونکہ یہ
ملک ہم سے بہت دور ہے، اس لئے
اس کی اصل حقیقت نہیں معلوم ہوتی
تھی، مگر جب رادیوں سے اس کی
تحقیقات کی تو اس کو اپنے وہم و گمان اور
تصور و خیال سے کہیں زیادہ پایا، اس
کے متعلق اس قدر ذکر کر دینا کافی ہے
کہ یہاں کے سمندر سے موتی، خشک
زمینوں سے سونا، پہاڑوں سے یاقوت

القطر الرابع مملكة الهند و
مضافاتها

قال فی ”مسالك الابصار“ و
هی مملكة عظيمة الشان لا تقاس
فی الارض بمملكة سواها لا تساع
اقطارها و كثرة اموالها و عساكرها
و ابهة سلطانها فی ركوبه و نزوله و
دست ملكه و فی صيتها و سمعتها
كفاية ثم قال: و لقد كنت اسمع
من الاخبار الطائحة و الكتب
المصنفة ما يملأ العين و السمع و
كنت لا اقف علی حقيقة اخبارها
لبعدها منا و تنائی دیارها عنا ثم
تبعث ذلك من الرواة فوجدت
اکثر مما كنت اسمع و اجل مما
كنت اظن و حسبت ببلاد فی
بحرها الدر و فی برها الذهب و فی
جبالها الياقوت و الالماس و فی
شعابها العود و الکافور و فی مدنھا
اسرة الملوك و من وحوشها

والماس اور گھاٹیوں اور وادیوں سے
عود و کافور دستیاب ہوتے ہیں، شہروں
میں شاہی تخت و تاج ہیں، اس کے
جنگلی جانوروں میں ہاتھی اور گینڈے
ہیں، اور اس کے لوہے میں ہندی
تلواریں ہیں، چیزوں کا نرخ ارزاں
ہے، فوجیں بے شمار اور ملک غیر محدود
ہیں یہاں کے لوگ حکمت و دانائی میں
مشہور اور نفسانی خواہشات پر تمام
قوموں سے زیادہ قابو رکھنے والے اور
اپنی عبادتوں اور تقرب کے کاموں
میں سب سے زیادہ نفس کی قربانی
کرنے والے ہیں۔

محمد بن عبدالرحیم اقلیشی اپنی
کتاب ”تحفة الالباب“ میں اس ملک کا
وصف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں، کہ
یہ ایک بہت بڑا ملک ہے، اس میں
عدل و انصاف کی کثرت، نعمت و
آسائش کے سامانوں کی فراوانی، عمدہ
سیاست و امنی خوشحالی اور ایسا امن و
سکون ہے، جس میں خوف و خطر کا گذر
نہیں، اہل ہند حکمت کی مختلف قسموں،

الفیل و الکراکدن و من حدیدھا
سیوف الهند و اسعارھا رخیصة
وعساکرھا لا تعد و ممالکھا لا
تحد ولاھلھا الحکمة و وفور العقل
وہم املک الامم لشہواتھم
وابذلھم للنفس فیما یظن بہ
الزلفی، (ص ۶۱ و ۶۲)

قال وقد وصف محمد بن عبد
الرحیم الاقلیشی هذه المملكة فی
کتابہ ”تحفة الالباب“ فقال :
املک العظیم والعدل الکثیر
والنعمۃ الجزیلة والسیاسة الحسنۃ
والرضا الدائم والامن الذی لا
خوف معہ فی بلاد الهند و اهل الهند
معہ الناس بانواع الحکمة والطب
والهندسة والصناعات العجیبة ثقیل

طب ، ریاضی ، اور عجیب و غریب
صنعتوں سے واقف ہیں صاحب
مسالك الابصار ہی کا بیان ہے ، کہ یہاں
کے پہاڑوں اور جزیروں میں عود کا فور
اور قسم قسم کے خوشبودار پودے جیسے
لونگ ، سنبل ، دار چینی ، انار ، سلیمہ (۱)
قاتلہ ، کبابہ (۲) جانفل اور طرح
طرح کی جڑی بوٹیاں پیدا ہوتی ہیں ،
یہاں مشک والے ہرن اور بٹے ہوتے
ہیں ، اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ ملک
نہایت وسیع ہے ، اور اس کا رقبہ بہت
دور تک پھیلا ہوا ہے ،

وفی جبالہم وجزائرہم بنیت شجر
العود والكافور وجميع انواع الطيب
كالقرنفل والسنبیل والدارصینی و
القرفة والسليخة والقاتلة والكبابه
والبسباسه وانواع العقاقير وعندهم
غزال المسك وسنور الزباد ، هذه مع
ما هذه المملكة عليه من اتساع
الاقطار وتباعد الارحاء وتنائی
الجوانب ، (ص ۶۲)

مسالك الابصار میں شیخ مبارک بن
محمود انباتی کے حوالہ سے منقول ہے کہ
اس کا عرض سومنات اور لکا کے
درمیان غزنہ تک ، اور طول عدن کے
مقابل واقع ہند گاہ سے سد سکندر اور بحر
ہند کے مخرج تک ہے ، اس کی مسافت
معتدل رفتار سے تین سال کی ہے ، ہر
مسافت اور منزل تحت وتاج والے

فقد حکى فى مسالك الابصار
عن الشيخ مبارك بن محمود
الانباتى ان عرض هذه المملكة ما
بين سومنات و سرندیپ الى غزنة
وطولها من الفرضة المقلابة لعدن
الى سد الاسكندر عند مخرج
البحر الهندى من البحر المحيط
وان مسافة ذلك ثلاث سنين فى

(۱) سلیمہ بان ایک خوشبودار پودا ہے ، اور اس سے تیل بھی نکالا جاتا ہے ، قاتلہ کی تحقیق نہ ہو سکی (ض)

(۲) کبابہ ایک دوا کا نام ہے ، جو چین میں زیادہ ہوتی ہے ۔

شہروں، قصبات، دیہاتوں اور بازاروں سے متصل ہے، اور ان کے درمیان کوئی ویرانہ نہیں ہے، صاحب مسالک الابصار نے شیخ مبارک کو ثقہ، معتبر اور واقف کا رقرار دینے کے باوجود لکھا ہے کہ یہ مقدار مستبعد معلوم ہوتی ہے، اور پورا معمورہ دنیا بھی اس مسافت کے لئے کافی نہیں ہے۔ البتہ اس شخص کے لئے یہ مسافت صحیح ہو سکتی ہے، جس نے اس ملک میں گھر گھر دورہ کیا ہو، (۱)

مثلها بالسير المعتاد كلها متصلة المدن ذوات المنابر والاسرة و الاعمال والقرى والضياح والرساتيق والاسواق لا يفصل بينها خراب بعد ان ذكر عنه انه ثقة ثبت عارف بما يحكيه الا انه استبعد هذا المقدار وقال ان جميع المعمور لا يفي بهذه المسافة اللهم الا ان يريد ان هذه مسافة من يتنقل فيها حتى يحيط بجميعها مكانا مكانا فيحتمل على ما فيه، (ص ۶۲)

صاحب مسالک بیان کرتے ہیں کہ میں نے شیخ مبارک انباتی سے ہندوستان اور اس کے مضافات کا حال پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ پورے ملک میں دریاؤں کا جال جھا ہوا ہے، چھوٹے بڑے تقریباً ایک ہزار دریا ہوں گے، جن میں سے بعض نیل کے برابر ہیں، بعض اس سے چھوٹے

قال صاحب مسالك الابصار وسألت الشيخ مبارك الانباتي عن بر الهند وضواحيه فقال ان به انهارا ممتدة تقارب الف نهر كبار وصغار منها ما يضاهي النيل عظما ومنها ما هو دونه ومنها ما هو مثل بقية الانهار و على صغار الانهار القرى والمدن ، وبه الاشجار الكثيفة والمروج الفيح ، قال

(۱) اس کے بعد مصنف نے سندھ اور وہاں کے مختلف شہروں کے حالات لکھے ہیں، ان کا ماخذ قدیم مصنفین کی کتابیں ہیں اور وہ اس کتاب میں پہلے گزر چکے ہیں، اس لئے انہیں نقل کرنا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔

اور بعض عام دریاؤں کی طرح ہیں ،
چھوٹے دریاؤں کے کنارے گاؤں اور
قصبے آباد ہیں ۔ جہاں گھنے جنگلات اور
وسیع چراگاہیں ہیں ، اس ملک کی آب و ہوا
معتدل ہے ، نہ زیادہ سردی پڑتی ہے ، اور
نہ زیادہ گرمی ، ہر موسم تقریباً فصل بہار
کی طرح ہوتا ہے ، جس میں خوش گوار
ہوائیں اور لطیف باد نسیم کے جھونکے
چلتے ہیں اور چار مہینے مسلسل بارش ہوتی
ہے ، جو ربیع کے آخر اور موسم گرما کے
قریب شروع ہو جاتی ہے۔

سلطنت ہند کے دو پایہ تخت ہیں ،
ان میں سے پہلا پایہ تخت دہلی ہے ، یہ شہر
نہایت کشادہ اور بہت اقلیم میں سے
اقلیم چہارم میں واقع ہے ، قانون میں
اس کا طول بلد ۲۸ درجہ ۵۰ دقیقہ اور
عرض بلد ۳۵ درجہ ۵۰ دقیقہ دیا ہے۔

صاحب تقویم نے لکھا ہے کہ یہ
ایک بڑا شہر ہے ، جو سطح زمین میں واقع
ہے ، یہاں کی مٹی پتھریلی اور ریگستانی ہے ،
اینٹوں کی فصیل ہے ، جو حماہ کی فصیل

وہی بلاد معتدلة لا تتفاوت
حالات فصولها ليست مفرطة في
حر ولا برد بل كان كل اوقاتها
ربيع وتنبها بها الاهوية والنسيم
اللطيف وتتوالى بها الامطار مدة
اربعة اشهر واكثرها في اخريات
الربيع الى ما يليه من الصيف ،
(ص ۶۸)

ثم للمملكة الهند قاعدتان
القاعدة الاولى (مدينة دلي) وهي
مدينة ذات اقليم متسع وموقعها في
الاقليم الرابع من الاقاليم السبعة
قال في "القانون" حيث الطول مائة
وثمان وعشرون درجة وخمسون
دقيقة والعرض خمس و ثلاثون
درجة وخمسون دقيقة ، (ص ۶۸)

قال في "تقويم البلدان" وهي
مدينة كبيرة في مستوى من الارض
وترتبتها مختلطة بالحجر والرمل
وعليها سور من اجر وسورها اكبر من

سے زیادہ بڑی ہے، یہ شہر اگرچہ سمندر سے دور ہے، لیکن اس سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر ایک بڑا دریا (جمنا) بہتا ہے، جو فرات سے چھوٹا ہے، باغ بہت کم ہیں، یہاں انگور نہیں ہوتا ہے، گرمیوں میں بارش ہوتی ہے، یہاں کی جامع مسجد میں ایک مینار (۱) ہے، جو دنیا میں اپنی آپ مثال ہے، یہ سرخ پتھروں سے بنایا گیا ہے، اور اس میں تقریباً ۳۰۰ زینے ہو گئے اس کے ضلع بہت بڑے اور بلند ہیں، نیچے کی سطح نہایت وسیع ہے، مینارہ کی بلندی اسکندریہ کے مینار کے برابر ہے۔

مسالك الابصار میں شیخ برہان الدین ابن خلال بڑی کوئی کے حوالہ سے بیان کیا گیا ہے کہ مینارہ کی بلندی تقریباً ۲۰۰ گز ہوگی۔ اور شیخ مبارک کا قول نقل کیا گیا ہے کہ دلی چند شہروں کا مجموعہ ہے، اور ہر شہر کا ایک جداگانہ نام ہے، دلی بھی ان میں سے ایک ہے، شیخ ابو بکر بن خلال کہتے ہیں کہ اس وقت منجملہ ۲۱ شہروں پر دلی مشتمل ہوگی۔

سور حماة وهى بعيدة من البحر
ويمر على فرسخ منها نهر كبير
دون الفرات وبها بساتين قليلة
وليس بها عنب وتمطر فى الصيف
وبجامعها منارة لم يعلم فى الدنيا
مثلها مبنية من حجر احمر
ودرجها نحو ثلثمائة درجة وهى
كبيرة الاضلاع عظيمة الارتفاع
واسعة الاسفل وارتفاعها يقارب
منارة الاسكندرية، (ص ۶۸)

وذكر فى مسالك الابصار عن
الشيخ برهان الدين بن خلال البزى
الكوفى ان علوها فى نحو ستمائة
ذراع وذكر عن الشيخ مبارك
الانباتى ان دلى مدائن جمعت ولكل
مدينه منها اسم يخصصها ودلى واحدة
منها، قال الشيخ ابو بكر بن خلال
وجملة ما يطلق عليه الآن اسم دلى
احدى وعشرون مدينة، (ص ۶۹)

(۱) اس سے مراد قطب مینار ہے۔

قال الشيخ مبارك : وهي مميلة طولاً وعرضاً يكون دور عمرانها أربعين ميلاً وبنائها بالحجر والآجر وسقوفها بالخشب وأرضها مفروشة بحجر أبيض شبيه بالرخام ولا يبنى بها أكثر من طبقتين وربما اقتصر على طبقة واحدة ولا يفرش دوره بالرخام إلا السلطان قال : وفيها ألف مدرسة ومنها مدرسة واحدة للشافعية وباقيها للحنفية ، وبها نحو سبعين بیمارستاناً و تسمى بها دور الشفا وبها وبلادها من الربط والخوانق نحو الفين وفيها الزيارات العظيمة و الأسواق الممتدة والحمامات الكثيرة وشرب أهلها من ماء المطر تجتمع الأمطار فيها في أحواض وسبعة كل حوض قطره غلوة سهم أو أكثر أما مياه الاستعمال وشرب الدواب فمن آبار قريبة المستقى أطول ما فيها سبعة أذرع ، (ص ۶۹)

شیخ مبارک کا بیان ہے کہ اس کا طول و عرض کئی میل میں ہے ، پوری دلی تقریباً چالیس میل ہوگی عمارتیں پتھر اور اینٹ کی اور چھتیں لکڑی کی ہیں ، صحن میں سنگ مرمر کی طرح کا ایک سفید پتھر بچھا ہوتا ہے ، مکانات دو منزلہ سے زائد نہیں ہوتے ، بلکہ بعض تو ایک ہی منزل کے ہوتے ہیں ۔ مکانات میں سنگ مرمر بچھانے کا حق صرف بادشاہ دلی کو ہے ، یہاں ایک ہزار مدرسے ہیں ، ان میں صرف ایک مدرسہ شوافع کا ہے ، بقیہ تمام حنفیوں کے ہیں ، تقریباً ۷۰ اسپتال ہیں جنہیں دارالشفاء کہا جاتا ہے ، دلی اور اس کے اطراف کے شہروں میں تقریباً ۲ ہزار خانقاہیں اور بڑی بڑی زیارت گاہیں ہیں ، بازار کشادہ اور حمام بچھرت ہیں ، لوگ بارش کا پانی پیتے ہیں جو چوڑے چوڑے حوضوں میں جمع ہوتا ہے ، ہر حوض کا قطر ایک تیر پر تاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے ، دوسرے کاموں اور جانوروں کو پلانے کے لئے قریب کے کنوئیں کا پانی استعمال کیا جاتا ہے ۔

دلی پورے ہندوستان کا دارالسلطنت اور سلطان ہند کی جائے قیام ہے، اس میں بڑے بڑے محل اور مخصوص مکانات ہیں، جن میں سلطان اور اس کی حرم رہتی ہیں، اس کی لونڈیوں کے لئے بھی چھوٹے چھوٹے محل اور خدام شاہی اور اس کے غلاموں کے لئے مکانات ہیں، خواتین اور امراء کو بادشاہ کے ساتھ رہنے کی اجازت نہیں ہے، وہ صرف خدمت کے اوقات میں آتے ہیں پھر اپنے گھروں کو لوٹ جاتے ہیں، شاہی محلات کے تین طرف مشرق، جنوب اور شمال میں ایک سیدھ میں باغات ہیں ان میں سے ہر ایک کا طول گیارہ میل کا ہے، مغربی سمت پہاڑی کی وجہ سے باغ سے خالی ہے، اس پہاڑی کے دوسری سمت میں دوسرے شہر آباد ہیں۔

دوسرا پایہ تخت دیوگیر (دیوگرھ) ہے، دیوگرھ ایک وسیع اور کشادہ شہر ہے، مسالک الابصار میں شیخ مبارک انباتی کے حوالہ سے نقل کیا گیا ہے کہ یہ بہت قدیم شہر ہے، جسے سلطان محمد

وقد صارت دلی قاعدة لجميع الهند (ومستقر السلطان) وبها قصور ومنازل خاصة بسكنه و سكن حريمه و مقاصير جواریه و حظایاه و بیوت خدمه و ممالیکه لا یسكن معه احد من الخانات و لامن الأمراء ولا یکون بها احد منهم الا اذا حضر للخدمة ثم ینصرف کل واحد منهم الی بینه ولها بساتین من جهاتها الثلاث الشرق و الجنوب و الشمال علی استقامة ، کل خط اثنا عشر میلا اما الجهة الغربیة فعاطلة من ذالك لمقاربة جبل لهابة و وراء ذالك مدن و اقالیم متعددة، (ص ۶۹)

القاعدة الثانية (مدینة الدواکیر) و مدینة الدواکیر و هی مدینة ذات اقلیم متسع وقد ذکر فی مسالک الابصار عن الشیخ مبارک الانباتی : انها مدینة

بن تغلق شاہ نے از سر نو تعمیر کیا، اور اس کا نام ”قبة الاسلام“ رکھا، مگر اس کی تکمیل سے پہلے اس کو چھوڑ دیا۔

سلطان محمد بن تغلق نے اس شہر کو مختلف حصوں میں بانٹا تھا، اور ہر طبقہ کے لئے ایک جداگانہ محلہ قائم کیا تھا، مثلاً فوجوں کا ایک مخصوص محلہ تھا، وزراء کا جداگانہ محلہ تھا، منشیوں کی الگ آبادی تھی، قاضیوں اور علماء کا محلہ الگ مشائخ اور فقراء کی بستی الگ تھی اور ہر محلہ کے باشندوں کی ضرورت کی چیزیں مثلاً مساجد، بازار، حمام، چچیاں، چولھے اور مختلف قسم کے کاریگر جیسے سنار، رنگریز اور دباغ وغیرہ اس طور سے بسائے تھے کہ کسی محلہ والے کو خرید و فروخت کے لئے دوسرے محلہ میں نہ جانا پڑے، گویا ہر محلہ اپنی جگہ پر ایک مستقل شہر تھا۔

مسالك الابصار میں قاضی القضاة سراج الدین ہندی سے یہ روایت نقل کی گئی ہے، کہ ہندوستانی بادشاہ کی سلطنت میں ۲۳ صوبے (اقلیمیں) ہیں

قدیمة جددها السلطان محمد بن السلطان محمد بن تغلق شاہ و سماها قبة الاسلام وذكر انه فارقها ولم تتكامل بعد ،

وان السلطان المذكور كان قد قسمها على ان تبني محلات لاهل كل طائفة محلة، الجند في محلة والوزراء في محلة والكتاب في محلة والقضاة والعلماء في محلة والمشايخ والفقراء في محلة وفي كل محلة ما يحتاج اليه من المساجد والاسواق والحمامات والطواحين والاقران ، وارباب الصنائع من كل نوع حتى البصاوغ و الصباغين والدباغين بحيث لا يحتاج اهل محلة الى اخرى في بيع ولا شراء ولا اخذ ولا عطاء، لتكون كل محلة كأنها مدينة منفردة قائمة بذاتها ، (ص ۷۰)

قلت و ذكر في ”مسالك الابصار“ عن قاضی القضاة سراج الدین الہندی : ان فی مملکتہ صاحب الہند ثلاثہ و عشرين اقلیما

جن میں سے بعض کا نام بنام ذکر کیا ہے اور بعض کا پہلے تذکرہ بھی ہو چکا ہے، صوبہ دہلی، صوبہ داوگیر (دیو گڑھ) صوبہ ملتان، صوبہ کمران (کھیران واقع صوبہ سرحد) صوبہ سامان، صوبہ سیوستان (سیستان)، صوبہ وجا، صوبہ ہاسی (ہانسی) صوبہ سرستی، صوبہ معبر (کارومنڈل)، صوبہ تلنگ (تلنگ) صوبہ گجرات، صوبہ بدلون (۱) صوبہ اودھ، صوبہ قنوج، صوبہ لنکوٹی (پنگال)، صوبہ بہار، صوبہ کڑہ (کڑالینی دوآبہ الہ آباد) صوبہ مالوہ، صوبہ لاہور (یعنی پنجاب) صوبہ کلاپور، صوبہ جاجنگر (موگیر وغیرہ) صوبہ تلنگ، صوبہ دوار، سمندر (جہاں اب میسور کی ریاست ہے)۔

ان تمام صوبوں میں ایک ہزار دو سو شہر ہیں۔ اور ان شہروں کے ماتحت بڑے چھوٹے متعدد قصبات اور گاؤں ہیں، جن کے اعداد و شمار نامعلوم ہیں۔

عد منها بعض ماتقدم ذكره وهى اقليم دهنى و اقليم الدواكير و اقليم الملتان، و اقليم كهران و اقليم سامانا و اقليم سيوستان و اقليم وجا و اقليم هاسى و اقليم سرستى و اقليم المعبر و اقليم تلنگ و اقليم كحرات و اقليم بدلون و اقليم عوض، و اقليم القنوج، و اقليم لنكوٲى، و اقليم بهار، و اقليم كره و اقليم ملاوه و اقليم لهور و اقليم كلافور، و اقليم جاجنكر و اقليم تنج و اقليم دور سمند، (ص ۷۷)

ثم قال وهذه الاقاليم تشتمل على الف مدينة ومائتى مدينة كلها مدن ذوات نيايات كبار وصغار، ويجمعها الاعمال والقرى العامرة الآهلة، وقال انه لا يعرف عدد قراها (ص ۷۷)

(۱) غالباً اس سے بدایوں مراد ہوگا۔

وحكى عن الشيخ مبارك
الانباتى : ان على لکنوتى مائى
الف مرکب صغار خفاف للسیر ،
اذا رمى الرامى فى احد اها سهما
وقع فى وسطها لسرعة جریا نها ،
ومن المراكب الکبار ما فيه
الطواحين والافران والاسواق وربما
لم يعرف بعض رکابه بعضا الا بعد
مدة لا تساعه وعظمه الى غير ذالك
مما العهدة فيه عليه ، (ص ۷۸)

واعلم ان ببحرالهند جزائر
عظيمة معدودة فى اعماله یکون
بعضها مملکة منفردة ، (ص ۷۸)

فى حیوانها

قد ذکر فى مسالك الابصار عن
الشيخ مبارك الانباتى ان بها الخیل
على نوعین عراب وبراذین واکثرها
ما لا یحمد فعله ، قال . ولذلك
تجلب الخیل الى الهند من جمیع ما جاوه من بلاد الترتک

شیخ مبارک انباتی سے روایت ہے
کہ لکنوتی کے ماتحت ۲ لاکھ چھوٹے
چھوٹے جہاز ہیں ، جب کوئی نیزہ باز کسی
جہاز میں تیر پھینکتا ہے تو جہاز کی سرعت
رفتار کی وجہ سے اس کے وسط ہی میں رہ
جاتا ہے ، بڑے بڑے جہازوں میں آن
پینے والی چچیاں ، چولھے ، اور ضروریات
کی چیزوں کے چھوٹے چھوٹے بازار ہوتے
ہیں ، اور مسافروں میں اکثر ایک
مدت کے بعد باہم تعارف ہوتا ہے ، اس
لئے کہ جہاز بہت بڑا اور وسیع ہوتا ہے۔

بحر ہند میں بعض بڑے اور لائق ذکر
جزیرے ہیں ، جن میں سے بعض خود
مختار سلطنت کی حیثیت رکھتے ہیں (۱)۔

ہندوستان کے حیوانات

مسالك الابصار میں شیخ مبارک کے
حوالہ سے نقل کیا گیا ہے کہ ہندوستان
میں دو طرح کے گھوڑے ہوتے ہیں ،
عراب (عربی) براذین (معمولی قسم کے
گھوڑے) لیکن اس قسم کے اکثر گھوڑے

(۱) مصنف نے اس کے بعد سرندیپ ، زنج ، لامری ، کلہ ، مراچ ، اندرالی ، جاوہ ، ضعف قمار ، اور
رامی کے جزیروں کا ذکر کیا ہے ، جنہیں اس لئے چھوڑ دیا گیا کہ ان میں سے بعض اب ہندوستان میں
شامل نہیں ہیں اور بعض کا جو ہندوستان میں شامل ہیں ، ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے۔

اچھے نہیں ہوتے، اسی لئے اچھے گھوڑے ہمسایہ ملکوں ترکستان، بحرین، یمن اور عراق سے منگائے جاتے ہیں، ہندوستان میں جو عربی گھوڑے پائے جاتے ہیں ان کی قیمت بہت گراں ہوتی ہے، لیکن وہ بہت کم ہوتے ہیں، اور جب وہ ہندوستان میں زیادہ دن رہ جاتے ہیں تو خراب ہو جاتے ہیں، خچر اور گدھے بھی ہوتے ہیں، مگر ان کی سواری معیوب سمجھی جاتی ہے، فقہاء اور اہل علم خچر کی سواری کو ناپسند کرتے ہیں، گدھے کی سواری تو بڑی ذلت آمیز اور باعث ننگ سمجھی جاتی ہے، اور معززین اور خواص بار برداری کا کام دیسی گھوڑوں اور بیلوں وغیرہ سے لیتے ہیں، بیل وہاں بہت ہوتے ہیں، اونٹ کم ہیں، اور صرف سلاطین اور ان کے درباریوں، خواتین، امراء وزراء، اور اکابر سلطنت کے یہاں ہوتے ہیں، البتہ چوپایہ اور چرنے والے جانور بھینس، گائے، بکری، اور بھیر وغیرہ اس قدر ہیں کہ شمار نہیں کیا جاسکتا، پالتو

وتقاد له العرب من البحرين وبلاد اليمن و العراق وان كان في داخل الهند خيل عرب يتغالي في اثمانها ولكنها قليلة قال ومتى طال مكث الخيل بالهند انحلت ، وعندهم البغال و الحمير ولكنها مذمومة الركوب عندهم حتى لا يستحسن فقيه ولا ذو علم ركوب بغلة ، اما الحمار فان ركوبه عندهم مذلة و عار عظيم و خاصتهم تحمل اثقالهم على الخيل و عامتهم تحمل على البقر من فوق الانف (۱) وهي عندهم كثيرة وبها الجمال قليلة لا تكون الا للسلطان و اتباعه من الخانات والامراء والوزراء و اکابر الدولة وبها من المواشي السائمة ما لا يحصى من الجواميس والابقار و الاغنام والمعز ، وبها من دواجن الطير الدجاج والحمام و الاوز و هو اقل انواعه وان الدجاج عندهم في قدر خلق الاوز وبها من الوحوش الفيل و الكركدن وقد تقدم

(۱) لعلہ مصحف عن الکنف

پرندوں میں مرغیاں کبوتر اور کچھ بھس بھی ہوتے ہیں، مرغیاں یہاں بھس کے برابر ہوتی ہیں، وحشی جانوروں میں ہاتھی اور گینڈے ہیں، ان کا اور ایسے وحشی جانوروں کا ذکر جن کا شمار نہیں ہو سکتا، مقالہ اولیٰ میں گذر چکا ہے۔

غلوں پھلوں پھولوں اور ترکاریوں وغیرہ

کا ذکر

شیخ مبارک انباتی کا بیان ہے کہ غلوں میں یہاں چاول ۲۱ قسم کے ہوتے ہیں، اور دوسرے غلے، گیہوں، جو، چنا، مسور، ماش (ارد) لوبیا (مٹر) اور تل وغیرہ پیدا ہوتے ہیں، اور فول (باقلد) یہاں نہیں ہوتا، اس کے نہ ہونے کی وجہ مسالک الابصار میں یہ بتائی گئی ہے کہ ہندوستانی استحاب حکمت و دانش ہیں، اور فول عقل کے جوہر کو فاسد کر دیتا ہے، اس لئے صابیوں کے یہاں اس کا کھانا حرام ہے، میوہ جات اور پھلوں میں انجیر اور انگور کم ہوتا ہے، انار بہت ہوتا ہے، میٹھے، کڑوے، اور کھٹے پھل، کیلا، شفتالو، توت جسے فرصاد کہا جاتا ہے، اور دوسرے اقسام کے پھل بھی

ذکرهما فی الکلام علی الوحوش
فیما یتحتاج الکاتب الی وصفه من
الحيوان فی المقالة الاولى فی غیر
ذالك من الوحوش التی لا
تعد، (ص ۸۱ و ۸۲)

فی حبوبها و فواکھها و
ریاحینھا و خضر او تھھا و غیر ذالك
اما الحبوب فقد ذکر عن
الشیخ مبارک الانباتی ان بہا
الارز علی احد وعشرین نوعا وبھا
من سائر الحبوب الحنطة والشعیر
الحمص والعدس والماش واللوبیا
والسمسم، اما الفول فلا یوجد
عندھم قال فی مسالک الابصار و
لعل عدمه من حیث انھم قوم حکماء
والقول عندھم مما یفسد جوھر العقل
ولذالك حرمت الصابئة واما الفواکہ
ففیہ التین و العنب علی قلة والرمان
الکثیر، من الحلو والمر والحامض الی
غیر ذالك من الفواکہ کالموز و
الخوخ والتوت المسمى بالفرصاد وبھا
فواکہ اخرى لا یعهد مثلھا بمصر
والشام کالنباء وغیرھا والسفرجل

ہوتے ہیں جو مصر و شام میں نظر نہیں آتے مثلاً آم وغیرہ امرود کم اور ناشپاتی اور سیب بہت ہی کم ہوتے ہیں، یہ پھل بابر سے لائے جاتے ہیں، یہاں کے اچھے پھلوں میں رانج یعنی (ناریل) ہوتا ہے جسے عوام ہندوستان کا اخروت کہتے ہیں، یہاں پر زرد خربوزے، کھیرا، گنتری ترش پھلوں میں برا (گلگل) اور چھوٹا لیموں، لیم، سنگترہ، نارنگی، اور اہلی بونتی ہے، جسے ہندوستانی کھجور کہتے ہیں، اکثر دیہاتوں میں ہوتی ہے،

گنے پورے ملک میں بھرت ہوتے ہیں اس کی ایک قسم سیاہ اور سخت ہوتی ہے، یہ رس نکالنے کے لئے تو نہیں، لیکن چوسنے کے لئے سب سے بہتر ہوتی ہے، اس قسم کا گنا دوسری جگہوں پر نہیں پایا جاتا، بقیہ قسموں سے بھرت شکر تیار کی جاتی ہے، جو جمتی نہیں، بلکہ سفید آٹے کی طرح ہو جاتی ہے، ترکاریوں میں شلغم، گاجر، کدو، پیگن، ہلیون (۱) مار گیہ، زنجبیل (سونٹھ) چقدر، پیاز، لہسن، سونف، صغیر،

علی قلة والکمشری والتفاح وھما اقل من القلیل ولکنھما و السفرجل تجلب الیہ وبھا من الفواکھة المستحسنة الرانج وھو المسمى عندهم بالنارجیل والعامۃ تسمیہ جور الھند وبہ البطیخ الاخضر والاصفر والخیار والقثاء والعجور ، وبہ من المحمضات الاترج الليمون والليم والنارنج ، اما الحمیر ، وھو التمر الھندی فکثیر بیادیتھا، (ص ۸۳)

واما الخضراوات فقصب السكر ببلادھا کثیر للغاية ، ومنہ نوع اسود صلب المعجم وھو اجودہ لامتنعاص لا للاعتصار ، ولا یوجد فی غیرھا ویعمل من بقیۃ انواعہ السكر الکثیر من النبات و غیرہ ولکنہ لا یحمد بل یکون کا السمیمذ الأبیض وعندهم من الخضراوات اللفت والجزر و القرع والبازنجان والھلیون والزنجبیل والسلق والبصل والفوم

(۱) یہ ایک قسم کی گھاس ہے جس کے متعلق مشہور ہے کہ اگر گھر میں رکھ دی جائے تو سانپ نہیں آتے۔

(پودینہ) وغیرہ، پھولوں اور خوشبودار پودوں میں گلاب، نیلوفر (کنول)، ہنشنہ، بان (۱) خلاف (ہید) عھمر (۲) نرگس، فاغیہ (مند کی کا پھول) جسے تاجر حنا بھی کہا جاتا ہے، ہوتا ہے، ان کے یہاں شہد بہت زیادہ ہوتا ہے تل کا تیل بھی ہوتا ہے، جس سے چراغ جلاتے ہیں، روغن زیتون کی برآمد ہوتی ہے، مومی شمع صرف سلاطین کے ایوانوں میں جلائی جاتی ہے، ہر شخص کو اس کے جلانے کی اجازت نہیں، مٹھائیوں کی ۶۵ قسمیں ہیں، کھانے پینے کی چیزوں کی تو اتنی قسمیں ہیں جو دوسری جگہوں میں نہیں پائی جاتیں، اہل حرفہ میں تلواریں، نیزے، بھالے، زرہیں، اور مختلف اقسام کے ہتھیار بنانے والے سنار، زرکش، اور دوسرے اہل حرفہ وصنعت ہوتے ہیں سلطان کیلئے دلی میں بوٹے دار اور منقش کپڑوں کے بنانے کا ایک کارخانہ ہے، جس میں چار ہزار ریشم بنانے والے کاریگر کام

وهو الثوم والشمار والصعتر
واما الرياحين فبها الورد والنيلوفر
والبنفسج والبان والخلاف والعبهر
والنرجس والفاغية وهي التامر حناء
واما غير ذلك فعندهم العسل اكثر
من الكثير والشيرج ومنه وقودهم،
والزيت ياتيهم مجلوبا اما الشمع
فلا يوجد الا في دور السلطان ولا
يسمح فيه لأحد والحلوى على
خمسة وستين نوعا والفقاع
والاشربة والاطعمة على ما لا يكاد
يوجد في غير ما هنالك وبه من
ارباب الصنائع صناع السيوف
والقسي والرماح والزررد، وسائر
انواع السلاح والصواغ والزراركة
وغيرهم من سائر ارباب الصنائع
وللسلطان بدلي دار طراز فيها اربعة
آلاف قزاز تعمل الاقمشة المنوعة
للخلع والكساوى والاطلاقات مع
ما يحمل له من قماش الصين و
العراق والاسكندرية، (ص ۸۳)

(۱) یہ ایک خوشبودار درخت ہے، جس کے بیج سے تیل نکالا جاتا ہے،

(۲) یہ یا تو نرگس کی ایک قسم ہے، یا یاسمین کی۔

کرتے ہیں، جو شاہی لباس اور خلعتوں کیلئے مختلف قسم کے بوٹے دار کپڑے تیار کرتے ہیں، اس کے علاوہ چین عراق اور اسکندریہ سے بھی اس قسم کے کپڑے آتے ہیں۔

نقود اور سکے

سکوں کے متعلق شیخ مبارک انباتی کا بیان ہے کہ یہاں چار قسم کے درہم رائج ہیں پہلا ہشتکانی، جس کا وزن مصر کے نقری درہم کے برابر ہے، یہ دونوں قریب قریب یکساں ہیں، ایک درہم ہشتکانی میں ۸ جتیل ہوتے ہیں، اور ایک جتیل (مساوی ایک آنہ) میں ۴ پیسے ہوتے ہیں اسی طرح درہم ہشتکانی میں ۳۲ پیسے ہوتے ہیں، دوسری قسم کا سکہ درہم سلطانی ہے، اسے دوگانہ بھی کہتے ہیں، یہ مصری درہم کا چوتھائی ہوتا ہے، اور اس میں دو جتیل ہوتے ہیں اس لئے نصف درہم سلطانی کو ایک جتیل کہتے ہیں، درہموں کی تیسری قسم ششکانی کہلاتی ہے، یہ ہشتکانی درہم کے آدھے

فی المعاملات

اما نقودہم فقد ذکر الشیخ مبارک الانباتی ان لهم اربع دراهم يتعامون بها احدها الهشتکانی ، وهو وزن الدرهم النقرة بمعامة مصر. وجوازه جوازه لا یکاد يتفاوت مابینہما ، والدرهم الهشتکانی المذكور عنه ثمان جتيلات ، کل جتیل اربعة افلس فيكون عنه اثنين وثلاثین فلسا ، الثانی الدرهم السلطانی ویسمى وکانی وهو ربع درهم من الدراهم المصریة وکل درهم من السلطانیة عنه جتیلان ، ولهذا الدرهم السلطانی نصف یسمى جتیل واحد ، الثالث الششکانی وهو نصف وربع درهم هشتکانی ویكون تقدیره بالدرهم السلطانیة ثلاثة دراهم الرابع۔

اور چوتھائی اور درہم ساطانی سے ۳ درہم کے برابر ہے، چوتھی قسم کو دراز دہگانی کہتے ہیں، یہ بھی ہشتگانی کا آٹھواں اور چوتھائی ہوتا ہے، یعنی ہشتگانی کے برابر ہوتا ہے، آٹھ ہشتگانی درہم مل کر ایک نیکہ (مساوی ایک روپیہ) ہوتا ہے۔

سونے کے سکوں کا حساب یہاں مثقال سے ہوتا ہے، اور ۳ مثقال کو ایک نیکہ کہتے ہیں، سونے کے نیکہ کو ٹھک سرخ اور چاندی کے نیکہ کو نیکہ (۱) سپید کہتے ہیں، اور سونے یا چاندی کے سو ہزار ٹھکے ایک لک (لاکھ) کے کہلاتے ہیں، سونے کے سکہ کے لاکھ کو لک سرخ اور چاندی کے سکہ کے لاکھ کو لک سپید کہتے ہیں۔

ان لوگوں کا رطل ستر (ستر) کہلاتا ہے، اس کا وزن ۷۰ مثقال کے برابر ہے، اس طرح اس کا وزن مصری درہم سے ایک سو ۲ درہم کے برابر ہے، ۴۰ ستر (سیر) کا ایک من ہوتا ہے ہندوستان کی تمام اشیاء وزن اور تول سے فروخت ہوتی ہیں، ناپ کا طریقہ ان کے یہاں رائج نہیں۔

الدرہم الدر از دھگانی، وجوازہ بنصف وربع درہم ہشتگانی ایضاً فیکون بسقدار الششتگان فی ثمانیۃ دراہم ہشتگانیۃ تسمی تنکۃ، (ص ۸۴)

اما الذہب عندهم فیالمثقال، وکل ثلاثة مثاقیل تسمی تنکۃ، ویعبر عن تنکۃ الذہب بالثنکۃ الحمراء وعن تنکۃ الفضة بالثنکۃ البیضاء وکل مائة الف تنکۃ من الذہب او الفضة تسمی لکاً، الا انه یعبر عن لک الذہب بالذک الاحمر وعن لک الفضة بالذک الابيض، (ص ۸۴، ۸۵)

واما رطلهم فیسمی عندهم ستر، وزنتہ سبعون مثقالاً، فتكون زنتہ بالدرہم المصریۃ مائة درہم ودرہمین وثلاثی درہم وکل اربعین ستر من واحد وجميع مبیعاتہم بالوزن اما الکیل فلا یعرف عندهم، (ص ۸۵)

(۱) ڈھائی روپیہ کے برابر ہوتا ہے۔

فی الاسعار

نرخ اور قیمتیں

قد ذکر فی "مسالك الابصار"
اسعارالهند فی زمانہ نقلًا عن
قاضی القضاة سراج الدین الہندی
وغیرہ فقال ان الجارية الخدامة لا
تتعدی قیمتہا بمدينة دہلی ثمان
تنكات واللواتی يصلحن للخدمة و
الفراش خمس عشرة تنكة ، وفي
غير دہلی ارخص من ذالك حتي
قال القاضی سراج الدین : انه
اشتری عبداً مراحقاً نقاعاً باربعة
دراهم ثم قال ومع هذا الرخص ان
من الجوارى الہندیات من تبلغ
قیمتہا عشرين الف تنكة واكثر
لحسنہن ولطفہن، (ص ۸۵)

ونقل عن الشيخ مبارك الانباتی
(وكان فیما قبل الثلاثین و
السبعمئة) فقال ان اوساط الاسعار
حينئذ ان تكون الحنطة كل من
بدرهم ونصف هشتکائی، والشعیر
كل من بدرهم واحد هشتکائی، و
الارز كل من بدرهم ونصف وربع
هشتکائی، الا انواعاً معروفة من

مسالك الابصار میں پٹنی سراج الدین
وغیرہ کے حوالہ سے اس زمانہ میں
اشیاء کی قیمتیں نقل کی گئی ہیں، قاضی
سراج کا بیان ہے کہ کام کاج کرنے
والی لونڈی کی قیمت شردہلی میں ۸ تنکے
سے زیادہ نہیں، اور جو لونڈیاں خدمت
گذاری اور ہم بستری دونوں کے کام
آتی ہیں، ان کی قیمت ۱۵ تنکے ہے،
اور دہلی سے باہر اس سے بھی سستی
ہیں، قاضی کہتے ہیں کہ میں نے خود
ایک قریب البلوغ غلام ۴ درہم میں
خریدا تھا مگر اس ارزانی کے باوجود بعض
حسین و جمیل لونڈیوں کی قیمت بیس
ہزار تنکے یا اس سے زیادہ ہوتی ہے،

شیخ مبارک انباتی کے حوالہ سے
۱۳۵۷ھ سے پہلے کا نرخ نقل کیا گیا
ہے، ان کا بیان ہے کہ اس وقت
قیمتوں کا اوسط یہ تھا کہ گندہوں فی من
ڈیڑھ درہم ہشتکائی میں، جو ایک من
ایک درہم ہشتکائی (دو آنے) میں، چاول
ایک من پونے دو درہم ہشتکائی (۱۰۳/۱)
میں، لیکن عمدہ قسم کے چاول اس سے

گراں ملتے ہیں، دو من چنانیک درہم ہشتکائی (۲) میں، گائے اور بکری کا گوشت ۱۲ سیر فی درہم سلطانی (۱۰۱) بط ایک عدد دو ہشتکائی درہم (۴) میں، مرغیاں ایک درہم ہشتکائی یعنی ۱۲ میں، شکر ۵ سیر ایک درہم ہشتکائی میں عمدہ اور فربہ قسم کی بکری ایک ٹکھہ (ع) (۸ ہشتکائی درہم) میں، عمدہ اور فربہ گائے دو ٹکھہ (۱۶) (۱۶ ہشتکائی درہم) میں، اور اس سے بھی کم میں، اور یہی بھینس کی بھی قیمت ہے۔

الارز فانها اغلی من ذالك ، و الحمص کل منین بدرہم ہشتکائی و لحم البقر والمعز کل اربعة استار بدرہم سلطانی ، والاوز کل طائر بدرہمین ہشتکائی ، والدجاج کل اربعة اطیار بدرہم ہشتکائی والسکر کل خمسة استار بدرہم ہشتکائی ، والراس الغنم الجيدة السمينة بتنكة (وہی ثمانہ درہم ہشتکائی) والبقرة الجيدة بتنكتين (وہما ستہ عشر درہما ہشتکائی) وربما كانت باقل ، و الجاموس كذلك ، (ص ۸۵ و ۸۶)

کبوتر، گوریا اور دوسرے پرندے انتہائی ارزاں اور سستے ہیں، شکاری جانور اور چڑیاں بھی بخرت اور سستے داموں میں ملتی ہیں، یہاں کے لوگ زیادہ تر گائے بھیر اور بکریوں کا گوشت کھاتے ہیں، مینڈھے بھی ملتے ہیں، مگر لوگ گایوں اور بکریوں کے گوشت کے عادی ہیں، صاحب مسالک الابصار نے خجندی کا ایک بیان نقل کیا ہے کہ میں اور میرے تین ساتھیوں نے دلی

اما الحمام و العصفور و انواع الطیر فباقل ثمن و انواع الصيد من الوحش و الطیر كثيرة و اکثر ما کلہم لحم البقر و المعز مع كثرة الضأن عندهم الا انہم اعتادوا اكل ذلک، و قد حکى فی مسالک الابصار عن الخجندی انه قال: اكلت انا و ثلاثة نفر رفاق فی بعض بلاد دلی لحما بقریا و خبزا و سمنا حتی شبعنا بجتیل: و هو اربعة

افلس کما تقدم، (ص ۸۶)

میں ایک جتیل میں گائے کا گوشت، روٹی اور گھی شکم سیر ہو کر کھایا، جتیل جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے، ۴ پیسے کا ہوتا ہے،

ہندوستانی سلاطین ہند کی ایک معتدبہ تعداد ہندوؤں کی ہے، جن کے نام عجی ہیں، اور ہم ان کا ذکر نہیں کریں گے، سلاطین اسلام میں سب سے پہلے بنو سبکتگین یعنی غزنی سلاطین نے جن کا خوارزم اور قباچ کے سلسلہ میں ذکر ہو چکا ہے، ہندوستان میں بڑی فتوحات حاصل کیں، یمن الدولہ محمود بن سبکتگین نے ۳۹۶ھ میں شر بھاطیہ فتح کیا، یہ ملتان کی پشت پر ایک مستحکم شہر ہے جس کی شر پناہیں بہت اونچی ہیں، اور راجہ بیدا کی طرف چلا، بیدا محمود کا رخ دیکھ کر مشہور شہر کالیجار بھاگ گیا، محمود نے اس کا محاصرہ کیا، پھر مال لے کر صلح کر لی، اور راجہ کو خلعت پہنائی، راجہ نے پٹکا باندھنے سے معذوری ظاہر کی مگر محمود نے یہ عذر نہیں سنا اور زبردستی پٹکا باندھا، پھر ابراہیم بن مسعود نے چند قلعے ۳۵۱ھ میں فتح کئے۔

فی ذکر ملوک الهند جماعة منهم ملوک الکفر اسمائهم اعجمية لاحاجة الی ذکرهم فاضربنا عنهم، واما فی الاسلام فاول من اخذ فی فتح ملوک الهند بنو سبکتکین ملوک غزنة المتقدم ذکرهم فی مملكة خوارزم و القباچ و ما مع ذلك ففتح یمن الدولة (محمود بن سبکتکین) منه مدینة بھاطیة و هی مدینة حصينة عالیة السور وراء الملتان فی سنة ست و تسعين و ثلثمائة و سار الی بیدا ملک الهند فھرب منه الی مدینتہ المعروفة بکالیجار فحاصره فیھا حتی صالحه علی مال فاخذ المال و البسه خلعتہ و استعفی من شد وسطہ بالمنطقہ فلم یعفه من ذلك فشدھا علی کرہ ثم فتح ابراہیم بن مسعود منهم حصونا فی سنة احدى و خمسين و اربعمائة، (ص ۸۸)

ثم كانت دولة الغورية بغزنة ايضا
 ففتح شهاب الدين ابو المظفر (محمد
 بن سام) ابن الحسين الغوري منه
 مدينة لاهور في سنة سبع واربعين
 وخمسائة واتبعها بفتح الكثير من
 بلادهم وبلغ من النكاية في ملوكهم ما
 لم يبلغه احد من ملوك الاسلام قبله
 وتمكن من بلاد الهند واقطع مملوكه
 قطب الدين ابيك مدينة دهلي التي هي
 قاعدة الهند وبعث ابيك المذكور
 عساكره فملك من الهند اماكن ما
 دخلها مسلم قبله حتى قاربت جهة
 الصين ثم فتح (شهاب الدين معجمد)
 المذكور ايضا بعد ذلك نهرواله في
 سنة سبع وتسعين وخمسائة وتوالت
 ملوك المسلمين وفتوحاتهم في الهند
 الى ان كان (محمد بن تغلق شاه) في
 زمن الملك الناصر محمد بن قلاوون
 صاحب الدينار المصرية فقوى سلطانه
 بالهند وكثرت عساكره و اخذ في
 الفتوح حتى فتح معظم الهند ،

(ص ۸۹)

جب غزنہ میں غوری سلطنت قائم
 ہو گئی تو شہاب الدین ابو المظفر محمد بن
 سام ابن حسین غوری نے شہر لاہور
 (۱) ۵۴۵ھ میں فتح کیا، اور اس کے
 بعد مسلسل اس نے بہت سے شہر فتح
 کئے، اور عام مسلمان بادشاہوں کے
 برخلاف بڑے تشدد کا مظاہرہ کیا، اور
 ہندوستان میں اقتدار حاصل کرنے کے
 بعد غلام قطب الدین ایک کو پایہ تخت
 دہلی عطا کیا، قطب الدین ایک نے
 مختلف سمتوں میں فوج کشی کی، جنہوں نے
 ایسی ایسی جگہوں پر قبضہ کیا جہاں پہلے
 کوئی مسلمان نہیں گیا تھا یہاں تک کہ
 چین کے قریب پہنچ گئیں، اس کے
 بعد شہاب الدین غوری نے ۵۹۷ھ
 میں نہروالہ فتح کیا، اس کے بعد مسلمان
 سلاطین مسلسل ہندوستان آتے رہے،
 اور ان کی فتوحات بڑھتی رہیں یہاں تک
 کہ جب محمد بن تغلق شاہ جو مصر کے
 بادشاہ محمد بن قلاوون کا ہم عصر تھا،
 بادشاہ ہوا تو ہندوستان میں اس کا اقتدار
 بہت قوی ہو گیا، اور اس کی فوجی قوت
 بہت بڑھ گئی، اور اس نے تقریباً
 ہندوستان کے اکثر حصوں کو فتح کر لیا۔

(۱) علامہ ابن اثیر اور دوسرے مورخین نے ۵۹۷ھ لکھا ہے جو صحیح ہے، (ض)

مسالك الابصار میں شیخ مبارک انباتی
 کامیان نقل کیا گیا ہے کہ سب سے پہلے
 محمد بن تغلق شاہ نے تلنگانہ کی مملکت فتح
 کی، یہ بڑا وسیع ملک ہے، اس کے گاؤں
 کی تعداد ۹ لاکھ ۹ سو ہے، پھر جاجپر فتح
 کیا، اس میں ۷۰ بڑے شہر ہیں جو سب
 سمندر کے کنارے آباد ہیں، اس کے
 محاصل جو اہرات، ریشمی کپڑے، عطر اور
 دوسری خوشبوئیں ہیں، پھر لنکوٹی فتح
 کیا، جو بادشاہوں کا پایہ تخت ہے، پھر
 دواکیر (دیوگرھ) جسے دگیر بھی کہتے ہیں
 فتح کیا، اس میں ۸۴ بڑے قلعے ہیں شیخ
 برہان الدین ابو بکر بن خلیل بڑی کامیاب
 ہے کہ یہاں ایک کروڑ ۲ لاکھ گاؤں ہیں
 پھر دور سمند کا علاقہ فتح کیا، جہاں سلطان
 بلال الدبو اور پانچ ہندو راجہ تھے، پھر معبر
 کا علاقہ فتح کیا، یہ بہت بڑا صوبہ ہے، ۹۰
 شہروں میں بندرگاہیں ہیں، اس کی پیداوار
 اور خوشبوئیاں، لانس مختلف قسم کے
 کپڑے اور عجیب و غریب عمدہ عمدہ چیزیں
 ہیں، بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی فتوحات
 میں اس قدر مال و اسباب ملا تھا کہ سننے
 والوں کو اس کا یقین نہ آئے گا۔

قال فی مسالك الابصار قال
 الشيخ مبارك الانباتي : واول ما فتح
 منه مملكة تلنك وهي واسعة البلاد ،
 كثيرة القرى عدة قراها تسعمائة
 الف قرية . وتسعمائة قرية ثم فتح بلاد
 جاجنكر ، وبها سبعون مدينة جليلة
 كلها على البحر ، دخلها من الجوهر
 والقماش المنوع والطيب والافاويه ،
 ثم فتح بلاد لنكوتى وهي كرسى
 تسعة ملوك ثم فتح بلاد دواكير ،
 ويقال لها دكير ، ولها اربع وثمانون
 قلعة جليلات المقدار ونقل عن
 الشيخ برهان الدين ابى بكر بن
 الخليل البزى : ان بها الف الف قرية
 ومائتى الف قرية ثم فتح بلاد دور
 سمند وكان بها السلطان بلال الدبو
 وخمسة ملوك كفار ثم فتح بلاد
 المعبر ، وهو اقليم جليل له تسعون
 مدينة بنادر على البحر ، يجبى من
 داخلها الطيب والانس والقماش
 المنوع ولطائف الآفاق وذكر انه
 حصل له من الاموال بسبب الفتوح
 التى فتحها ما لا يكاد السامع

شیخ برہان الدین کی روایت ہے کہ اس نے علاقہ دواکیر کی سرحد پر ایک راجہ کا محاصرہ کیا، راجہ نے اس شرط پر اس سے محاصرہ ختم کرنے کی درخواست کی کہ وہ جتنے جانوروں پر چاہے گا اتنے جانوروں پر مال لاد کر اس کے پاس بھیج دیا جائے گا، محمد بن تغلق نے اس سے اس کے مال و دولت کی مقدار دریافت کی، اس نے جواب دیا کہ مجھ سے پہلے سات راجہ گذرے ہیں، ان میں سے ہر ایک نے ستر ۷۰ ہزار بڑے حوضوں میں مال جمع کیا ہے، یہ سن کر محمد بن تغلق نے اس کی درخواست منظور کر لی، اور ان حوضوں پر اپنے نام کی مہر لگا کر انہیں اسی حال میں چھوڑ دیا، اور حکومت بادشاہ کے نام برقرار رکھی، مگر خود بادشاہ کو اپنے پاس رہنے کا حکم دیا، اور سلطنت میں اس کا ایک نائب مقرر کرادیا۔

بحرین کے ایک عرب علی بن منصور عقیلی کا بیان ہے کہ ان کو تواتر سے معلوم ہوا ہے کہ اس بادشاہ نے ایک شہر فتح کیا جس میں ایک بحیرہ تھا، اس کے پچ میں ایک گھر تھا، جس کی یہ لوگ

یصلوہ فحکی عن الشیخ برہان الدین ابی بکر الخلال المقدم ذکرہ : انه حاصر ملکاً علی حد بلاد الدواکیر فسأله ان یکف عنه علی ان یرسل الیہ من الدواب ما یختار لیحملہ لہ ما لا، فسأله عن قدر ما عنه من المال فاجابه فقال : انه کان قبلی سبعة ملوک جمع کل واحد سبعین الف صھریج متعة من المال فاجابه الی ذالک وختم علی تلک الصھاریج بسمہ وترکھا بحالھا، وافر الملک باسم ذالک الملک وامر باقامتہ عنده، وجعل لہ نائباً بتلک المملکة، (ص ۹۰)

وحکی عن علی بن منصور العقیلی من عرب البحرین انه تواتر عندهم من الاخبار ان هذا السلطان فتح مدینة بها بحیرة ماء فی وسطها بیت بر معظم عندهم

يقصدونه بالنذر وكلما اتى له بنذر
سوفى تلك البحيرة فصرف الماء عنها
واخذ ما كان بها من الذهب فكان
وسق مائتي فيل وآلاف من البقر
الى غير ذلك مما يكاد العقل ان
ينكره ولذلك حصل عنده من
الاموال ما لا ياخذ الحصر و
اتسعت اموال عساكره حتى
جاوزت الوصف حتى حكى
الشيخ تاج الدين بن ابى المجاهد
السمرقندى انه غضب على بعض
خاناته لشربه الخمر فامسكه و
اخذ ما له ، فكان جملة ما وجد له
من الذهب الف الف مثقال وسبعة
وثلاثين الف مثقال ومقدار ذلك
ثلاثة واربعون الف قنطار وسبعون
قنطارا وهو مع ذلك يعطى العطاء
الجزيل ويصل بالاموال الجمة ،
فقد حكى بن الحكيم الطيارى :
ان شخصا قدم له كتابا فحشى له
حشية من جوهر كان بين يديه
قيمتها عشرون الف مثقال من
الذهب -

بڑی تعظیم کرتے ، یہاں لا کر نذریں
چڑھاتے تھے ، اور جو چڑھاوے کا مال آتا
تھا وہ اسی عسکر میں ڈال دیا جاتا تھا ، محمد
ابن تغلق نے اس کا پانی نکال کر اس میں
جس قدر سونا تھا سب نکلوا لیا ، وہ دو سو
ہاتھیوں اور کئی ہزار بیلوں کے بوجھ کے
برابر تھا ، اس طرح کے متعدد واقعات
ہیں جنہیں مشکل سے عقل تسلیم کرتی
ہے ، اس کے پاس جتنی دولت جمع ہو گئی
تھی اس کا شمار نہیں کیا جاسکتا ، اسی
طرح اس کی فوجوں کی دولت کا بھی
اندازہ نہیں کیا جاسکتا ، شیخ تاج الدین
بن ابو المجاہد سمرقندی کا بیان ہے کہ
سلطان اپنے کسی خان سے اس کی
شراب نوشی کی وجہ سے برہم ہو گیا تو
اس کو گرفتار کر کے اس کا کل مال لے
لیا ، اس مال کی مجموعی تعداد ایک لاکھ
۳۷ ہزار مثقال سونا تھی ، جس کا وزن
۴۳ ہزار ۷۰ قنطار کے برابر ہے ، اس
کے ساتھ ہی بادشاہ بڑے بڑے عطایا
وانعامات دیتا تھا ، اور اپنے متعلقین میں
بھی دولت تقسیم کرتا تھا ، ابن حکیم طیارى
بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اس

کی خدمت میں چند کتابیں پیش کیں، اس نے اپنے سامنے رکھے ہوئے جواہرات میں سے ایک مٹھی جواہرات اس کو دے دئے، ان جواہرات کی قیمت ۲۰ ہزار مثقال سونا تھی، شریف سمرقندی کا بیان ہے کہ ایک آدمی بخارا سے ۲۲ زرد خروڑے اس کے پاس تحفہ لایا اس نے اس کو تین ہزار مثقال سونا دیا۔ شیخ ابو بکر بن ابوالحسن ملتانی کی روایت ہے کہ بادشاہ تغلق نے اپنے اوپر یہ لازم کر لیا تھا کہ کبھی کسی کو ۳ ہزار مثقال سے کم نہ دیتا تھا، اس قسم کی داد و ہش کو عقل مشکل سے یقین کرتی ہے۔

قاضی القضاۃ سراج الدین ہندی کا بیان ہے کہ محمد بن تغلق کے کثرت مصارف، عطایا و انعامات کی زیادتی اور فوجی اخراجات کے باوجود اس کی نصف آمدنی بھی خرچ نہیں ہوتی تھی، محمد شاہ کے بعد اس کے اعزہ میں سے سلطان فیروز شاہ نامی شخص اس حکومت کا بادشاہ ہوا اس نے ۴۰ سال کے لگ بھگ حکومت کی، اس کے بعد ان کے خاندان میں سلطنت منتقل ہوتی رہی، یہاں تک کہ تیمور لنگ نے دلی فتح کر کے اس کو تاراج کیا۔

اس کے بعد شاہی خانوادے کے

وحکی الشریف السمرقندی ان شخصا قدم له اثنتین وعشرین حبة من البطیخ الاصفر حملها الیه من بخاری فامر له بثلاثة آلاف مثقال من الذهب وحکی الشیخ ابوبکر بن ابی الحسن الملتانی انه استفاض عنه انه التزم انه لا ینطق فی اطلاقاته باقل من ثلاثة آلاف مثقال الی غیر ذلک من العطاء الذی یخرق العقول، (ص ۹۰ و ۹۱)

وحکی عن قاضی القضاۃ سراج الدین الہندی انه مع کثرة البذل وسعة العطاء فی ہباته وما ینفقہ فی جیوشہ وعساکرہ لا ینفق نصف دخل بلادہ قلت: ثم بعد محمد شاہ ولی هذه المملکة من اقاربه سلطان اسمہ (فیروز شاہ) وبقی فی المملک نحو اربعین سنة ثم تنقلت المملکة فی بیتهم الی ان کان من نمر لک ما کان من فتح دلی و نہبہا، (ص ۹۱)

ثم آل الامر بعده الی سلطان

ایک شخص سلطان محمود خان کے ہاتھ میں حکومت آئی اور اس وقت وہی مسند اقتدار پر رونق افروز ہے، اور اس زمانہ میں دواکیر ایک الگ سلطان کے ماتحت ہے، جس کا نام غیاث الدین ہے، سلطان محمد بن تغلق شاہ کے فوجیوں اور عمدہ داروں کے بیانات جیسا کہ مسالک الابصار میں ہے شیخ مبارک انباتی وغیرہ سے نقل کئے گئے ہیں۔

محمد بن تغلق شاہ کی فوجیں ۹ لاکھ تھیں، ان میں سے کچھ پایہ تخت میں رہتی تھیں اور کچھ پورے ملک میں پھیلی ہوئی تھیں، ان سب کے مصارف شاہی دیوان سے چلتے تھے، اس کی فوج میں ترک، خطاء، ایرانی، ہندو اور دوسری قوموں کے لوگ تھے، ہر فوجی عمدہ گھوڑوں، بہترین اسلحہ، اور ظاہری شان و شوکت سے آراستہ تھا فوجی عمدہ داروں میں سب سے اعلیٰ عمدہ دار خان، پھر ملوک، پھر امراء، پھر سپہ سالار، اور پھر عام فوجی ہیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ بارگاہ سلطانی میں

من بیت الملك اسمه (محمود خان) وهو القائم بها الى الآن وقد صارت الدواکیر منها لسلطان بمفرده واسمه اليوم السلطان (غیاث الدین) فی ذکر عساکر هذه المملكة وارباب وظائفها علی ما ذکره فی مسالک الابصار عن دولة السلطان محمد بن تغلق شاه المقدم ذکره نقلا عن الشيخ مبارك الانباتی وغیرہ، (ص ۹۱)

اما عساکرہ فقد ذکر انها تشتمل علی تسعمائة الف فارس۔۔۔ منهم من هو بحضرته، ومنهم من هو فی سائر البلاد، یجری علیهم کلهم دیوانہ، وان عسکرہ مجتمع من الترك والخطا والفرس والهنود وغیرهم من الاجناس وکلهم بالخیل المنومة والسلاح الفائق والتجمل الظاهر وان اعلیٰ عسکرہ الخانات ثم الملوك ثم الامراء ثم الاصفهسلاریة ثم الجند، (ص ۹۱)

و ذکر ان فی خدمته ثمانین خاناً

۸۰ یا اس سے زیادہ خان ہوتے تھے، ہر عمدہ دار کے ماتحت اس کے عمدہ کے مناسب فوجیں ہوتی تھیں، مثلاً خان کے ماتحت ۱۰ ہزار، ملک کے ماتحت ایک ہزار، امیر کے ماتحت ۱۰۰ اور سپہ سالار کے ماتحت ۱۰۰ سے کم فوجیں ہوتی تھیں، سپہ سالار دربار شاہی میں حاضر ہونے کے اہل نہیں سمجھے جاتے تھے، بلکہ ان میں سے والی یا اس قسم کے دوسرے عمدہ دار بنائے جاتے تھے۔

بادشاہ کے پاس دس ہزار ترک غلام اور خواجہ سرا خادم، ایک ہزار خزانہ دار ایک ہزار ہشمتدار ہیں، دو لاکھ ہم رکاب غلام جو اسلحہ سے آراستہ شاہی سواری کے ساتھ ساتھ چلتے اور سامنے آنے والوں کو ہٹاتے تھے، اور تمام فوجیں سلطان کے لئے مخصوص ہیں، اور ان کے مصارف دیوان شاہی سے ادا کئے جاتے ہیں، حتیٰ کہ سلطان کی خدمت میں جو خوانین، ملوک، اور امیر رہتے ہیں ان کے مصارف کے لئے بھی جاگیریں نہیں دی جاتیں، جیسا کہ مصر و شام میں دستور ہے۔

او اکثر، وان لكل واحد منهم من الاتباع ما يناسبه للخان عشرة آلاف فارس وللملك الف فارس وللامير مائة فارس وللصفهسلاوية دون ذلك وان الاصفهسلاوية لا يؤهل احد منهم للقرب من السلطان، وانما يكون منهم الولاة ومن يجرى مجراهم، (ص ۹۲)

وان له عشرة آلاف مملوك اترك، وعشرة آلاف خادم خصي والى خزندار والى بشمقدار وله مائتا الف عبد ركابية تلبس السلاح وتمشى فى ركابه وتقاتل رجالة بين يديه وان جميع الجند تختص بالسلطان ويجرى عليهم ديوانه حتى من فى خدمته الخانات والملوك والامراء لا يجرى عليهم اقطاع من جهة من هم فى خدمته كما فى مصر و الشام، (ص ۹۲)

واما ارباب الوظائف من ارباب
السیوف فله نائب کبیر یسمی
بلغتهم امریت واربعة نواب دونه
یسمی کل واحد منهم شق وله
الحجاب ومن یجری مجراهم من
سائر ارباب الوظائف واما من
ارباب الاقلام فله وزیر عظیم وله
اربعة کتاب سر یشمی کل واحد
منهم بلغتهم دیمیان والکل منهم
تقدیر ثلثمائة کتاب واما القضاة
فله قاضی قضاة عظیم الشان وله
محتسب وشیخ شیوخ وله الف
طیب ومائتا طیب واما غیر هؤلاء
فله الف بازدار تحمل الطیور
الجوارح للصيد راکبة الخیل
وثلاثة آلاف سواق لتحصل
الصيد وخمسمائة ندیم والغان
ومائتان من الملاحی غیر ممالیکه
الملاحی وهی الف مملوک برسم
تعلیم الغناء خاصة والف شاعر
بالعربیة والفارسیة والهندیة من
دوی الذق اللطیف یجری علی
جميع اولئك دیوانه مع طهارة

فوجوں کے عمدہ داروں کے ارباب
وظائف کا ایک بڑا نائب ہوتا ہے جس
کو ان کی زبان میں امریت کہتے ہیں اور
اس کے ماتحت چار نائب ہوتے ہیں، جو
شق کہلاتے ہیں، اور ارباب وظائف
میں سے ان چار شقوں کے حاجب یا اس
قبیل کے دوسرے عمدہ دار ہوتے
ہیں، دفتری کام کرنے والوں کا ایک
وزیر اعظم اور اس کے چار میر منشی ہوتے
ہیں، جنہیں ان کی زبان میں دیمیر کہا
جاتا ہے، ہر دیمیر کے ماتحت تین سو محرر
یا منشی ہوتے ہیں، قضاء کے شعبہ میں
سب سے بڑا اور پر شکوہ عمدہ دار قاضی
القضاة ہے، اس کے ماتحت محتسب،
شیخ الشیوخ اور بارہ سواطباء ہوتے ہیں،
ان کے علاوہ دوسرے ملازمین شاہی
میں ایک ہزار بازدار ہوتے ہیں جو
شکاری پرندوں (باز وغیرہ) کو شکار
کے لئے گھوڑوں پر لئے پھرتے ہیں،
تین ہزار بھوے ہوتے ہیں، جو ہر
طرف سے شکار کو گھیر کر لاتے ہیں،
۵۰۰ مصاحب، ۲ ہزار ۲ سو تقریبی
مشاغل کے غلام اور لونڈیاں جن میں

الذیل والعفة فی الظاهر و
الباطن، (ص ۹۳)

ایک ہزار غلام فن موسیقی میں پوری
مہارت رکھتے ہیں۔ ایک ہزار عربی،
فارسی، اور ہندی کے اعلیٰ درجہ کے
صاحب مذاق شاعر، ان سب کو سلطان کی
ظاہری و باطنی پاکیزگی کے باوجود خزانہ
شاہی سے تنخواہیں ملتی ہیں،

اہل سنت کا لباس اور وضع قطع
فوجیوں کے متعلق شیخ مبارک انباتی کے
حوالہ سے بیان کیا گیا ہے کہ سلطان
خوائن، ملوک اور سارے فوجیوں کا لباس
نثریہ (۱) تکلاوات، (دمگہ) چست کمر والی
اسلامی خوارزمی قبائیں اور چھوٹے عمامے
ہیں جو پانچ چھ گز سے زیادہ نہیں ہوتے،
لباس کا رنگ سپید اور جوخ ہوتا ہے۔
شریف نصر الدین محمد حسینی ادمی کی
روایت ہے کہ ان کا لباس بیشتر سونے کا
زردوز نثریہ ہوتا ہے، بعض لوگوں کی
آستینوں پر اور بعض کے دونوں کندھوں پر
مغلوں کی طرح نقش و نگار اور ہیل بوٹے
بنے ہوتے ہیں، ٹوپیاں چوکور، جو اہرات
اور زیادہ تریاقوت والماس سے مرصع ہوتی
ہیں یہ لوگ اپنے سروں پر چوٹیاں باندھتے
ہیں جس طرح مصر و شام میں ترکی سلطنت
کے آغاز میں رواج تھا مگر یہ لوگ چوٹیوں

(فی زی اہل هذه المملكة
اما ارباب السیوف فنقل عن
الشیخ مبارک الانباتی ان لبس
السلطان والخانات والملوک وسائر
ارباب السیوف نثریات و تکلاوات،
واقیة اسلامية مخصرة الاوساط
خوارزمية وعمائم صغار لا تتعدی
العمامة منها خمسة اذرع او
ستة وان لبسهم من البیاض والجوخ
وحکی عن الشریف ناصر الدین
محمد الحسینی الادمی ان غالب
لبسهم نثریة مزرکشة بالذهب، و
منهم من یلبس مطرز الکمین
بزرکش، ومنهم من یعمل الطراز
بین کتفیه مثل المغل و اقباعهم
مربعة الانبساط، مرصعة بالجواهر
وغالب ترصیعهم بالیاقوت والماس،
ویضفرون شعورهم ذوائب کما

(۱) یہ غالباً نثریات ہے، جو تاتاری طرف منسوب ہوگا، (ض)

میں ریشم کے موباف بھی لگاتے ہیں، کمر میں سونے چاندی کی پیٹیاں باندھتے ہیں، موزے پہنتے ہیں، اور ان میں ممیز لگواتے ہیں، سفر کے علاوہ کبھی تلوار کمر میں نہیں باندھتے، وزیروں اور منشیوں کا لباس بھی فوجیوں کی طرح ہوتا ہے، مگر یہ لوگ کمر میں پیٹیاں نہیں باندھتے، البتہ صوفیوں کی طرح آگے کی جانب ایک چھوٹا سا شملہ لٹکادیتے ہیں، قاضیوں اور عالموں کا لباس جندات (۱) اور دراریج کی طرح جے ہیں، قاضی القضاۃ سراج الدین ہندی سے منقول ہے کہ ہندوستان میں کتان کے کپڑے جو روس اور اسکندریہ سے آتے ہیں عام لوگ نہیں استعمال کر سکتے، صرف بادشاہ کو یہ حق ہے کہ وہ اسے جس کو چاہتا ہے پہنا دیتا ہے، عام اہل ہند کا لباس عمدہ قسم کی روئی سے بنتا ہے جو خولی میں بغداد کی روئی سے بہتر ہوتی ہے، کوئی شخص مرصع اور زرہ پوش زین پر سواری نہیں کر سکتا، البتہ جس کو

كان يفعل بمضر والشام في اول الدولة التركية الا انهم يجعلون في الذوائب شراريب من حرير و يشدون في اوساطهم المناطق من الذهب والفضة ويلبسون الاخفاف والمها ميز ولا يشدون السيوف في اوساطهم الا في السفر خاصة ، واما الوزراء والكتاب فزيهم مثل زي الجند الا انهم لا يشدون المناطق وربما ارحى بعضهم العذبة الصغيرة من قدامه كما تفعل الصوفية ، واما القضاة والعلماء فلبسهم فرجات شبيهات بالجندات ودراريج ، وحكى عن قاضى القضاة سراج الدين الهندى انه لا يلبس عندهم ثياب الكتان المجلوبه من الروس والاسكندرية الا من البسه له السلطان وانما لباسهم من القطن الرفيع الذى يفوق البغدادى حسنا وانه لا يركب بالسروج المنبسة والمحلة بالذهب الامن

(۱) جندات اور دراریج قلعشہدی کے زمانہ میں مصر کا کوئی خاص لباس رہا ہوگا، جندات کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ کیا اور کیا ہوتا ہے، البتہ دراریج جے ہی کی شکل کا ہوتا ہے، اور آگے کی طرف پھٹا ہوتا ہے، (ض)

بادشاہ بطور انعام دیتا ہے وہ سوار ہو سکتا ہے،
شاہی عہدہ داروں کی تنخواہیں

انعم علیہ بہا السلطان، (ص ۹۳)
فی ارزاق اہل دولة السلطان بہذہ
المملکۃ

فوجوں کے متعلق شیخ مبارک انباتی
سے منقول ہے کہ خوانین، ملوک، امراء،
اور سپہ سالاروں کے لئے سلطان کی طرف
سے بطور جاگیر کے کچھ علاقے متعین
ہوتے ہیں، بیان کیا جاتا ہے کہ نائب کبیر
جسے امریت کہتے ہیں، اس کی جاگیر میں
ایک بڑا صوبہ ہے، جو عراق کے برابر ہوگا،
اور ہر خان کی تنخواہ ۲ لاکھ ٹنکے ہے، ہر صفحہ
میں ۸ درہم ہوتے ہیں، ہر ملک کی تنخواہ
۵۰ سے ۶۰ ہزار تک، امیر کی تنخواہ ۳۰ سے
۴۰ ہزار تک، اور سپہ سالاروں کی تنخواہ
۲۰ ہزار کے قریب قریب ہے، ہر سپاہی کو
ایک ہزار سے ۱۰ ہزار تک اور سلطان کے
غلاموں میں سے ہر غلام کو ایک ہزار سے
۵ ہزار ٹنکے تنخواہ مع راشن اور وردی کے ملتی
ہے، گھوڑوں کا چارہ بھی بادشاہ کی طرف سے
ملتا ہے، بادشاہ کے ہر غلام اور خادم کو چاندی
کے ۱۰ ٹنکے ماہوار ۲ من گیہوں اور چاول ۳
سیر روزانہ گوشت اور سال بھر میں
۴ جوڑے کپڑے ملتے ہیں۔

اما الجند فنقل عن الشیخ
مبارک الانباتی انه یکون للخانات
و الملوک و الامراء و الاصفہسلاریۃ
بلاذ مقررۃ علیہم من الدیوان
اقطاعا لہم ، و ذکر ان اقطاع
النائب الکبیر المسمی بامریت
یکون اقلیما عظیما کاالعراق
ولکل خان لکان کل لك مائۃ الف
تنکۃ ، کل تنکۃ ثمانیۃ دراہم
ولکل ملک من ستین الف تنکۃ
الی خمسین الف تنکۃ و لکل امیر
من اربعین الف تنکۃ الی ثلاثین
الف تنکۃ وللاصفہسلاریۃ من
عشرین الف تنکۃ الی ما حولہا ،
ولکل جندی من عشرة آلاف
تنکۃ الی الف تنکۃ ولکل مملوک
من الممالیک السلطانیۃ من
خمسة آلاف تنکۃ الی الف تنکۃ
مع الطعام و الکسوة و علیف الخیل
لجمیعہم علی السلطان ، ولکل

عبد من العبيد السلطانية في كل
شهر عشر تنكات بيضاء ومنان من
الحنطة والارز، وفي كل يوم ثلاثة
استار من اللحم وفي كل ستة اربع
كساو،

واما ارباب الاقلام، فان الوزير
يكون له اقليم عظيم نحو العراق
اقطاعا له ولكل واحد من كتاب
السر الاربعة مدينة من مدن البنادر
العظيمة الدخل ولاكابر كتابهم
قرى وضياح ومنهم من يكون له
خمسون قرية ولكل من الكتاب
الصغار عشرة آلاف تنكة ولفاضی
القضاة المعبر عنه بصدر جهان عشر
قرى يكون متحصلها نحو ستين الف
تنكة ولشيخ الشيوخ مثله
وللمحتسب قرية يكون متحصلها
نحو ثمانية آلاف تنكة، واما غير
هؤلاء من سائر ارباب الوظائف،
فذكر انه يكون لبعض الندماء قريتان
ولبعضهم قرية ولكل واحد منهم من
اربعين الف تنكة الى ثلاثين الف
تنكة الى عشرين الف تنكة

ارباب قلم میں وزیر اعظم کو جاگیر
میں عراق کے جیسا وسیع صوبہ چاروں
دیسوں میں سے ہر ایک کو بڑی آمدنی
والی بندرگاہ کا ایک شہر عطا ہوتا ہے،
بڑے بڑے منشیوں اور کاتبوں کو گاؤں
اور علاقے ملتے ہیں، بعض کو پچاس
پچاس گاؤں تک ملتے ہیں چھوٹے
منشیوں میں سے ہر ایک کو ۱۰ ہزار روپے
اور قاضی القضاۃ المعروف بہ صدر جہاں
کو ۱۰ گاؤں جاگیر میں ملتے ہیں جن کی
آمدنی ساٹھ ہزار روپے ہوگی، شیخ الشیوخ
کی جاگیر بھی اسی قدر ہے، محتسب کا
ایک گاؤں ہے جس کی آمدنی ۸ ہزار روپے
ہے، ان کے علاوہ بقیہ عمدہ داروں میں
سے بعض ندیموں کے متعلق بیان کیا جاتا
ہے کہ ان کی جاگیر دو اور بعض کی
ایک گاؤں ہوتی ہے، اس طرح ہر
ایک کو اپنی حیثیت اور مرتبہ کے
مطابق ۲۰ سے ۳۰ یا ۴۰ ہزار روپے

تتخواہ میں ملتے ہیں، لباس، وردی اور خلعتیں ان کے علاوہ ہیں۔

على مقادير مراتبهم مع الكساوى والخلع والافتقادات وليقس على ذلك، (ص ۹۴ و ۹۵)

اس سلطنت کے دوسرے حالات بادشاہ کے حالات کے مطابق اس کے احوال مختلف ہیں، خدمت کی دو قسمیں ہیں، (۱) روزانہ کی حاضر باشی کیونکہ ہر روز شاہی محل میں دو دسترخوان چلتے ہیں، جس پر ۲۰ ہزار خوانین، ملوک، امراء، سپہ سالار اور فوجی افسر کھانا کھاتے ہیں، دوسرا دسترخوان سلطان کے لئے مخصوص ہے، اس پر سلطان کے ساتھ دو سو علماء اور فقہاء صبح شام شریک طعام ہوتے ہیں، اور اس کے سامنے علمی مسائل پر بحث و گفتگو کرتے ہیں، شیخ ابو بکر بن خلال کا بیان ہے کہ انہوں نے بادشاہ کے باورچی سے دریافت کیا کہ روزانہ کتنے جانور ذبح ہوتے ہیں، اس نے بتایا کہ دو ہزار پانسو گائیں اور دو ہزار بھریاں ذبح ہوتی ہیں، قرعہ گھوڑوں اور مختلف قسم کے پرندے ان کے علاوہ ہیں، دوسرا طریقہ جمعیت یعنی ہفتہ وار کا ہے، شیخ محمد نجمی کا بیان ہے کہ

(فی ترتیب احوال هذه المملكة) وتختلف الحال فى ذلك باختلاف احوال السلطان اما الخدمة فخدمتان ، احدهما الخدمة اليومية فانه فى كل يوم يمد الخوان فى قصر السلطان وياكل منه عشرون الف نفر من الخانات والملوك والامراء و الاصفهسلارية واعيان الجند ويمد للسلطان خوان خاص ويحضره معه من الفقهاء مائتا فقيه فى الغداء والعشاء لياكلوا معه ويبحثوا بين يديه - وحكى عن الشيخ ابى بكر بن خلال انه سأل طباط هذا السلطان عن ذبيحته فى كل يوم فقال الفان وخمسائة راس من البقر والفا راس من الغنم غير ذالك الخيل المسنونة وانواع الطير والثانية الجمعية فحكى عن الشيخ محمد الخجندى ان بهذا

سلطان محمد تغلق شاہ کے یہاں منگل کو ایک وسیع اور بڑے میدان میں، ربار عام منعقد ہوتا ہے، جس میں ایک بہت بڑا شاہی شامیانہ نصب کیا جاتا ہے، اس کے صدر مقام میں بادشاہ ایک بلند مرصع اور زرنگار تخت پر بیٹھتا ہے، اس کے دائیں بائیں ارباب سلطنت ایستادہ ہوتے ہیں، اور پیچھے کی جانب اسلحہ دار اور سامنے کی طرف حسب مراتب عمدہ داران شاہی کھڑے رہتے ہیں، بیٹھنے کی اجازت صرف خوانین صدر جہاں یعنی قاضی القضاۃ اور ان دبیروں کو ہوتی ہے جن کی باری ہوتی ہے دربان اور حاجب بادشاہ کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں، اور عام منادی کی جاتی ہے کہ جسے کوئی فریاد کرنی ہو یا ضرورت بیان کرنی ہو وہ حاضر ہو، چنانچہ جس کو کوئی ضرورت یا شکایت کرنی ہوتی ہے، وہ بادشاہ کے روبرو جا کر بغیر کسی روک ٹوک کے جو کہنا ہوتا ہے کہتا ہے، اور سلطان اس کے بارہ میں حکم جاری کرتا ہے۔

السلطان يوم الثلاثاء جلوسا عاما في ساحة عظيمة متسعة الى غاية يضرب له فيها حير كبير سبطاني يحنس في صدره على تخت عال مصفح بالذهب، وتقف ارباب الدولة حوله يمينا وشمالا وخلفه - - - - - فيام بين يديه منازلهم ولا يجلس الا الخانات وصدر جهان "وهو قاضي القضاة" والدبيران "وهو كاتب السر الذي تكون له النوبة" ويقف الحجاب امامه وينادي مناداة عامة ان من كان له شكوى او حاجة فليحضر فيحضر من له شكوى او حاجة فيقف بين يديه فلا يمنع حتى ينهي حاله، ويامر السلطان فيه امره، (ص ۹۵)

دربار شاہی کا دستور یہ ہے کہ وہاں

ومن عادته ان لا يدخل عليه احد و

معه سلاح البتة حتى ولا سكين صغيرة ويكون جنوسه داخل سبعة ابواب ينزل الداخلون عليه على الباب الاول وربما اذن لبعضهم بالركوب الى الباب السادس وعلى الباب الاول منها رجل معه بوق فاذا جاء احد من الخانات او الملوک او اکابر الامراء نفخ في البوق اعلاما للسلطان انه قد جاء رجل كبير ليكون دائما على يقظة من امره ولا يزال ينفخ في البوق حتى يقارب الداخل الباب السابع فيجلس كل من دخل عند ذلك الباب حتى يجتمع الكل فاذا تكاملوا اذن لهم في الدخول فاذا دخلوا جلس من له اهلية الجلوس ووقف الباقيون وجلس القضاة والوزیر وکاتب السر في مکان لا يقع فيه نظر السلطان عليهم ومد الخوان ثم يقدم الحجاب قصص ارباب المظالم وغيرهم ، ولكل قوم حاجب ياخذ قصصهم ، ثم يرفعون جميع القصص الى حاجب مقدم على الكل فيعرضها

کوئی شخص مسلح بلکہ ایک چھوٹا چاقو لے کر بھی نہیں جا سکتا، سلطان سات دروازوں کے اندر بیٹھتا ہے، بارگاہ سلطانی میں حاضر ہونے والے پہلے ہی دروازہ پر سواری سے اتر جاتے ہیں، لیکن بعض بعض کو چھٹے دروازے تک سوار ہو کر جانے کی اجازت ہوتی ہے پہلے دروازے پر ایک شخص بگل لئے کھڑا ہوتا ہے، جب خوانین یا ملوک یا اکابر امراء میں سے کوئی شخص حاضر ہوتا ہے، تو وہ بگل بجاتا ہے تاکہ بادشاہ مطلع ہو جائے کہ کوئی بڑا آدمی آ رہا ہے اور یہ بگل اس وقت تک بجتا رہتا ہے جب تک کہ آنے والا ساتویں دروازے کے قریب نہ پہنچ جائے، یہاں پہنچ کر سب آنے والے بیٹھ جاتے ہیں، جب سب جمع ہو جاتے ہیں اور ان کی تعداد پوری ہو جاتی ہے تو انہیں بادشاہ کے حضور میں حاضری کی اجازت دی جاتی ہے، اور دربار میں پہنچنے کے بعد جن لوگوں کو بادشاہ کے سامنے بیٹھنے کا حق ہوتا ہے وہ بیٹھ جاتے ہیں باقی لوگ کھڑے رہتے ہیں، قاضی، وزیر، اور دبیر کی نشست گاہ ایسی جگہ ہوتی ہے، جو نگہ شای سے اوچھل رہتی ہے، اس کے بعد میز پچھائی جاتی ہے، اور حاجب مظلوموں اور فریادیوں اور دوسرے اہل حاجت کے عریضے

پیش کرتا ہے اور ہر قوم کے لئے ایک الگ حاجب مقرر ہوتا ہے، جو ان کی درخواستیں لیتا ہے، ہر قوم کے حاجب اپنی اپنی قوم کی درخواستیں لے کر سب سے بڑے حاجب کے سامنے پیش کرتے ہیں، اور حاجب اعلیٰ ان ساری درخواستوں کو بادشاہ کے حضور میں پیش کر دیتا ہے، اور ان کے متعلق احکام سناتا رہتا ہے، جب سلطان اٹھ جاتا ہے تو حاجب دہر کے پاس جا کر سارے کاغذات اس کے حوالہ کر دیتا ہے اور وہ احکام سلطانی جاری و نافذ کر دیتا ہے، پھر سلطان اس مجلس سے اٹھ کر ایک دوسری مجلس خاص میں رونق افروز ہوتا ہے، علماء و فضلاء اس کے ہم نشین ہوتے ہیں، اور وہ ان سے بحث و مذاکرہ کرتا ہے اس کے بعد یہ لوگ واپس چلے آتے ہیں، اور سلطان قصر شاہی میں چلا جاتا ہے۔

اس کی سواری کا حال یہ ہے کہ جب اپنے محلوں میں سواری کرتا ہے تو اس کے سر پر چتر ہوتا ہے، اور پیچھے اسلحہ بردار ہتھیار سنبھالے ہوتے ہیں

علی السلطان ویسمع ما یامر فیہا
فاذا قام السلطان جلس ذالک
الحاجب الی کاتب السر فادی
الیہ الرسائل فی ذالک فینفذہا، ثم
یقوم السلطان من مجلسہ ذالک
ویدخل الی مجلس خاص ویدخل
علیہ العلماء فیجالسہم ویحدثہم
ویاکل معہم، ثم ینصرفون
ویدخل السلطان الی دورہ،
(ص ۹۶)

اما حالہ فی الرکوب فانہ کان
فی قصورہ یرکب وعلی راسہ
الجتر والسلاح داریہ ورائہ
محمولاً بایدیہم السلاح وحولہ

اور ارد گرد ۱۲ ہزار کے قریب غلام ہوتے ہیں، اور چتر بردار کے علاوہ سب پیادہ پاہوتے ہیں، اور جب مخلوں سے باہر سواری کرتا ہے، تو چتر بردار کے ساتھ اسلحہ بردار اور جامہ دار بھی سوار ہوتے ہیں، بادشاہ کے سر پر چند سیاہ پرچم ہوتے ہیں، جن کے پچ میں سونے کا ایک بہت بڑا سانپ بنا ہوتا ہے، بادشاہ کے علاوہ کسی کو سیاہ جھنڈے رکھنے کی اجازت نہیں، بادشاہ کے میسرہ میں سرخ جھنڈے ہوتے ہیں اور ان میں دو سرے اڑ رہے ہوتے ہیں اور سکندر کی طرح سفر و حضر میں اسکے بھی طبل و جھانجھتے رہتے ہیں جن میں ۲ سو نقارے، ۴۰ بڑے طبل، ۲۰ بگل اور ۱۰ جھانجھتے ہوتے ہیں۔ شیخ مبارک انباتی کا بیان ہے کہ جنگ کے علاوہ عام مواقع پر شاہ کے سر پر ایک چتر ہوتا ہے لیکن جنگ میں اس کے سر پر سات چتر ہوتے ہیں، جن میں سے دو اس قدر مرصع ہیں کہ ان کی عہدگی اور نفاست کی وجہ سے ان کی قیمت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ اس کی بزم اتنی پر شوکت ہوتی

قریب اثنی عشر الف ممنوك
جميعهم نيس فيهم راكب الاحامل
الجتر والسلاح دارية والحمدارية
حملة القماش ان كان في غيره
قصوره وعسى راسه اعلام سود في
اوساطها تين عظيم من الذهب ولا
يحمل احد اعلاما سودا الا له
خاصة وفي ميسرته اعلام حمر فيها
تنينان ذهب ايضا، وطبوله الذي يدق
بها في الاقامة والسفر على مثل
الاسكندر وهو مائتا حمل نقادات
واربعون حملا من الكوسات الكبار
وعشرون بوقا وعشرة صنوج - قال
الشيخ مبارك الانباتي : ويحمل على
راسه الجتران كان في غير الحرب
فان كان في الحرب حمل على
راسه سبعة جتورة منها اثنان
مرصعان لا يقومان لنفاستهما، قال
ولدسته من الفخامة والعظمة
والقوانين الشاهنشاهية ما لا يكون
مثله الا لاسكندر ذي القرنين او
لملك شاه بن الب ارسلان،

(ص ۹۶-۹۷)

ہے اور اس کے اتنے شاہانہ قوانین ہیں کہ سکندر ذوالقرنین یا ملک شاہ بن الپ ارسلان کے علاوہ اور کہیں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

بادشاہ جب شکار کے لئے نکلتا ہے تو بہت ہلکے لباس میں ہوتا ہے، مگر اس کے ساتھ تقریباً ایک لاکھ سوار ۲۰۰ ہاتھی ہوتے ہیں، اور چار (۱) محل آٹھ سو سوار اونٹوں پر بار ہوتے ہیں، ہر محل دو سو اونٹوں پر ہوتا ہے، جن پر حریر کی زرتار جھولیں پڑی ہوتی ہیں، دوسرے خیمہ و خرگاہ ان کے علاوہ ہوتے ہیں، جب سلطان سیر و تفریح یا کسی اور ضرورت سے ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا ہے تو اس کے ساتھ ۳۰ ہزار سوار اور ایک ہزار کوئل گھوڑے ہوتے ہیں جن کی زینیں لگائیں اور طوق وغیرہ سونے، جواہر اور یاقوت سے آراستہ ہوتے ہیں۔

جب بادشاہ میدان جنگ میں ہوتا ہے اور سواری کرتا ہے تو اس کے سر پر سات چتر ہوتے ہیں، اس کی ترتیب اور شکل قاضی القضاۃ سراج الدین ہندی

ثم ان كان في الصيد فانه يخرج في خف من اللباس في نحو مائة الف فارس و مائتي فيل ويحمل معه اربعة قصور على ثمانمائة جمل، كل قصر على مائتي جمل ملبسة جميعها بستور الحرير المذهبة وكل قصر طبقتان غير الخيم والخركاوات، فان كان يتنقل من مكان الى مكان للتنزه وما في معناه فيكون معه نحو ثلاثين الف فارس، والف جنيب مسرحة ملجمة ما بين ملبس بالذهب ومطوق وفيها المرصع بالجواهر والبواقيت، (ص ۹۷)

وان كان في الحرب فانه يركب وعلى راسه سبعة جتورة و ترتيبه في الحرب على ما ذكره قاضي القضاۃ سراج الدین الہندی:-

(۱) اس سے مراد خیموں کے محل ہیں، (ض)

نے اس طرح بیان کی ہے کہ بادشاہ
قلب میں کھڑا ہوتا ہے ، اس کے
ارد گرد ائمہ اور علماء اور آگے پیچھے
نیزہ باز اور تیر انداز میسرہ اور میمنہ
دونوں بازوؤں پر ہوتے ہیں ، آگے
ہاتھیوں کا غول ہوتا ہے جو لوہے کے
برگستوان میں ملبوس ہوتے ہیں۔ اور ان
کے اوپر پردہ دار برج ہوتے ہیں۔ جن
میں جنگ باز اور حملہ آور رہتے ہیں ، ان
برجوں میں تیر اور نط (۱) کے بوتل
پھینکنے کے لئے سوراخ ہوتے ہیں ،
ہاتھیوں کے آگے ہلکے کپڑے پہنے اور
جتھیار اور ڈھالیں لگائے پیادہ یا غلام
ہوتے ہیں جو ہاتھیوں کی رسیاں کھینچتے
ہیں ، میمنہ اور میسرہ میں گھوڑے سوار
ہوتے ہیں ، جو ہاتھیوں کے ارد گرد اور
پیچھے سے گھیرے رہتے ہیں تاکہ کسی
ہاتھی کو بھاگنے کا راستہ نہ مل سکے۔

ان يقف السلطان فى القلب وحوله
الائمة و العلماء والرماة قدامه
وخلفه وتمتد الميمنة والميسرة
موصولة بالجناحين وامامه الفيلة
الملبسة البركصطوانات الحديد
وعليها الابراج المسترة فيها
المقاتلة وفى تلك الابراج منافذ
لرمى الشباب وقوارير النفط وامام
الفيلة العبيد المشاة فى خف
من اللباس بالسطور والسلاح
فيسحبون حبال الفيلة والخيال فى
الميمنة والميسرة تضم اطراف (۲)
من حول الفيلة ومن ورائها حتى لا
يجد هارب له مفرا ، (ص ۹۷)

سلطان کے علاوہ دوسرے فوجیوں
کا عام دستور یہ ہے کہ خوانین ، ملوک
اور امراء میں سے کوئی شخص سفر و حضر
میں بغیر کسی جھنڈے کے سواری

اما غير السلطان من عساكره فقد
جرت عادتهم ان الخانات والملوك
والامراء لا يركب احد منهم فى
السفر والحضر الا بالاعلام واكثر

(۱) مٹی کے تیل کی قسم کا ایک آتش گیر مادہ (۲) بیاض الاصل ولعلہ اطراف الجیش

نہیں کرتا ، غموما خان کے ساتھ
۷ جھنڈے اور امیر کے ساتھ کم از کم
تین جھنڈے ہوتے ہیں ، اور حضر میں
خان کے ساتھ زیادہ سے زیادہ ۱۰
کو تل گھوڑے اور امیر کے ساتھ ۲
ہوتے ہیں مگر سفر میں ہر شخص اپنی
وسعت و حیثیت کے مطابق گھوڑے
رکھتا ہے۔

بادشاہ کی خبر رسانی کے ذرائع
کے متعلق قاضی القضاة سراج الدین
ہندی بیان کرتے ہیں کہ یہ حالات کے
مطابق بدلتے رہتے ہیں ، رعایا کے
حالات معلوم کرنے کے لئے ایسے
لوگ ہوتے ہیں جو ان میں گھل مل کر
حالات کا پتہ چلاتے ہیں جب ان کو کسی
بات کی اطلاع ملتی ہے تو اپنے سے
بڑے افسر کو اطلاع کرتے ہیں اور وہ
اس سے بڑے کو ، یہاں تک کہ وہ خبر
بتدریج سلطان تک پہنچ جاتی ہے ،
دور دراز علاقوں کے حالات جتنی
جلدی یہاں معلوم ہو جاتے ہیں ، اس
کی نظیر دوسرے ملکوں میں نہیں ملتی ،
اس کا طریقہ یہ ہے کہ اہم صوبجات

ما یحمل الخان منہ سبعة اعلام
واقل ما یحمل الامیر ثلاثة واكثر
ما یجر الخان فی الحضر عشر
جنائب واكثر ما یجر الامیر فی
الحضر جنیان ، وفی السفر
یتعاطی کل احد منهم قدر طاقته ،
(ص ۹۸)

واما اتصال الاخبار بالسلطان
فذكر قاضی القضاة سراج الدین
الہندی ان ذالك یختلف باختلاف
الاحوال : فاحوال الرعية له ناس
یخالطون الرعية ویطلعون عنی
اخبارهم فمن اطلع منهم علی شیء
انہاء الی من فوقه وینہیہ الآخر الی
من فوقه حتی یتصل بالسلطان ،
واحوال البلاد النائية لاتصل الاخبار
منها من السرعة ما لیس فی غیرها
من الممالك ، وذالك ان بین امہات
الأقالیم و بین قصر السلطان اماکن
مقاربة مشبهة بمراكز البرید بمصر
والشام الا ان هذه الاماکن قریبة
المدی بعضها من بعض بین

کل مکانین نحو اربع غلوات
 سہم او دونہا ، فی کل مکان
 عشرة سعاة ممن نہ خفة و قوة
 ويحمل الكتب بينہ وبين من يہ
 ويعدو باشد ما يمكنہ الى ان
 يوصلہ الى الآخر ليعدو بہ کذا لک
 الى مقصدہ فیصل الكتاب من
 المكان البعيد فی اقرب وقت وفي
 کل مکان من هذه الامکنۃ مسجد
 وسوق وبرکۃ ماء وبين دلی وقبة
 الا سلام اللتين هما قاعدة
 المملكة طبول مرتبة فی امکنۃ
 خاصة فحيثما کان فی مدینۃ وفتح
 باب الاخری او اغلق يدق الطبل
 فاذا سمعہ ما یجا ورہ دق فيعلم
 خبر فتح المدینۃ وفتح باب
 الاخری وغلقہ ، (ص ۹۸)

سے قصہ شاہی تک تھوڑے تھوڑے
 فاصلہ پر منزلیں ہیں جو مص شام کے
 ڈاک کے مرکزوں کی طرح ہیں مگر یہاں
 کی منزلیں ایک دوسرے سے بہت
 قریب ہیں ہر دو منزل کا فاصلہ ۴ تیر پچاس
 یا اس سے کم ہی ہوتا ہے، ہر منزل
 میں دس نہایت طاقتور اور تیز دوڑنے
 والے ہر کارے ہوتے ہیں، جو اپنے
 قریب والی منزل تک مراسلات لے
 جاتے ہیں، جتنا تیز دوڑ سکتے ہیں اتنی تیزی
 سے دوڑ کر مراسلہ دوسرے ہر کارہ کو
 پہونچاتے ہیں یہ ہر کارہ اتنی ہی تیزی سے
 آگے والے ہر کارے کو پہونچاتا ہے، اس
 طرح دور دراز کے مراسلات تھوڑے
 وقت میں ہر جگہ پہونچ جاتے ہیں، ہر ہر
 منزل پر ایک مسجد، بازار اور تالاب ہوتا
 ہے دلی اور قبة الاسلام (۱) کے درمیان جو
 حکومت کے پایہ تخت ہیں خاص خاص
 مقامات پر طبل ہوتے ہیں بادشاہ کسی شہر
 میں بھی ہو جب دوسرے شہر کا دروازہ
 کھولا یا بند کیا جاتا ہے تو طبل بجایا جاتا ہے،
 جب اسکے قریب کا آدمی اسے سنتا ہے تو وہ
 بھی بجاتا ہے، اس طرح ایک شہر کے
 اور دوسرے شہر کے دروازہ کھلنے اور بند
 ہونے کی خبر ہو جاتی ہے۔

(۱) یعنی دولت آباد یا دیوگرھ

اشاریہ

ہندوستان عربوں کی نظر میں (جلد دوم)

www.KitaboSunnat.com

مرتبہ

کلیم صفات اصلاحی

دارالمصنفین، شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ

اشاریہ

ہندوستان عربوں کی نظر میں

(جلد دوم)

اشخاص

الف)	ابن کثیر (حافظ) ۲۵ء
حضرت آدم: ۱۱۸	ابن ندیم: ۶۷، ۱
ابان بن عبد الحمید بن لاحق بن عقر رقاشی: ۶	ابوالحسن یوسف بن ابراہیم (ابن دایہ): ۲۰۶
(حضرت) ابراہیم: ۴۶، ۵	ابوالعباس طوسی: ۱۰۶
ابراہیم بن سلطان محمود غازی: ۲۴۴	ابوالفتح (کنیت ابن ندیم): ۱
ابراہیم بن صالح (ہارون رشید کا برادر عم)	ابوالفتح (کنیت عبدالکریم): ۴۰
۲۱۴، ۲۱۳، ۲۱۲، ۲۱۱، ۲۱۰، ۲۰۹، ۲۰۷	ابوالفداء: ۱۱
ابراہیم بن مسعود: ۳۰۷	ابوالفرج (کنیت ابن ندیم): ۱
ابن ابی اصیبعہ: ۱۹۶، ۳	ابوالفضل (مصنف): ۲۸۳، ۲۶۰
ابن اثیر: ۳۰۸	ابوالقاسم (کنیت صاعد النکسی): ۲۸
ابن بطوطہ: ۲۲۴، ۲۲۳، ۲۲۰، ۲۱۵، ۱۳۱، ۱۲۷، ۱۲۵	ابوالجہاد محمد شاہ: ۲۵۴، ۲۵۵
۲۷۹، ۲۷۸، ۲۷۷، ۲۶۶، ۲۳۵	ابوبکر بن ابوالحسن ملتانی: ۳۱۲
ابن حکیم طیار: ۳۱۱	ابوبکر بن خلیل: ۳۲۰، ۲۹۳
ابن حوقل: ۱۶۴، ۱۴۰، ۸۴	ابوحاتم بلخی: ۲۰۲
ابن دھن: ۴، ۳	ابوحنیفہ (قاضی شہر): ۲۲۳
ابن سعید: (مصنف): ۱۱	ابودلف بن یحییٰ: (سیاح): ۱۶، ۱۵
ابن فضل اللہ العمری: ۱۱	ابوسلمہ: ۲۱۲
ابن قتیض (ہندی راجہ): ۲۰۳	ابوسلیم: ۲۱۲

انفشتن: ۱۶	ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن عبد اللہ: دیکھئے اور یس
ایلا (ایک بادشاہ کا نام ہے جس نے بابل پر قبضہ کیا تھا): ۱۶۶	ابو عمر جمی: ۲۰۴
(ب)	ابو قبیل (مصنف): ۲۰۰
باکھر: ۱۹۹، ۴	ابو کالیجار (آل بویہ کا حکمران): ۸۲
بادھویہ (ہندو عقیدہ کے مطابق ایک پیغمبر کا نام): ۱۲۰	ابو معشر جعفر بن محمد: ۱۹۷
بدان (مصنف): ۱۹۹	ابو منصور (کنیت عبدالقادر): ۲۵
بدایونی: ۲۷۱	احمد بن رشید (کاتب): ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۱۰
برجمن (ایک آدمی کا نام): ۷	احمد بن شیر خاں: ۲۸
برہام: ۳۶، ۵۰	احمد بن قاسم: دیکھئے ابن ابی اصیبعہ
برہان الدین ابن خلال بڑی: ۲۹۳، ۳۰۹، ۳۱۰	احمد جام زندہ پیل: ۲۷۰
برہان الدین اعرج: ۲۲۰	اور یس: ۹۲، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۶، ۱۲۰، ۱۲۵، ۱۳۱
برون: ۲۸۰	۱۳۵، ۱۳۱، ۱۳۵، ۱۵۳، ۱۵۵، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۸۶
بزرجمبر (حکیم): ۶	ارسطو (حکیم): ۸۰
بزرویہ (فلسفی): ۳۸	ارمانوس (المعروف بہ دیانس): ۱۰۵
بستانی (عیسائی مورخ): ۱۱۰	اریکل: ۴
بشاری: ۸۴	استانگر: ۴
بشر بن معتمد: ۶	اشاشلی: ۱۱۱
بلال الدبو (سلطان): ۳۰۹	اسحاق بن زیاد (حاکم یمن): ۱۰۴
باہر: ۱۷۹، ۱۷۳	اسحاق بن سلیمان بن علی ہاشمی (ہندی حکمران): ۳، ۵، ۲۰۴
بہاؤ الحق زکریا قریشی: ۲۱۹	اسکاٹ (مسٹر): ۱۰۹، ۱۱۱
بودر: ۴	اسکندر اعظم: ۷۹، ۸۰، ۲۲۴، ۳۲۴، ۳۲۵
بوذاسف (پیغمبر): ۷، ۹، ۱۱	اصطخری: ۱۴۱
بوران (حسن بن سہل کی لڑکی): ۸۸، ۸۹	اطرا (وید): ۷
بیدا: ۳۰۷	اقلوطرخس: ۲۶
بیرونی: ۸۴، ۱۰۰، ۱۱۴	الظاہر اعزاز دین اللہ: ۱۰۴
بیکر: ۱۱۱	ایمن: ۸۶
	اندی: ۱۹۴، ۴
	انکو (انکر): ۴، ۱۹۴

حکم بن عوانہ (والی سندھ) ۱۰۵، ۱۴۰	(پ)
حمید اللہ (ڈاکٹر): ۱۰۵، ۸۲	پرویز (گازرون کاتاجر): ۲۶۳، ۲۶۲
حش بن عبد اللہ بغدادی: ۳۵	(ت)
(خ)	تاج الدین بن ابوالجہاد سمرقندی: ۳۱۱
خان شہید (پٹن کاپینا): ۲۵۳	(ج)
خجندی: ۳۲۰، ۳۰۶	جاظ: ۱۲۶، ۱۲۵
خردازہ: ۱۲۵، ۱۳۵، ۱۲۳	جاری: ۱۹۹
(حضرت) خضر: ۵۴	جباری: ۴
خواجہ جہاں (وزیر): ۲۶۳، ۲۶۲	جبریل بن خثیموع (سیاسی طبیب): ۲۰۷، ۲۰۸
خواجہ خضر: ۲۶۳	جہر: ۱۹۹، ۴
خوارزم: ۳۰	جرجی زیدان: ۱۱۰
(د)	(حضرت) جریز بن عبد اللہ: ۲۷۰
داراشکوہ: ۲۸۱	جعفر بن سبکی: ۲۰۸، ۲۰۹
دابر: ۱۹۹، ۴	جلال الدین بخاری: ۲۲۴
درگا (دیوی کانام): ۷۱	جلال الدین ہمدانی: ۲۲۵
دینقان سمرقندی: ۲۲۶	جلال الدین تہی: ۲۲۴
دینک ہندی: ۷	جنید بن عبد الرحمن: ۸۵
دیو جانس: دیکھئے ارماتوس	جودر: ۳۰۳، ۳۰۴
دیوناخس: " " "	جونہ خاں (تعلق کاپینا): ۲۵۴
(ر)	جہر ہندی: ۸
راجردوم (عیسائی حکمران): ۱۰۸، ۱۰۹	(چ)
راجہ: ۱۹۹، ۴	چرک (مصنف): ۱۹۹، ۴
راس جالوت: ۱۰۰	(ح)
رائے اہندی (مصنف): ۵	حاج: ۲۲۰، ۲۱۹، ۱۶۳
رشید بن زبیر (قاضی): ۱۰۰، ۸۲	حسن بن سہل: ۸۸، ۸۷
	حسین بن محمد (المعروف باین آدمی): ۳۵

<p>(ش)</p> <p>شافعی (امام): ۲۵</p> <p>شاناق (حکیم): ۷، ۸، ۹، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳</p> <p>شرف الدین (لقب ابن بطوطہ): ۱۵</p> <p>شریف سمرقندی: ۳۱۲</p> <p>شسرت: ۴</p> <p>شمس الدین التمش: ۲۳۰، ۲۳۵، ۲۳۷، ۲۳۹</p> <p>شمس الدین محمد شیرازی: ۲۲۳</p> <p>شمس الدین معروف بدتاج العارفین: ۲۷۹</p> <p>شہاب الدین (تاجر) گازرونی: ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴</p> <p>شہاب الدین ابوالمظفر محمد بن سام بن حسین غوری:</p> <p>۲۴۴، ۲۴۵، ۲۵۳، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۸۰</p> <p>شہرستانی: دیکھئے عبدالکریم</p> <p>شیوایا شیویاشب (دیوتا کا نام): ۶۳</p> <p>(ص)</p> <p>صاعد بن احمد بن عبدالرحمن بن محمد بن صاعد (قاضی)</p> <p>۲۸، ۲۹</p> <p>صالح بن بہلہ ہندی: ۲۰۶، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱</p> <p>۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴</p> <p>صدر الدین (شیخ): ۲۳۳</p> <p>صروف (ڈاکٹر عیسائی فاضل): ۱۱۰</p> <p>صکھ: ۴، ۱۹۹</p> <p>صلاح الدین (ڈاکٹر): ۸۲</p> <p>صلاح الدین ایوبی (سلطان): ۱۹۶</p>	<p>رضید (معز الدین کی حقیقی بہن): ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹</p> <p>رکن الدین بن شمس الدین: ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۳۷، ۲۳۸</p> <p>رؤسا (پنڈت عورت): ۵</p> <p>(ز)</p> <p>زبیدہ بنت جعفر: ۸۶، ۸۷</p> <p>(حضرت) زبیر بن العوام: ۲۷۸</p> <p>زنگل: ۴، ۱۹۹</p> <p>(س)</p> <p>ساد برم: ۷</p> <p>سبک تلگین: ۳۰۷</p> <p>سراج الدین ہندی (قاضی): ۲۹۶، ۳۰۵، ۳۱۳</p> <p>۳۱۷، ۳۲۵، ۳۳۷</p> <p>سرنبہری الیٹ: ۲۷۷</p> <p>سسر (ہندی مصنف): ۱۹۹</p> <p>سلام ابرش (حاکم): ۲۰۶</p> <p>سلسلہ: ۸</p> <p>سلم: ۷</p> <p>سند باد (حکیم): ۶، ۷</p> <p>سنگھل: ۳۰، ۱۹۸</p> <p>سلیمان تاجر: ۱۲۷</p> <p>(سید) سلیمان ندوی (علامہ): ۹۵، ۱۱۵، ۱۱۶</p> <p>سندھشان (مصنف): ۲۰۰</p> <p>سہل بن ہارون: ۶</p> <p>سیف الدین بن جہنی (امیر): ۲۳۲</p>
---	--

عزالدولہ ابو منصور: ۱۰۴	صنمیل دیکھئے سٹھل
عزالدین ایدمر: ۱۹۶	(ض)
عزالدین زبیری (امام): ۲۷۸	”ض“ (ضیاء الدین اصلاحی): ۳۵، ۳۴، ۳۰، ۲۷
عزالدین ملتان (بادشاہ): ۲۱۸	۷۰، ۶۶، ۶۳، ۵۷، ۵۶، ۵۴، ۵۰، ۴۵، ۴۴، ۴۱
علاء الدین: ۲۴۴	۳۱۷، ۳۱۶، ۳۰۸، ۲۲۱، ۲۱۱، ۲۰۷، ۱۹۸، ۷۲
علاء الدین نیلی (بزرگ): ۲۴۳	ضیاء الدین برنی: ۲۷۲
علاء الملک: ۲۲۴، ۲۲۱، ۲۲۰	ضیاء الدین سمنانی: ۲۷۱، ۲۷۰
(حضرت) علی: ۱۰۸	(ط)
علی بن داؤد: ۶	طاہر: ۲۵
علی بن نجم: ۸۷	طوسی (سنیر): ۲۷۷
علی بن منصور عقیلی: ۳۱۰	(ظ)
عمر (محمد بن قاسم کالڑکا): ۱۳۵، ۱۳۰	ظہیر الدین زنجانی: ۲۷۶
(حضرت) عمر: ۲۷۰	(ع)
عمران بن موسیٰ بن مکی بن خالد برکی: ۱۴۱، ۱۰۳، ۱۰۲	عباس بن سعید: ۲۰۲
عمر بن کبیر النمری: ۱۰۰	عباس (مہدی کی لڑائی): ۲۱۴
(غ)	عبدالرحمن المریان: ۲۸۷
غالب باللہ (ولی عہد): ۱۰۶	عبدالقادر بغدادی: ۲۵۰
غیاث الدین بلبلن: (سلطان) ۲۵۱، ۲۵۰، ۲۴۴	عبداللہ بن سوار (والی سندھ): ۱۰۰، ۹۹
۳۱۴، ۲۵۳، ۲۵۲	عبداللہ بن علی: ۱۹۹، ۴۰
(ف)	عبداللہ بن محمد المخلوع: ۸۷، ۸۶
فرشتہ (مصنف تاریخ فرشتہ): ۲۷۲، ۲۵۵	عبداللہ بن مقفع: ۳۸، ۶
فیروز شاہ: ۲۱۴، ۲۱۸، ۲۱۶، ۲۱۴، ۲۱۳	عبداللہ حنفی (امام): ۲۴۳
فیثاغورس (فلسفی): ۷۷، ۷۴	عبداللہ (حسن بن سہل کالڑکا): ۸۹، ۸۸، ۷۸
(ق)	عبید اللہ بن مکی بن خاقان: ۹۱، ۸۹
قادر باللہ (خلیفہ): ۱۰۷، ۱۰۶	

<p>(ل)</p> <p>لاہین (صف کاراجہ): ۱۶</p> <p>لوقین: (" ") : ۱۷</p> <p>(م)</p> <p>مامون (خلیفہ): ۲۰۲، ۹۷، ۹۶، ۸۶</p> <p>مامون: (والی طایطر): ۲۹</p> <p>مبارک بن محمود الانانی: ۲۸۷، ۲۹۰، ۲۹۳، ۲۹۶</p> <p>۲۹۵، ۲۹۸، ۳۰۰، ۳۰۳، ۳۰۵، ۳۱۳</p> <p>۳۱۶، ۳۱۸، ۳۲۴</p> <p>متوکل (امیر المؤمنین): ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۱</p> <p>محمد (عمران کا بیٹا): ۱۰۲</p> <p>محمد بن ابراہیم فزاری: ۳۵</p> <p>محمد بن اسحاق بن ابی یعقوب الندیم: ۱۰۱</p> <p>محمد بن ہیرم: ۲۸۰</p> <p>محمد بن تغلق شاہ: ۲۸۶، ۲۹۵، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳</p> <p>محمد بن عبدالرحیم اقلیشی: ۲۸۹</p> <p>محمد بن عبداللہ بن ابراہیم بن یوسف</p> <p>(ابن بطوطہ نامہ): ۲۱۵</p> <p>محمد بن غوری: ۲۴۲</p> <p>محمد بن قائم: ۱۴۰، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۸</p> <p>محمد بن موتی: ۳۸، ۳۵</p> <p>محمد بن یوسف: ۱۶۳</p> <p>محمد تغلق (سلطان): ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۹، ۲۲۵، ۲۲۹</p> <p>۲۳۰، ۲۳۲، ۲۳۵، ۲۴۰، ۲۴۲، ۲۴۳</p> <p>محمد عبدالکریم شیرستانی: ۲۶، ۳۰</p>	<p>قلمروان (جزیرہ و قمار با قمر کا بادشاہ): ۱۱۵</p> <p>قتلغ خاں: ۲۸۴</p> <p>قطب الدین: ۲۳۳، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۲، ۲۴۵، ۲۴۶</p> <p>۲۵۳، ۲۷۰، ۳۰۸</p> <p>قطب الملک (حاکم ملتان): ۲۲۶، ۲۱۶</p> <p>قلانوس: ۷۷، ۷۴</p> <p>قلقندری (شہاب الدین احمد بن علی قلقندری):</p> <p>۲۸۶، ۳۱۷</p> <p>قوام الدین: ۲۲۷</p> <p>قجاق: ۳۰۷</p> <p>(ک)</p> <p>کسریٰ (دیکھئے نو شیرواں)</p> <p>کفلو خاں: ۲۲۳</p> <p>کمال الدین بن عبدالغازی: ۲۴۳، ۲۵۵، ۲۵۸</p> <p>کمال الدین قریشی: ۲۲۰</p> <p>کمال الدین محمد بن بران الدین الملقب بصدربہاں</p> <p>۲۴۳، ۲۵۰، ۲۵۸، ۲۶۹، ۳۱۹</p> <p>کندی (مصنف): ۱۸، ۱۷</p> <p>کنہ (ویدھ نامہ): ۱۹، ۳</p> <p>کنہ: ۲۴۲</p> <p>کنہ: ۲۸۰، ۲۵۳</p> <p>کتب: ۲۵۳</p> <p>(گ)</p> <p>گوتم بدھ (دیوتا): ۱۴، ۱۷، ۱۸، ۵۲، ۷۸</p>
---	---

محمد بن یحییٰ (بزرگ): ۲۷۹:	محمد بن یحییٰ (خلیفہ): ۲۱۳:
محمد معصوم (میر): ۲۲۳:	(ن)
محمد ہرودی (امیر): ۲۷۷:	ناصر الدین ابوعلی حسن بن حمدان: ۱۰۵:
محمود (شیخ): ۲۲۲:	ناصر الدین قباچہ: ۲۲۲، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۵۰:
محمود بن بکتگیں: ۳۱۳، ۳۰۷:	۲۵۳، ۲۵۲
محمود غزنوی: ۱۰۷، ۱۰۶:	ناقل (مصنف): ۹:
مخدوم جہانیا جہاں گشت: ۲۲۳:	نصر الدین محمد حسینی: ۳۱۶:
مخدومہ جہاں: ۲۷۱:	نظام الدین بدایونی: ۲۳۳، ۲۳۴:
مدائنی: ۸۵:	نوشیرواں بن قباد بن فیروز (شاہ ایران): ۸۴، ۸۳، ۳۸:
مردان بن محمد السعدی: ۱۰۰، ۹۹، ۹۸:	نوکیشٹل (وید کا نام): ۵:
مرید اسود: ۷:	(و)
مستقصر (خلیفہ): ۲۳۳، ۱۰۵:	واثق باللہ: ۱۰۳، ۱۰۲:
مسرور: ۲۱۲:	واقدی: ۹۹:
مسعودی: ۱۳۱، ۸۳:	وجیہ الدین کاشانی: ۲۳۶:
(حضرت) معاویہ بن ابوسفیان: ۱۰۰، ۹۹:	ولہب رائے (راجہ): ۱۸۲، ۱۷۸، ۱۷۳، ۱۳۵، ۱۱:
معتصم (خلیفہ): ۸۷، ۸۶:	وہبی (وہبی): ۹۶، ۹۵:
معتد علی اللہ: ۱۰۱، ۹۱، ۸۹:	(ہ)
معز الدین بن ناصر الدین بن التمش: ۲۵۳، ۲۲۷، ۳۹:	ہابل: ۷:
معز بن بادیس بن منصور: ۱۰۳:	ہارون رشید (خلیفہ): ۸۷، ۸۷، ۸۷، ۲۰۶، ۲۰۴، ۲۰۳، ۲۰۲:
معین الدین بن باخرزی: ۲۸۰:	۲۱۳، ۲۱۱، ۲۱۰، ۲۰۹، ۲۰۷:
مقبول احمد (ڈاکٹر): ۱۱۱:	ہشام بن عبد الملک (خلیفہ): ۹۵:
مقدسی: ۱۱۰:	ہشام بن عمرو: ۱۰۰:
ملک التجار: ۲۶۳، ۲۶۳:	بشتر (مصنف): ۲۲۱:
ملک شاہ الپ ارسلان: ۳۲۵:	(ی)
منصور: ۱۴۵، ۱۰۰:	یا جگر خوار (ڈاکٹر): ۲۸۳:
منکہ (وید جو سنسکرت سے عربی میں ترجمہ کرتا تھا):	یا قوت: ۱۵۳، ۱۲۵، ۱۱۳، ۱۱۳:
۲۰۵، ۲۰۴، ۲۰۳، ۲۰۲، ۲۰۱، ۲۰۰:	یحییٰ بن خالد برکی: ۲۰۲، ۱۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱:
موسیٰ بن عمر بن عبد العزیز: ۹۱:	یحییٰ بن سعید الحدیدی: ۲۹:
موفق (خلیفہ معتمد کا بھائی): ۱۰۱:	یحییٰ بن ظاہر: ۲۹:
مؤبر (جرمن عالم): ۱۹۶:	یعقوب بن لیث (بادشاہ): ۱۰۱، ۱۳:
	یعقوبی: ۸۳:

مقامات

انڈمان: ۱۰۳	(الف)
انڈونیشیا: ۱۱۵	آسام: ۱۸۷، ۱۸۵، ۱۳۵، ۱۱۵
انگولی: ۱۷۰	آکسفورڈ (قصہ): ۱۱۱
اوکین (جزیرہ): ۱۷۰، ۱۶۸، ۱۴۱	آمر: ۲۸۰، ۲۷۸
اوپری کشمیر: ۱۸۸، ۱۷۵	آوز (کاؤں): ۲۷۸
اوچھ: ۲۲۴، ۲۲۳	ابدوی: ۱۱۹
اودھ: ۲۹۷	اتری: ۱۳۹، ۱۴۷، ۱۴۰
اوٹلا: ۲۷۸	اجین: ۲۸۳
اوندرن (پہاڑ): ۱۷۷	اختر (ایک مقام کا نام جہاں ایک بہت بڑا بت ہے): ۷۰
ایران: دیکھئے فارس	اوغست: ۱۹۴، ۱۷۵، ۱۶۹
(ب)	ارزلان: ۱۹۳
بابل: ۱۶۶	ارماتیل: ۱۵۴، ۱۵۳، ۱۳۹
باغیت: ۲۷۷	ارمن بیلہ: دیکھئے ارماتیل
بامیان: ۱۴۰	ارود: ۱۴۰
بامیرجان (منصورہ کا ہندو نام): ۱۷۰	اساول: ۱۷۷، ۱۷۴، ۱۶۸، ۱۴۰
بانیہ: ۱۶۸، ۱۴۷، ۱۴۰	اسطوریان: ۱۴۰
بجرتن: ۱۷۳	اسکندریہ: ۳۱۷، ۳۰۳، ۲۲۰، ۹۸
بجہ: ۱۷۵	استاندا: ۱۸۷
بجرتن: ۳۱۰، ۲۹۹	اصفہ: ۱۵۷، ۱۵۲، ۱۴۰
بجالتہ (دروازہ): ۲۳۷	اطراسا: ۱۸۸، ۱۷۵
بدلون (بدالیوں): ۲۹۷	افنا: ۱۲۰، ۱۱۹
برہمپورہ: ۲۷۹	افریقہ: ۱۰۸
برنشی: ۱۲۰	افغانستان: ۱۱۳
	الخور: ۱۳۹
	انہریہ (جزیرہ): ۱۱۴
	اندرابی: ۲۹۸

۲۷۸:۱۰	برہم: ۱۳۵، ۹۵، ۹۳
(پ)	برہم پتہ: ۱۸۷
پاکستان: ۱۴۰	برہمن آباد: ۱۴۰
پتری: ۱۴۰	بسمد: ۱۶۸، ۱۴۷، ۱۴۰
پٹن: ۱۱۴	بشری: ۱۴۰
پنجاب: ۲۹۷، ۲۲۴، ۱۵۷، ۱۴۰	بھروہ: ۱۰۲
(ت)	بغداد: ۲۱۰، ۲۰۴، ۱۴۶، ۱۰۲، ۸۹، ۲۵، ۷، ۲، ۱
تارند (ایک میدان): ۲۲۱	بکران: دیکھئے بکران
تہت: ۸۴	بلبن: ۵۲
ترکستان: ۲۹۹	بلخ: ۱۶۵، ۱۴۱
تغلق آباد: ۲۳۵، ۲۳۴	بندشیر: ۲۷۹
تلپت (موضع): ۲۷۷	بہوچستان: ۱۴۱، ۱۱۳
تنک: ۲۹	بلیق: ۱۸۲، ۱۷۷، ۱۴۲
تندکھ: ۲۹۰، ۲۸۴، ۲۵۴	بلہمان (نہمان): ۱۴۸، ۱۱۵، ۱۱۴
تنگوہ: ۲۷۱	بلبن: دیکھئے بلیق
تھند: ۱۸۳، ۱۷۵	بندرا: ۱۵۷، ۱۵۶، ۱۴۹
تیز: ۱۵۳، ۱۵۲	بنگال: ۱۳۱، ۱۲۵، ۱۲۴
(ٹ)	بنگالہ: دیکھئے بنگال
تراوٹور: ۱۴۱، ۱۳۵	بہار: ۱۹۷
تھنی: ۱۸۹	بھٹیہ پتہ: ۳۰۷
(ث)	بھوپو: ۲۲۳
ثارہ: ۱۷۱، ۱۴۱	بھریو: ۲۷۸
ثبہ: ۱۷۵	جوانی: ۲۲۳، ۱۸۴، ۱۷۷، ۱۷۶، ۱۷۵، ۱۰۰
	تہ: ۲۲۳، ۲۲۲

<p>خسر آباد: (وادی): ۲۲۵</p> <p>خفساں: (شہر): ۲۷۴</p> <p>خوارزم: ۳۰</p> <p>خواش: ۱۹۳، ۱۷۵</p> <p>خورد (شہر): ۱۵۱</p> <p>خورجہ: ۲۷۹</p> <p>خوگلیا: ۱۶۷</p> <p>خیبر: ۱۹۳</p>	<p>(ج)</p> <p>جانبہ: دیکھئے جاوا</p> <p>جائنگر: (مونگیر): ۳۰۹، ۲۹۷</p> <p>جالوس: ۲۹</p> <p>جامعہ ازہم (یونیورسٹی): ۷</p> <p>جاوا: ۲۹۸، ۱۱۶، ۱۱۲، ۹۳</p> <p>جرپٹن: ۱۹۵، ۱۸۵، ۱۷۵</p> <p>جٹانی: ۲۱۹</p> <p>جندور: ۱۶۴</p>
<p>(د)</p> <p>دارالحکمتہ (ادارہ): ۷</p> <p>داور: ۲۹۷</p> <p>درک: ۱۶۸، ۱۵۴، ۱۵۲، ۱۴۰</p> <p>درنگل: ۲۷۱</p> <p>دکن: ۱۳۵، ۱۳۱</p> <p>دلی: دیکھئے دہلی</p> <p>دواکیر: دیکھئے دیوگرھ</p> <p>دودھ: ۱۸۹، ۷۷</p> <p>دولت آباد: ۲۸۳، ۲۷۳، ۲۷۲، ۲۷۱، ۲۵۳، ۲۲۴</p> <p>۳۲۸، ۲۸۴</p> <p>دولقہ: ۱۷۷، ۱۷۵</p> <p>دہلی: ۲۲۰، ۲۳۷، ۲۳۳، ۲۳۲، ۲۳۱، ۲۲۲، ۲۱۵</p> <p>۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۵، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۷۱، ۲۷۲</p> <p>۲۷۳، ۲۸۶، ۲۸۳، ۲۷۹، ۲۷۸، ۲۷۷، ۲۷۴، ۲۷۳</p> <p>۳۰۵، ۲۹۷</p>	<p>(چ)</p> <p>چندور: دیکھئے جندور</p> <p>چچین: ۷، ۳۰، ۳۱، ۸۲، ۱۲۱، ۱۳۰، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴</p> <p>۱۳۵، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۲، ۱۴۶، ۱۹۲، ۲۷۲، ۲۷۵</p> <p>۳۰۳، ۲۹۰، ۲۷۷</p> <p>(ح)</p> <p>حامری: ۱۹۹</p> <p>حبشہ: ۳</p> <p>حسک: ۱۹۳، ۱۷۵</p> <p>حماۃ: ۲۹۲</p> <p>حورغن (پہاڑ کا نام): ۶۴، ۲۴</p> <p>(خ)</p> <p>خابیرون: ۲۷۴، ۱۷۸</p> <p>خراسان: ۲۳۲، ۲۲۷، ۱۹۲، ۱۶۵، ۱۰۴، ۹۸، ۹</p> <p>خروج (راسک کا ایک حصہ): ۱۵۷، ۱۵۵</p>

زیتون (شہر): ۲۷۴	دہلی: ۱۳۹، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۴
زیریں کشمیر: ۱۸۶، ۱۷۵	۱۷۷، ۱۶۹
(س)	دیپہ (متعدد جزائر کا مجموعہ): ۱۲۷
ساگر: ۲۸۳	دیجات (" "): ۱۱۵، ۱۱۳
سامان (صوبہ): ۲۹۷	دیوگرھ: ۳۲۸، ۳۰۹، ۲۹۷، ۲۵۹
سبہ: ۱۰۸	(ڈ)
سجستان: ۱۹۳، ۱۶۷، ۱۱۳، ۱۱۴	ڈیگ (قلعہ): ۲۷۸
سد سکندر (بندرگاہ): ۲۸	(ذ)
سدوسان: ۱۳۷، ۱۳۵، ۴۳	ذیپہ الہیل (جزائر مالدیپ): ۲۳۱
سرحد (صوبہ): ۲۹۷	(ر)
سرتی: ۲۹۷	راسک: ۱۵۷، ۱۵۵، ۱۵۲، ۱۳۰
سرمن رای: ۱۰۲، ۹۱، ۸۹	راس کماری: ۱۲۲، ۱۱۵
سرنڈیپ: ۲۹۸، ۱۸۳	روفقہ: ۱۳۶
سقالہ: ۱۱۳	رامی: ۲۹۸، ۱۲۸، ۱۲۶، ۱۲۳
سکروارہ (ندی): ۱۳۱	راہون: (پہاڑ): ۱۵۳، ۱۱۸
سکھر: ذیکھے بھکر	رساند: ۱۸۷
ساترا: ۱۱۵، ۹۳	رستاند (دیکھے رساند)
سمرقند: ۱۶۵	روریا روٹر (گاؤں): ۱۳۰
سمندر (جزیرہ): ۳۰۹، ۲۹۷، ۱۷۶، ۱۷۵	روڑی: ۲۲۳
سنداپور: ۱۸۳، ۱۷۵	روس: ۳۱۷
سندان: ۱۸۲، ۱۷۳، ۱۷۰، ۱۶۸، ۱۴۰	روم: ۱۰۵، ۳۱
سندور: دیکھے سندورا	روہون (لڑکا کے جنوبی حصے کو کہتے ہیں): ۱۱۸
سندورا: ۱۹۴، ۱۶۸، ۱۶۴، ۱۳۷، ۱۴۰	(ز)
سندہ: ۲، ۳۸، ۸۵، ۹۱، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۱۳، ۱۱۴	زاج: ۲۹۸
۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸	زویلہ: ۱۹۴، ۱۹۳، ۱۷۵، ۱۶۸

(ط)	۱۶۷، ۱۶۵، ۱۶۳، ۱۵۹، ۱۵۷، ۱۴۹، ۱۴۸
طاطری: ۱۳۷	۲۱۹، ۲۱۷، ۲۱۶، ۱۹۲، ۱۸۴، ۱۸۰، ۱۷۶، ۱۶۹، ۱۶۸
طبری: ۹۸	۲۸۳، ۲۶۹، ۲۵۳، ۲۲۵، ۲۲۴، ۲۲۳، ۲۲۱، ۲۲۰
طخارستان: ۱۹۱	۲۹۱
طرب آباد (بازار): ۲۴۲	سوپارہ: ۱۶۸، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳
طلیطلہ: ۲۹	سورت: ۱۶۷
طیجہ (مراکش): ۲۱۵	سورہ: ۱۳۰
طوج جاذ (عراق): ۱۰۱	سوس: ۹۸
طوران: ۱۴۰، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۵	سوہجری: ۹۸
۱۶۸، ۱۶۷	سہارنپور: ۲۷۹
طول عدن: ۲۹۰	سیراف: ۱۱۶، ۱۰۲
(ظ)	سیلون: ۱۴۵، ۱۴۴، ۱۴۳، ۱۱۸، ۱۱۳
ظہرہ: ۱۴۰	سیمور (چیمور): ۱۴۰، ۱۶۸، ۱۷۰، ۱۷۳، ۱۷۶
(ع)	سیوستان: دیکھئے ہجستان
عدن: ۱۱، ۱۴	(ش)
عراق: ۱۴۲، ۱۴۶، ۱۵۶، ۲۰۳، ۲۰۶، ۲۲۰، ۲۹۹	شام: ۱۴۶، ۱۴۴، ۱۴۳، ۳۱۶
۳۱۹، ۳۱۸، ۳۰۳	شروشان: ۱۴۰، ۱۴۴، ۱۵۰، ۱۵۱
غرب: ۹۲، ۱۲۵، ۱۳۱، ۱۴۱، ۱۴۵، ۳۱۵	شلاہط (دریا): ۱۲۴
تقیق: (ایک جگہ کا نام): ۹۸	شہرستان: ۴۰
عاقی گڑھ: ۲۷۹	(ص)
عمان: ۱۲۳، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۵۳	صرخہ: ۱۹۶
عویر دوردر: ۴۱	صقلیہ: ۱۰۸، ۱۰۹
	صغی: ۱۷۵، ۱۸۵
	(ض)
	نصف (پینیہ): ۱۶، ۱۷

قصران: ۱۵۵	(غ)
قصر قند: ۱۵۶، ۱۵۲، ۱۳۹	غزنہ: ۳۰۸، ۲۹۰، ۲۴۴، ۲۳۷، ۱۰۷، ۱۰۶
قلات: دیکھئے قیقان	(ف)
قلقشندہ (مصر کا ایک گاؤں): ۲۸۶	فارس: ۱۳۳، ۱۲۲، ۱۰۱، ۱۰۰، ۴۰، ۳۸، ۳۱، ۷، ۶
قلمبھاری: ۱۲۵	۱۵۶، ۱۵۳، ۱۴۲، ۱۳۳
قمار: ۲۹۸، ۱۱۷، ۱۱۵، ۱۱۴، ۱۶	فرج بیت الذہب (ملتان): ۱۵، ۱۳
قمر (جزیرہ) دیکھئے قمار	فرخ آباد: ۲۷۹
قندائیل: ۱۶۷، ۱۶۶	فرش حیرہ: ۹۸
قندھار: ۱۹۴، ۱۹۱، ۱۹۰، ۱۷۵، ۱۰۱، ۱۰۰، ۱۵	فرستوری: ۱۱۹
قنوج: ۲۹۷، ۲۷۹، ۱۸۸، ۱۸۷، ۱۸۶، ۱۸۵	فرغانہ: ۱۰۲
قیقان: ۱۴۰، ۹۹	فلسطین: ۲۱۳
(ک)	فلہرہ: ۱۵۷، ۱۵۶، ۱۵۳
کابل: ۱۹۳، ۱۹۲، ۱۹۱، ۱۹۰، ۱۸۸	فنجیور: ۱۶۸
کاٹھیاواڑ: ۱۱۴	قندریہ: ۱۸۴، ۱۷۵، ۱۷۲
کارموت: ۱۸۵، ۱۷۵	فہر: ۶۹
کارومنڈل: ۱۱۶	فہرج: ۱۵۷
کالیجار: ۳۰۷	فیروزپورہ: ۱۵۲، ۱۵۱، ۱۴۰، ۱۳۹
کامرون (آسام کا قدیم نام): ۱۲۲، ۱۱۵	(ق)
کراچی: ۲۲۱	قالری: ۱۵۰، ۱۴۹، ۱۴۷، ۱۴۴، ۱۴۰
کرمان: ۱۱۳	قالیرون: ۱۴۱
کٹڑہ (دو آبہ آباد): ۲۹۷	قاہرہ: ۱۹۶
کسیر (کیڑھڑ کی بگڑی ہوئی شکل): ۱۴۱	قدیر: ۱۶۷، ۱۴۳
کسکھار: ۱۴۱	قرطبہ (اسپین): ۱۰۸، ۲۸
کشور: ۱۴۰	قرمز: ۹۸
	قزووار: ۱۵۸، ۱۴۰

گوالیار: ۲۷۸	کشدان: ۱۶۷
(ل)	کشمیر: ۱۸۸، ۱۸۷، ۱۸۶، ۱۷۵، ۱۹۷
لاہری: ۲۹۸	کلاپور: ۲۹۷
لاہری (کراچی کا ایک گاؤں): ۲۲۲، ۲۲۱	کلکتیان: (کلیان): ۱۸۷، ۱۸۵، ۱۷۵
لکھنؤ: ۳۰۹، ۲۹۸، ۲۵۳	کلوان: ۱۵۲
لمٹھ: ۱۹۴، ۱۹۳، ۱۶۹	کلہ بار (بندرگاہ): ۲۹۸، ۱۳۰
لٹکا: ۱۳۰، ۱۲۷، ۱۲۳، ۱۲۲، ۱۲۱، ۱۱۹، ۱۱۸، ۱۱۷، ۱۱۳	کتابیہ: ۱۳۰
۲۹۰، ۱۹۴، ۱۸۶، ۱۴۰، ۱۳۹	کنبلی یا قنبلی: ۱۵۴، ۱۳۹، ۱۲۰
لولوا: ۱۸۵، ۱۷۵	کنجہ: ۱۸۵، ۱۷۵
لونیا: ۱۸۷	کوچین یا کیرالہ (بندرگاہ): ۱۴۱، ۱۳۵
لہاور (لاہور): ۳۰۸، ۲۹۷، ۲۴۵، ۱۸۹، ۱۸۸، ۱۶۹	کوشہ: ۱۴۰
(م)	کولم: ملی: ۱۹۴، ۱۸۴، ۱۷۶، ۱۶۸
مادیار: ۱۸۹، ۱۷۵	کھنایت: ۲۶۳، ۱۷۳، ۱۶۹، ۱۶۸، ۱۴۸
مارواڑ: ۱۱۳	کیز: ۱۵۴، ۱۵۳، ۱۵۲، ۱۳۹
ماسکان: ۱۵۵	کیزکان: ۱۶۷، ۱۶۶، ۱۵۸، ۱۵۵، ۱۴۰
ماسورجان: ۱۶۸، ۱۶۷، ۱۴۰	کیسہ: ۱۵۷
ماسویا: ۱۶۸	کیش: ۱۵۳
ماقولون: ۱۱۹	کیک: ۱۸۵
مالون (سنگلدیپ): ۱۱۵	کیہ: ۱۳۹
مالون: ۱۴۱	(گ)
مالوہ: ۲۹۷، ۱۸۹، ۱۷۵	گازرون: ۲۶۴
مامل: ۱۶۹، ۱۶۸، ۱۴۸، ۱۴۰	گالبا (غابہ): ۱۳۵
ماترا: ۹	گالی پور: دیکھئے گوالیار
متر: ۲۷۸، ۲۷۷	گجرات: ۲۹۷، ۲۶۳، ۱۳۵، ۱۱۴، ۱۰۰

مرقاہ: ۱۱۹	مہاراشٹر: ۱۱۴
مروہ: ۱۴۰	مہانکر (راجہ ولہب رائے کا دارالاساطت): ۱۱۲
مستنج: ۱۵۹	مہراج: ۲۹۸
مسلا: ۱۸۷	موام: ۱۳۰
مشقی: ۱۵۷، ۱۵۶، ۱۵۴	موریس: ۱۸۰، ۱۸۹، ۱۷۵
مصر: ۱۰۸، ۸۲، ۴۰، ۹۸، ۱۱۰، ۱۱۷، ۱۹۶، ۲۱۳، ۲۸۴	مید (جزیرہ): ۱۲۰، ۱۶۸، ۱۴۱
۳۲۸، ۳۱۶، ۳۱۴، ۳۰۴، ۳۰۱، ۳۰۰، ۲۸۶	میدرہ: ۱۷۵
مصیصہ: ۱۴۶	میرٹھ: ۲۷۹
مچاک: ۱۶۷، ۱۴۱	میسور: ۲۹۷
معبر (کارومنڈل): ۳۰۹، ۲۹۷، ۲۵۴	(ن)
مکران: ۱۵۴، ۱۱۳، ۱۱۵، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۹، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴	نرور: ۲۸۰
۱۶۸، ۱۶۶، ۱۶۵، ۱۵۷، ۱۵۶	نہروارہ: ۱۹۱، ۱۸۸، ۱۸۰، ۱۷۹، ۱۷۷، ۱۷۶، ۱۷۵
ماتان: ۱۵۷، ۱۵۲، ۱۴۹، ۱۴۷، ۱۴۰، ۱۱۴، ۱۱۳، ۱۱۹، ۱۲۱	۳۰۸، ۲۶۴
۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۹۴، ۱۹۳	نیاست: ۱۸۸، ۱۷۵
۲۱۶، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱	نیپال: ۱۱۵
۳۰۷	نیرون: ۱۴۷، ۱۴۵، ۱۴۳، ۱۴۰
ملی: دیکھئے کولم ملی:	(ہ)
ملبیار: ۱۸۴، ۷۵	ہاسی (ہاسی): ۲۹۷
مہینی: ۱۸۳، ۴۰	ہرگند (دریا): ۱۳۲، ۱۱۸، ۱۱۷
منجابرہ: ۱۵۱، ۱۴۷، ۱۳۹	ہندوستان: ۱۷۵، ۱۷۴، ۱۷۳، ۱۷۲، ۱۷۱، ۱۷۰، ۱۶۹، ۱۶۸، ۱۶۷، ۱۶۶، ۱۶۵، ۱۶۴، ۱۶۳، ۱۶۲، ۱۶۱، ۱۶۰، ۱۵۹، ۱۵۸، ۱۵۷، ۱۵۶، ۱۵۵، ۱۵۴، ۱۵۳، ۱۵۲، ۱۵۱، ۱۵۰
منصورہ: ۱۴۰، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹	۲۵، ۲۸، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲
منظور: ۲۸۲	
منورہ (جزیرہ): ۱۴۱	
منبرہ: ۱۴۱	

کتب	۱۳۶، ۱۳۴، ۱۳۹، ۱۳۷، ۱۳۵، ۱۳۳، ۱۳۲
	۱۷۰، ۱۶۹، ۱۶۸، ۱۶۷، ۱۶۴، ۱۶۱، ۱۵۹، ۱۵۷، ۱۵۸
	۱۸۶، ۱۸۴، ۱۸۲، ۱۸۰، ۱۷۹، ۱۷۵، ۱۷۴، ۱۷۳
قرآن مجید: ۲۵۷، ۲۵۰	۱۸۷، ۱۹۱، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۱، ۲۰۳
(الف)	۲۰۴، ۲۰۶، ۲۱۰، ۲۱۵، ۲۱۷، ۲۲۰، ۲۲۵، ۲۲۹
آئین اکبری: ۲۸۳، ۲۸۰، ۲۶۰، ۲۴۱	۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۴۲، ۲۴۵، ۲۴۹، ۲۸۸
احسن التقاسیم: ۱۱۰	۲۹۱، ۲۹۵، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۱، ۳۰۴، ۳۰۷، ۳۰۸
اخبار الاندلس: ۱۱۱، ۱۰۹، ۱۰۸	۳۱۷
اخبار الخلفاء والبرامکہ: ۲۰۴	(ی)
اخبار فتوح البلدان: ۹۹	یالم (گاؤں): ۲۳۷
اصلاح حرکات النجوم: ۳۶	یمن: ۱۹۸، ۱۳۴، ۱۱۸، ۱۰۴، ۱۰۱، ۹۸
التعریف بطبقات الامم: ۲۸	یورپ: ۲۸۷، ۲۱۵، ۱۱۰، ۹۶، ۴۰، ۲۸، ۱
الفرق بین الشرق: ۲۶، ۲۵	
الفہرست: ۲۱	
الہلئل والنحل: ۶۶، ۴۱، ۴۰	
(ت)	
تاریخ اللغة العربیة: ۱۱۰	
تاریخ یعقوبی: ۴	
تحفۃ الاباب: ۲۸۹	
تحفۃ النظامی غرائب الامصار: دیکھئے رحلہ ابن بطوطہ	
تقویم البلدان: ۲۹۲، ۱۱۰	
(ج)	
جماہر: ۱۰۹، ۱۰۰، ۸۴	

کتاب السوم: ۲۰۶	(د)
کتاب العجائب: ۱۸۷	دبستان: ۲۸۱
کتاب القرائات الصغیر: ۱۹۸	دیوان الالباب و دبستان نوادر العقول: ۹۷
کتاب القرائات الکبیر: ۱۹۸	(ر)
کتاب المسالك والممالك: ۱۱۰	رحلہ ابن بطوطہ: ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۳۵، ۲۷۸، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۳
کتاب المغرب: ۱۱۹	
کتاب الموانید: ۲۰۳	(س)
کتاب النجوم ارفی الاعمار: ۱۹۷	سند ستاق (سندھ شان یا سندستان): ۴
کتاب البند: ۱۱۳	(ص)
کتاب تفسیر اسماء العقاد: ۲۰۰	صبح الاعشی: ۲۸۸، ۲۸۶
کتاب رآی السندی فی اجناس الحیات وسمومہا: ۲۰۰	صفوة الاذہان: ۹۳
کتاب روی السندی فی علایجات الانبیاء: ۲۰۰	(ط)
کتاب صورت النجوم: ۱۵۵	طبقات الامم: ۳۰
کتاب علایجات الجبالی مہند: ۲۰۰	(ع)
کتاب فی احداث العالم، الدور فی تتران: ۱۵۸	عجائب الاسفار: ۱۳۱، ۲۳۵
کتاب فی التوجہ: ۱۹۸	عیون الانباء فی طبقات الاطباء: ۱۹۶، ۱۹۷
کتاب فی علم النجوم: ۲۰۳	(ک)
کتاب مختصر فی العقاقیر للہند: ۲۰۰	کتاب اسکنار الجامع: ۲۰۰
کلیہ دومنہ: ۶، ۵، ۳۷	کتاب اسرار الموانید: ۱۹۷
(م)	کتاب الالوف: ۱۹۷
ماڈرن انگلش ڈکشنری: ۱۱۳	کتاب البیطرہ: ۲۰۳
مخزن الادویہ: ۱۳۱	کتاب التوہم فی الامراض والعلل: ۲۰۰
مروج الذهب: ۱۰۹، ۸۴	کتاب الحيوان: ۱۲۵
مالک الابصار: ۲۸۸، ۲۹۰، ۲۹۳، ۲۹۵، ۲۹۶	کتاب الذخائر والتحف: ۸۲، ۸۳
	کتاب السكر للہند: ۲۰۰

اقوام و مذہبی فرقے

(الف)

ارکند (مذہب): ۳۵

ازجیر (”): ۳۵

استان (قوم): ۳

اصحاب روحانیت (ہندوؤں کی ایک جماعت): ۶

اکنواطریہ (آتش پرست): ۷۳

انشینہ (فرقہ): ۲۲

اہل مربوط (یمنی): ۱۲۳

ایرانی: ۴۱

(ب)

باسویہ (فرقہ): ۶۱

بہودیہ (”): ۶۲

بجہ: ۳

بدوہ (مذہبی فرقہ): ۵۲، ۵۳، ۵۱

بدھ (مذہبی فرقہ): ۱۲۰، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸

براہمہ (پنڈت): ۴۱، ۴۳

برہر (قوم): ۳

برہیسعیہ (مذہبی فرقہ): ۵۲

برکسہکیہ (درخت کے پجاری): ۷۰

برہمن: دیکھئے براہمہ

بکرتینیہ: ۵۷، ۲۲

بہادونیہ (مذہبی فرقہ): ۶۳

معجم البلدان: ۱۱۳، ۱۱۴

معجم المطبوعات: ۱۰۸

مقالات اہل الملل والنحل: ۳۴

مقالہ جغرافیہ والاسلام والرواد المتقطف: ۱۱۰

(ن)

نافر: ۳۷

نزهة المشتاق فی اختراق الآفاق: ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲

نہایت الارب: ۶۶، ۶۷، ۷۲، ۷۵

(و)

وصف الهند و مايجاورها: ۱۱۱

زنکست: دیکھئے جنبکت	(ت)
زغاوہ (قوم): ۳	ترک (ترکستانی قوم): ۱۸۷
(س)	(ث)
سامرہ (قوم): ۲۲۰، ۲۱۹	ثبوتیت (فرقہ اصحاب الاثنین): ۳۶، ۳۵، ۳۴
سمنیہ (قوم): ۲۶، ۹	(ج)
سندرا لیلہ (منڈالیہ): ۱۳۷	جاتری (مذہبی فرقہ): ۲۳
سندھند (مذہب): ۳۵	جاٹ (قوم): ۱۴۸
سومرہ (خان): ۱۶۴	جاہکیہ (پانی کے پجاری):
(ش)	جنبکت (ایک بت کا نام): ۱۳
شودر (ذات): ۱۲۷	(چ)
(ص)	چندر بھکتیہ (چاندی کے پجاری): ۶۲، ۲۱
صابنہ (فرقہ): ۳۲، ۳۱، ۳۳	چھتری (ذات): ۱۳۶
(ع)	(خ)
عبدة الاصنام (بت کے پجاری): ۶۷	خارجی (مذہبی فرقہ): ۱۶۴
عبدة الشمس (سورج کے پجاری): ۶۵	خرنجیہ (ترکوں کی ایک برادری): ۱۸۷
عبدة القمر (چاند کے پجاری): ۶۶	(د)
عبدة الکواکب (ستارہ پرست): ۶۵	دہریہ (فرقہ): ۴۱
عبرانی: ۳۰	دھکتیہ (درگادیوی کے پجاری): ۷۱
عربی: ۱۴۶، ۴۱	دینکتیہ (فرقہ): ۶۵، ۲۰
عیسائی: ۱۲۱، ۱۲۰، ۴۱	(ڈ)
(ک)	ڈوم (ایک قوم): ۲۲۶، ۱۳۷
کابلہ (مذہبی فرقہ): ۶۳	(ر)
کلدانی (قوم): ۳۰	راحمہ (راجپوتیہ): ۲۴
	رودی (قوم): ۳۰
	(ز)

کھتری (ہندوؤں کی اعلیٰ ذات): ۱۳۶:

(گ)

گاجر (قوم): ۱۵۶:

(م)

مرادۃ: ۳:

مسلمان: ۲۶۵، ۱۶۴، ۱۲۱، ۱۲۰، ۴۱:

مصری: ۳۰:

مہاکالیہ (فرقہ): ۶۹، ۱۹:

میڈ (قوم): ۱۷۰، ۱۶۸:

مہاکالی (شیو کا دوسرا نام): ۶۹:

(ن)

ناستک (وہ فرقہ جو خدا اور رسول کو نہیں مانتا): ۱۳۷:

نوبہ (قوم): ۳:

(و)

ویشوں (ذات): ۱۳۷:

(ہ)

ہندو (قوم): ۱۲۱:

(ی)

یونانی (قوم): ۴۱:

یہودی (مذہبی فرقہ): ۱۲۱، ۱۲۰، ۴۱:

